خطباتِ صدیقیہ
جلد ہفتم
خطیبِ پاکستان
مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی
خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد
مکتبہ نوریہ رضویہ

خطباتِ صدیقیہ
جلد ہفتم
خطیبِ پاکستان مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی
مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے فیصل آباد

نام کتاب ——— خطباتِ صدیقیہ (حصہ ہفتم)

مؤلف ——— مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی

تزئین واہتمام ——— سید حمایت رسول قادری

پروف ریڈنگ ——— محمد سجاد علی نقشبندی

(فاضل دارالعلوم نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)

صفحات ——— 424

اشاعت ——— بار اوّل، جولائی 2011ء

تعداد ——— 1100

کمپوزنگ ——— غلام محمد یٰسین خاں

مطبع ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر ——— مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

قیمت ——— روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مولانا محمد صدیق ملتانی فیصل آباد

موبائل:0300-6608706

عنوان	صفحہ نمبر
کعبے کا کعبہ	7
دلیل اوّل	7
دلیل دوم	8
دلیل سوم	9
دلیل چہارم	10
دلیل پنجم	12
دلیل ششم	12
دلیل ہفتم	13
دلیل ہشتم	14
دلیل نہم	16
دلیل دہم	18
کعبہ اور کعبے کا کعبہ میں وجوہات مناسبت	19
پہلی وجہ شفاعت	19
وجہ دوم شفاء	21
وجہ سوم حفاظت	22
وجہ چہارم نزول ملائکہ	25
وجہ پنجم گناہ ختم	26
وجہ ششم دیدار عبادت	28
وجہ ہفتم نزول رحمت	30
وجہ ہشتم خدا کا فخر	32
وجہ نہم حکمت تخلیق	33
ضعیف حدیث کے بارے میں وضاحت	38
محدثین کے نزدیک	43
وجہ دہم مومن کی اقتدار میں نماز کی ممانعت	46
وجہ یازدھم خیال کعبہ فاسد نماز نہیں	47
مقامات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	50
آیات قرآن	50
فضیلت اول	55
صدیق اکبر کا عشق رسول	55
فضیلت دوم	58
فضیلت سوم	58
فضیلت چہارم	59
خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	59
فضیلت پنجم	67
فضیلت ششم	68
فضیلت ہفتم	70
فضیلت ہشتم	70
واقعہ ہجرت	71
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجوہ	83

عنوان	صفحہ نمبر
عنداللہ مقام صدیق از روئے احادیث	88
افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	90
مقامات صدیق رضی اللہ عنہ حصہ دوم	116
عندالرسول مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	116
عندالملائکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام	119
شیخین حضرات	123
مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کی نظر میں	130
عند فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	130
عند علی المرتضیٰ مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	133
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	135
حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام	135
مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی کنیت اور القابات کے آئینے میں......ابوبکر	136
القابات	138
عتیق	138
صدیق	146
رسول خدا ﷺ	147
جبریل امین علیہ السلام	147
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	147
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	147
امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	148
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	148
رفیق	151
عالم انوار	151
عالم ارواح	153
عالم دنیا	153
عالم برزخ	155
جنت میں ساتھی	156
صدیق اکبر اور خدمات اسلام	156
صدیق رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مشابہت اور کامل فنائیت	158
قوتِ عقلیہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبہ حاصل ہونا	162
قوتِ عملیہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبہ حاصل ہونا	166
اجماع امت	167
اکابرین اُمت کی تحقیق	172
حضرت عمر رضی اللہ عنہ	175
حالات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	175
فاروق کیسے بنے	175
موافقات	180
عدالت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	185
اوصاف حمیدہ	193

عنوان	صفحہ نمبر
خدمت خلق	199
کرامات	206
آگ میں کرامت	206
پانی پر کرامت	206
ہوا پر کرامت	207
مٹی پر کرامت	209
شیر کا حفاظت کرنا	209
نظر ایمان	211
نارگلزار	212
مساوات	213
مردم شناسی	215
شہادت	217
رحماء بینھم	219
وہ آپس میں مہربان ہیں	219
حضرت علی و شیخین حضرات	219
حضرت صدیق اکبر اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم	221
حضرت عمر اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہما	230
تعریفی جملے	230
مشورے	233
عطیات	237
فیصلے	240
شادی	242
حضرت عثمان اور علی المرتضی رضی اللہ عنہما	244
دوران محاصرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کی خدمات	251
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	254
حالات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	254
فضائل خلفاء راشدین	254
اصحاب ثلاثہ	260
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خدمت اسلام	261
غزوہ تبوک میں امداد	261
قرآن کی خدمت	263
بئر رومہ	264
فراہمی اشیائے خورد و نوش	265
قحط میں اہل مدینہ کی امداد	267
فضائل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	268
اعتراضات	278
حرب العبادلہ	280
شہادت	284
محاصرہ	296
حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ	300
حالات شیر خدا رضی اللہ عنہ	300
ابتدائی حالات	300
فضائل	303
خدا کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام	306

عنوان	صفحہ نمبر
رسول خدا کے نزدیک آپ کا مقام	308
فرشتوں کے نزدیک مقام	316
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم	321
حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ	329
حضرت علی رضی اللہ عنہ بحیثیت قاضی	334
شجاعت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	338
کرامات	344
شان اہلبیت	349
فضائل اہلبیت	349
ا: اہلبیت سکنی	349
ب: اہل بیت نسبی	351
ج: اہلبیت ولادتی	352
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	359
حالات حضرت خاتون جنت	360
شادی	360
فضائل	363
گھریلو زندگی	371
تقابلی جائزہ	373
وفات	378
فضائل حسنین کریمین	381
فضائل امام حسن رضی اللہ عنہ	384
فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ	387
فلسفہ شہادت	390
پانچواں حجاب	393
شہادت سری کی ظاہر صورت	396
اعتراض	396
الجواب	397
قرآن کی مثال	397
حدیث کی مثال	398
امامین حضور کے بیٹے	400
امامین کریمین رضی اللہ عنہم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں	404
امام حسن رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں	409
امام حسین رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں	409
پہلی مرتبہ	410
دوسری مرتبہ	411
تیسری مرتبہ	411
چوتھی مرتبہ	412
پانچویں مرتبہ	412
شہادت محمدی کا ظہور تام	413
امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے آپ کو زہر دیا	414
وجہ اول	423
وجہ دوم	423
وجہ سوم	423
وجہ چہارم	424

کعبے کا کعبہ

یَـا اَیُّھَـا الَّـذِیْـنَ آمَـنُـوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰـهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَـاکُـمْ لِـمَـا یُحْیِیْکُمْ۔

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تم کو زندگی بخشے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے بھی کعبہ ہیں اس کے لئے حسب ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل اوّل:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آواز دی انہوں نے جلدی سے نماز پوری کی اور حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا اب تک کہاں تھے عرض کی نماز پڑھ رہا تھا فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔ اس سے ثابت ہوا کہ نمازی پر لازم ہے کہ نماز چھوڑ کر حضور کے بلانے پر حاضر ہو جائے جو خدمت فرمائیں اس کو پورا کرے پھر نماز ہی میں ہے چنانچہ علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں یہی لکھا ہے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے کیونکہ اگر اس نے کلام کیا تو کس سے کیا ان سے کیا جن کو نماز میں سلام کرنا واجب ہے السلام علیك ایها النبی اگر کسی اور کو سلام کرتا تو نماز جاتی رہتی اور کعبہ سے سینہ پھرا تو کس کی طرف پھرا ادھر جو کعبہ کا بھی کعبہ ہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

دلیل دوم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ پیر کے دن نماز میں مشغول تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کا پردہ اٹھا کر اپنے غلاموں کو نماز پڑھتے دیکھا مسکرائے اور ہنسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانا چاہتے ہیں اس لئے آپ پیچھے ہٹے تا کہ صف کے ساتھ مل جائیں۔

(بخاری ص ۹۴/۳)

اور مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور دیدار کی خوشی میں نماز کو توڑ دیں مگر آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی نماز کو پورا کرو پھر آپ نے پردہ گرا دیا اور حجرہ میں تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے لئے اپنا چہرہ کعبہ سے پھیرا کیونکہ مسجد نبوی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ کعبہ کی جانب نہیں بلکہ مشرقی جانب ہے اس جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چہروں کو قبلہ کی جانب سے پھیرے بغیر ممکن نہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اور اشارے کو دیکھنا اور سمجھنا بھی بغیر اس کے متصور نہیں ہو سکتا کہ سب پروانوں کی نظریں اس شمع نبوت پر ہوں۔

نماز کی حالت میں اگر ہمارا رخ کعبہ سے پھر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن صحابہ کرام نے اپنا رخ کعبہ سے پھیرا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا اور آپ کا دیدار کیا ان کی نماز فاسد نہیں ہوئی کیونکہ ان کا رخ اگرچہ کعبہ سے پھر

گیا ہے مگر اس ہستی کی طرف پھرا جو کعبہ کا بھی کعبہ ہے۔

دلیل سوم:

جب مشرکین مکہ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھانا چاہا تو وہ آپ کو مکہ سے باہر مقام تنعیم میں لے آئے اس وقت حضرت خبیب نے مشرکین مکہ سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں دو رکعت نماز ادا کرلوں انہوں نے اجازت دیدی آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی تاکہ شہیدان حق کے درمیان ان کی یہ سنت یادگار رہے پھر آپ نے دعا کی اے خدا ان مشرکین میں سے کسی کو نہ چھوڑ اور ان سب کو جدا جدا ہلاک فرما دے۔

اس کے بعد آپ کو سولی کے قریب لایا گیا اور آپ کا چہرہ مدینہ کی طرف پھیر دیا گیا اور کعبہ سے آپ کا رخ پھیر دیا گیا آپ نے فرمایا مجھے اس سے کیا نقصان ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ تم جدھر رخ کرو گے حق کا رخ اسی طرف ہے

بلھے شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

جے میں اپنے باہر ڈھونڈا میرے اندر کون سماناں
جے میں اپنے اندر ڈھونڈا پھیر مقید جاناں
سب کچھ توہیں تے سب وچہ توہیں میں سب تو پاک پچھاناں
میں وی توہیں تو بھی توہیں تے بلھا کون نماناں

پھر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خود مدینہ منورہ کعبہ کا اور ان کا حقیقی قبلہ ہے کیونکہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا بھی کعبہ ہیں۔ (مدراج النبوت ۲/۱۸۸)

دلیل چہارم ا:

غزالیِ زماں رازیِ دوراں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہو کر پرسوز گزارشات اور التجائیں کر رہے تھے چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا اور پیٹھ کعبہ کی جانب تھی نجدی پہرہ داروں نے منع کیا اور کہا کعبہ کی طرف پیٹھ نہ کرو بلکہ کعبہ کی طرف منہ کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیٹھ کرلو آپ نے ان کے منع کرنے کی طرف توجہ نہ کی دوسرے دن آپ کو قاضی کے سامنے پیش کیا گیا قاضی نے کہا کیا آپ قبر رسول کو کعبہ سے افضل سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا تم کعبہ کی بات کر رہے ہو میں تو اس جگہ کو عرش سے بھی افضل جانتا ہوں ان نے پوچھا دلیل آپ نے فرمایا دیکھو از روئے قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں اور اللہ فرماتا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہارے مراتب میں زیادتی کروں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے زیادتی دی زمین سے چوتھے آسمان پر لے گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں بھی شکر گزار رہے چاہیے یہ تھا کہ ان کو اور بلندی پر لے جایا جاتا یہاں تک کہ اللہ ان کو عرش پر لے جاتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو حضور کے پہلو میں لائے گا معلوم ہوا جو عظمت اور بلندی جوارِ مصطفیٰ میں ہے وہ عرش کو حاصل نہیں جب آپ نے یہ دلیل قائم کی تو نجدی قاضی دم بخود رہ گیا۔

اس دلیل سے معلوم ہوا کہ قبر انور کا وہ حصہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس سے لگا ہوا ہے وہ یقیناً عرش سے افضل ہے اور یہ مقام کعبہ کو حاصل نہیں پس ثابت ہوا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا بھی کعبہ ہیں۔

شانِ کعبہ کی بے شک بڑی ہے ہر گھڑی رحمتوں کی گھڑی ہے
مصطفیٰ تو ہیں کعبے کا کعبہ عرش سے شان ان کی بڑی ہے

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔

میں اس شہر کی قسم صرف اس وجہ سے کھاتا ہوں کہ آپ اس شہر میں چلتے ہیں۔

مکہ مکرمہ کو یہ عزت صرف اس لئے ملی کہ آپ اس شہر میں قیام پذیر ہیں جب آپ مدینہ گئے تو وہ فضیلت مدینہ کو حاصل ہو گئی جب آسمانوں پر گئے تو آسمانوں کو عزت ملی جب عرش پر گئے تو عرش کو یہ کرامت ملی اور اب جس جگہ آرام فرما ہیں وہ جگہ تمام جگہوں سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔ ثابت ہوا کہ آپ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: القبر روضة من رياض الجنة یعنی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جنت کے بارے میں فرمایا: موضع سوط في الجنة خير من الدنيا ومافيها ایک چابک کے برابر بھی جنت کی جگہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ جس جگہ حضور آرام فرما رہے ہیں وہ جگہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے پس کعبہ سے افضل وہ جگہ ہے جہاں آرام فرما ہیں۔

دلیل چہارم ۴:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر ظہر کی اذان دی۔ (طبقات ابن سعد ۲/۱۳۷)

دنیا بھر کی مساجد میں جب اذان ہوتی ہے تو مؤذن اپنا رخ کعبہ کی

طرف کرتے ہیں لیکن جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب کعبہ کی چھت پر اذان دی تو انہوں نے اپنا رخ کس طرف کیا ہوگا علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف فرما رہے تھے طواف کی حالت میں جدھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ مڑتا جاتا ہے کعبہ کی چھت پر اذان کی حالت میں حضرت بلال کا رخ بھی ادھر ہی مڑتا جاتا ہے اس لئے کہ حضور کعبہ کا بھی کعبہ ہیں۔

دلیل پنجم:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو فرشتے کعبہ کو دلہن کی طرح سجا کر میدان محشر میں لے جائیں گے اثنائے راہ ان کا گزر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے ہوگا اس وقت کعبہ بزبان فصیح کہے گا السلام علیک یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرمائیں گے وعلیک السلام یا بیت اللہ بتا میری امت نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا کعبہ عرض کرے گا اے محمد تیرا جو امتی میری زیارت کے لئے آیا اس کی شفاعت میں کروں گا اور جو میری زیارت کے لئے نہ آسکا اس کی شفاعت آپ فرما دیں۔ کعبہ قیامت کے دن حضور کی بارگاہ میں حاضری دے گا اس لئے کہ آپ کعبہ کا بھی کعبہ ہیں۔ (تفسیر عزیزی ۱/۴۶۳)

دلیل ششم:

علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہر ایک کا الگ الگ قبلہ ہے مقربین کا قبلہ اللہ کا عرش ہے روحانیین کا قبلہ اللہ کی کرسی ہے اور کروبیین کا قبلہ بیت المعمور ہے اور آپ سے پہلے انبیاء کا قبلہ بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے اور اے محبوب آپ کی روح کا قبلہ

میری ذات وانت قبلتی اور میرا قبلہ آپ کی ذات ہے۔ (تفسیر روح المعانی ۲/۱۵)

چونکہ نبی کریم ﷺ خدا کی ذات کا قبلہ اس لئے آپ یقیناً کعبہ سے افضل ہیں لہٰذا آپ کو کعبہ کا کعبہ کہہ سکتے ہیں۔

دلیل ہفتم:

جس رات حضور ﷺ کی ولادت ہوئی اس رات حضرت عبدالمطلب گھر میں موجود نہ تے کعبہ کی دیوار مرمت کرنے تشریف لے گئے تھے عبدالمطلب فرماتے ہیں میں مرمت کے بعد کعبہ کا طواف کررہا تھا میں نے دیکھا کعبہ چاروں طرف جھکا اور مقام ابراہیم کی جانب سجدہ میں پڑ گیا اور تکبیر وتسبیح کی آوازیں آنے لگیں تھوڑی دیر بعد دیواروں پر کھڑا ہوگیا اور کعبہ کے اندر سے آواز آئی:

''سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے محمد ﷺ سے مخصوص کیا''۔

ارکان کعبہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے عبدالمطلب فرماتے ہیں میں باب الصفاء سے نکل کر آمنہ کے گھر کی جانب روانہ ہوا تو میں نے کچھ فرشتے دیکھے جو کہہ رہے تھے۔

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔تمہارے پاس اللہ کا رسول آیا

میں نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا یہ خواب ہے یا بیداری آمنہ کے مکان پر کچھ پرندے چکر کاٹ رہے تھے اور کمرہ سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی میں نے پوچھا کیا ہوا مجھے بتایا گیا سید مضر اور خیر البشر کی ولادت ہوئی ہے میں نے دروازہ پر دستک دی تو آمنہ نے دروازہ کھلا ان پر نفاس کا کچھ اثر نہ تھا میں نے آمنہ سے پوچھا تمہاری پیشانی کی چمک کہاں گئی آمنہ نے کہا وہ چمک دنیا میں اتر آئی ہے پھر مجھے ہاتف نے یہ ندا دی اے عبدالمطلب اپنے پوتے کا نام محمد (ﷺ) رکھنا

ان کا نام آسمانوں میں محمود ہے تورات میں مؤید ہے زبور میں ہادی ہے انجیل میں احمد ہے اور قرآن میں طٰہٰ ویٰسین اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

میں نے آمنہ سے کہا مجھے پوتا دکھاؤ آمنہ نے کہا آیئے وہ کمرے میں ہے میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ فرشتے فوج درفوج نازل ہو رہے ہیں۔ (جامع المعجزات ۳۰۶)

کعبہ حضور کی ولادت کی رات چاروں طرف جھکا ان چاروں طرف حضرت آمنہ کا گھر بھی یقیناً موجود تھا جس میں سرورکائنات تشریف فرما تھے تو کعبہ کا حضور کے گھر کی طرف جھکنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کعبہ کا بھی کعبہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

دلیل ہشتم:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ اور تابعین کا طریقہ یہ ہے کہ جب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آؤ تو اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف اور منہ قبر انور کی طرف کرو پھر کہو السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معلوم ہوا کہ امام اعظم کا مسلک یہ ہے کہ دعا کے وقت چہرہ حضور کی طرف ہونا چاہیے۔ (فتح القدیر ص ۳/۹۵)

اب سنئے امام مالک کا مسلک۔ امیر المومنین ابوجعفر منصور رضی اللہ عنہ نے جو خلفائے عباسیہ کی دوسرے خلیفہ ہیں امام مالک کے ساتھ مسجد نبوی میں کسی مسئلے پر

مباحثہ کیا جس سے ان کی آواز کچھ بلند ہو گئی اس پر امام مالک نے کہا اے امیر المومنین اس مسجد میں آواز بلند نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ادب سکھایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔

اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آوازوں سے اونچا نہ کرو یعنی میرے حبیب کے دربار میں اپنی آواز بلند نہ کرو۔

اور تعریف کی ہے ان لوگوں کی جو نبی کے حضور اپنی آواز پست رکھتے ہیں خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔

جو لوگ دبی آواز سے بات کرتے ہیں رسول خدا کے حضور وہی لوگ ہیں کہ اللہ نے جانچ لیا ہے ان کے دلوں کو پرہیز گاری کے لئے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

اور اس قوم کی مذمت کی جو آپ کے حجرہ کے باہر سے پکارتے تھے خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔

جو لوگ تجھے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بیوقوف ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وصال کے بعد بھی وہی ہے جو قبل وصال کے تھی امیر المومنین منصور نے جب یہ بات سنی تو نہایت مؤدب ہو گئے پھر امام مالک سے پوچھا امام صاحب میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کروں یا رسول خدا کی

طرف متوجہ ہوں آپ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے کیوں منہ پھیرتے ہو وہ تو وسیلہ ہیں آپ کا اور آپ کے باپ آدم علیہ السلام کا قیامت کے دن آپ نبی کریم ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر شفاعت اور سفارش طلب کریں گے اللہ تعالیٰ حضور کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

اگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو تیرے پاس آجائیں پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پالیں گے۔

امام صاحب نے امیر المومنین منصور رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضور ﷺ سے منہ نہ پھیرو بلکہ کعبہ کی طرف پیٹھ کرکے اور حضور کی طرف منہ کرکے دعا مانگو جس سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ حضور ﷺ کعبے کا بھی کعبہ ہیں۔

دلیل نہم:

بعض مشاہیر اولیاء کرام کو خدا تعالیٰ نے یہ بلند مقام عطا فرمایا ہے کعبہ ان کا طواف کرنے آیا ہے مثلاً:

ا: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک مدت تک کعبہ کا طواف کیا اور ایک مدت ہوگئی ہے کہ کعبہ آکر میرے گرد طواف کرتا ہے۔ (سیر الاقطاف ۱۰۵)

ب: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ نماز فجر پڑھانے کے بعد آپ لوگوں کی طرف چہرہ کرکے دعا مانگتے تھے اور دعا کے بعد

آپ مراقبہ کرتے تھے ایک مرتبہ عرفہ کے دن نماز فجر کے سلام کے بعد آپ قبلہ رو ہو کر تشریف فرما تھے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا بعد ازاں مراقبہ ختم کر کے آپ نے بعض محرمان راز سے فرمایا کہ آج کعبہ کی زیارت کا شوق غالب آیا اچانک میں نے دیکھا کہ کعبہ میرے طواف کے لئے آ گیا تعجب کی بات ہے اصحاب کشف اس حال سے غافل تھے وگرنہ وہ بھی اس وقت میرا طواف کرتے۔(حضرات المقدس ۱۰۶)

ج: ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کعبہ مبارکہ میں حاضر تھے آدھی رات کا وقت تھا کہ کعبہ آپ کو نظر نہ آیا عرض کی الٰہی کعبہ نظر نہیں آیا ارشاد ہوا کعبہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے طواف کے لئے دہلی گیا ہوا ہے آپ کے دل میں خیال آیا کہ سبحان اللہ میں تو کعبہ کے طواف کو آؤں اور کعبہ خود ان کے طواف کو جائے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ میں بھی ان کے طواف کو جاؤں چنانچہ آپ یہاں سے چل پڑے اور دل میں تین چیزوں کی نیت کی ایک تو ان کا طواف کریں دوسرے ان کے وضو کا پانی پئیں تیسرے یہ کہ ان کی پالکی کندھے پر لادیں جب آپ دہلی میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت اس وقت قبلہ رو ہو کر وضو فرما رہے تھے مخدوم جہانیاں آپ کے روبرو اس نیت سے کھڑے ہو گئے کہ جب آپ وضو اور دوگانہ سے فارغ ہوں تو ملاقات کروں حضرت نصیر الدین محمود جب سر کے مسح سے فارغ ہوئے تو پاؤں دھونے کے لئے آپ مشرق کی طرف ہو گئے حضرت مخدوم جہانیاں بھی سامنے آ گئے جب آپ وضو سے فارغ ہوئے پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اور اپنے مبارک بالوں میں کنگھا فرمانے لگے مخدوم جہانیاں پھر آپ کے سامنے آ گئے جہاں پہلے کھڑے تھے اور جب وہ دوگانے سے فارغ

ہوئے تو آپس میں ملاقات ہوئی حضرت نصیرالدین محمود چراغ نے فرمایا اے فرزندِ رسول تم نے طواف کی نیت کی تھی وہ تو حاصل ہو گیا وضو کا پانی جو آبخورے میں باقی ہے وہ پی لو اور پالکی اٹھانے کی جو نیت کی تھی اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ تم اپنا کندھا اس کے پائے سے لگا لو اس کے بعد حضرت نصیرالدین نے خلافت کی نیت سے ایک تہ بند طلب کیا اور ان کے سامنے رکھ دیا کہ اسے پہن لو اور آپ کا مطلب یہ تھا کہ وہ فرزندِ رسول ہیں ہم اپنی جانب سے ایک کپڑا دیتے ہیں تاکہ وہ اسے پہن لیں مخدوم جہانیاں نے وہ تہ بند اپنے سر پر باندھ لیا۔

(سبع سنابل ۱۶۸)

کعبہ جس نبی مکرم کے غلاموں کا طواف کرتا ہے وہ نبی کیوں نہ کعبے کا کعبہ ہوگا۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا .... تیرا
اور پروانے ہیں جو ہوتے کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

(اعلیٰ حضرت)

دلیل دہم:

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے کعبہ والذی نفسی بیدہ لحرمۃ المومن اعظم عنداللہ حرمۃ منک قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ کے نزدیک مومن کی عزت تجھ سے زیادہ ہے جب حضور کے ایک مومن امتی کی عزت خدا کے نزدیک کعبہ سے زیادہ ہے تو پھر نبی کریم تو یقیناً کعبہ سے افضل ہیں لہٰذا آپ کو کعبے کا کعبہ کہنا جائز ہے۔

کعبہ اور کعبے کا کعبہ میں وجوہات مناسبت

پہلی وجہ شفاعت:

کعبہ قیامت کے روز شفاعت فرمائیگا چنانچہ حدیث میں آیا ہے وھب بن منبہ فرماتے ہیں کہ توارت مقدس میں لکھا ہے کہ جب قیامت بر پا ہوگی تو خدا تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو کعبہ کے پاس بھیجے گا کہ اسے میدان محسر میں لے جا کر کھڑا کریں ان فرشتوں کے ہاتھوں میں سونے کی زنجیریں ہونگی جب فرشتے کعبہ کے پاس آئیں گے تو ایک فرشتہ کہے گا اے کعبہ میدان محشر میں چل کعبہ کہے گا جب تک میرے سوال کو قبولیت کا جامہ نہ پہنایا جائیگا میں یہاں سے تل بھر بھی نہ سرکوں گا فرشتے کہیں گے تو اپنا سوال جناب الٰہی میں پیش فرما کعبہ کہے گا الٰہی میرے شفاعت ان ایمانداروں پڑوسیوں کے حق میں قبول فرما جو میرے اردگرد مدفون ہیں اس پر جناب الٰہی سے ارساد ہوگا تیری التجا قبول کی گئی اس کے بعد کہا جائے گا اے کعبہ تو میدان محشر میں چل کعبہ کہے گا جب تک میری ایک اور تمنا پوری نہ کی جائیگی میں یہیں رہونگا فرشتے کہیں گے اسے بھی بارگاہ الٰہی میں پیش کرو کعبہ کہے گا یا اللہ جو تیرے گنہگار بندے دور دراز سے سفر کر کے میرے پاس آئے انکی بابت سوال کرتا ہوں کہ انہیں فزع اکبر سے بے خوف کر دے اسوقت اہل محشر میں ایک فرشتہ ندا کریگا زائرین کعبہ الگ ایک جگہ جمع ہو جائیں خدا تعالیٰ سب کو کعبہ کے گرد اکٹھا کر دیگا اس وقت ان کے چہرے نہایت روشن ہونگے اس کے بعد پھر کہا جائیگا اے کعبہ اب تو میدان محشر چل کعبہ کہے گا الٰہی میں حاضر ہوں چنانچہ فرشتے اسے سونے کی زنجیروں سے کھینچتے ہوئے میدا محشر میں لے جائیں گے راستے میں نبی کریم ﷺ کی قبر انوار آئیگی آپ قبر شریف سے اٹھیں گے کعبہ

کہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صرف ان لوگوں کی شفاعت فرمائیں جو میری زیارت کو نہیں آئے کیونکہ میرے زائرین میرے شفاعت میں آ گئے ہیں۔

(۳۳۵ خیر المونس)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک وفد میں شامل ہوکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے تو اونٹوں کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور اندر داخل ہوئے اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ ہمارے نزدیک اس شخص سے بڑھ کر کوئی اور مبغوض اور ناپسندیدہ نہ تھا جو آپکی خدمت میں حاضر ہوتا لیکن جب ہم آپکی کی محفل مبارک سے اٹھے تو کوئی شخص ہمیں اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں تھا جو انکی بارگاہ والا جاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرے۔

ہم میں سے کسی شخص نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے رب کریم سے ایسا ملک طلب کیوں نہ فرمایا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تھا آپ ہنسے اور فرمایا امید قوی ہے کہ تمہارے نبی کا ملک اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت سلیمان کے ملک سے افضل ہے اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اسے ایک دعا کا حق عطا کیا بعض نے اس کو دنیوی جاہ جلال کا ذریعہ بنایا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کا مطلوب عطا فردیا بعض نے اس دعا کو اپنی قوم کی ہلاکت اور بربادی کے لئے استعمال کردیا جب انہوں نے اطاعت سے سرکشی کی تو اس دعا کی وجہ سے ہلاک کردئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے دعا کا حق عطا کیا جو میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ کررکھا ہے۔

(۲۰۵ شواہد الحق)

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

وجہ دوم شفاء:

جو پرندے بیمار ہو جاتے ہیں مثلاً کبوتر وہ اپنے آپ کو کعبہ کی چھت پر گرا دیتے ہیں تو ان کو شفا مل جاتی ہے صحت یافتہ پرندے کعبہ کے اوپر سے نہیں گزرتے بلکہ ایک طرف سے ہو کر گزرتے ہیں کوئی پرندہ کعبہ پر بیٹ نہیں کرتا درندے جب بیمار ہو جاتے ہیں تو اپنے آپ کو کعبہ کے محاذ میں کھڑا کر لیتے ہیں وہ دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں ان کو کعبہ کا فیض پہنچتا ہے اور وہ شفایاب ہو جاتے ہیں۔ (۱/۱۸۵ شفاء الغرام)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے کو جنون کا مرض ہے صبح اور شام جنون اس کو عارض ہوتا ہے اور یہ ہمیں تنگ کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اس نے ہتے کی اس کے پیٹ سے سیاہ کتے کے پلے کی طرح کوئی چیز نکلی۔ (۱/۱۹ دارمی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کو جارہے تھے جب ہم بطن روحاء میں پہنچے تو ایک عورت کو دیکھا جو آپکی طرف آرہی تھی آپ نے اپنی سواری کو روک لیا وہ حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بچہ ہے جس روز سے پیدا ہوا ہے اسی روز سے آج تک اسے ہوش نہیں آیا آپ نے اس بچے کو پکڑا اور اس کے منہ میں تھوکا اور فرمایا نکل اے دشمن خدا میں اللہ کا رسول ہوں پھر اس لڑکے کو اس عورت کے حوالے کر دیا

اور فرمایا اب اس پر کوئی اثر نہیں۔ (۲۲/۳۳۶ طبرانی کبیر)

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کو جمرۃ العقبیٰ کے پاس رمی فرماتے دیکھا رمی فرمانے کے بعد آپ منیٰ میں اپنے مقام پر تشریف لے گئے وہاں ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی جو آسیب زدہ تھا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس لڑکے پر کوئی بلا مسلط ہے یہ بات نہیں کرتا آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ پانی لاؤ تو وہ ایک برتن میں پانی لے آئی آپ نے اس سے پانی لے کر اس میں کلی کی اور دعا فرمائی اور اس کو دے کر فرمایا یہ پانی اس لڑکے کو پلاؤ اور اس میں نہلاؤ ام جندب کہتی ہے جب وہ جانے لگی تو میں بھی اس کے ہمراہ ہوگئی اور اس سے کہا اس میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دو اس نے کہا لے لو وہ لے کر اپنے لڑکے عبداللہ کو پلایا وہ بہت روز زندہ رہا اور بہت نیک بخت ہوا پھر اس عورت سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے کہا وہ لڑکا اچھا ہوگیا اور اس کے ہم عمروں میں اسکی کوئی نظیر نہیں اور وہ عقل وفراست میں اوروں سے بڑھا ہوا ہے۔ (۲۵/۱۶۰ طبرانی کبیر+۸/۵۲ مصنف ابن ابی شیبہ)

مریضوں . سوائے در مصطفٰے کے
کہیں بھی نہ ہوگا ٹھکانہ تمہارا

وجہ سوم حفاظت:

یمن کا بادشاہ تبع اول ایک مرتبہ ایک لشکر جرار لے کر یمن سے نکلا اس کا لشکر ایک لاکھ تیس ہزار گھوڑسواروں اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیدل فوج پر مشتمل تھا اپنے وزراء میں ایک وزیر کو اپنے ساتھ لیا وہ جس شہر سے گزرتا وہاں کے لوگ اسکی بڑی تعظیم کرتے اور اس شہر کے دس صاحب فراست حکماء کا انتخاب کر کے ان کو

11/3/8

اپنے ساتھ لے لیتا جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اسکی کوئی قدر و منزلت نہ کی اس نے اپنے کسی ساتھی سے اسکی وجہ پوچھی اس نے کہا یہ لوگ عربی ہیں اور ان کے ہاں بیت اللہ ہے جس کو کعبہ کہتے ہیں اس پر یہ لوگ فخر کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ بتوں کے پجاری ہیں تبع نے اپنے لشکر سمیت مکہ کے قریب پڑاؤ ڈالا اور تبع نے دل میں خیال کیا کہ کعبہ کو منہدم کر دیا جائے یہاں تک کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور انکی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے بس یہ سوچنا تھا کہ اسکی آنکھوں کانوں اور ناک سے گندہ پانی بہنا شروع ہو گیا اس سے اس قدر بدبو آنی شروع ہوگئی کہ کوئی اس کے قریب نہ آتا اس نے اپنے وزیر کو کہا کہ تمام حکماء کو اکٹھا کرو اور میری بیماری کے بارے میں ان سے مشورہ کرو سب کو جمع کیا گیا انہوں نے کہا یہ کوئی آسمانی آفت ہے اس کا علاج ہم نہیں کر سکتے بادشاہ کی حالت زیادہ خراب ہونے لگی یہاں تک کہ رات آ گئی اس کے لشکر میں سے ایک عالم اس کے وزیر کے پاس آیا اور کہا اگر بادشاہ میرے سامنے سچ بولے تو میں اسکا علاج کر سکتا ہوں وزیر خوش ہو گیا اور اسے بادشاہ کے پاس لے گیا عالم نے بادشاہ سے پوچھا آپ سچ بتائیں کہ آپ نے دل میں کیا ارادہ کیا ہے بادشاہ نے کہا بیت اللہ کو گرانے کا مردوں کو قتل کرنے کا عورتوں اور بچوں کو غلام بنانے کا اس عالم نے کہا بس تیری بیماری کی یہی وجہ ہے بادشاہ نے کہا میں نے یہ سارے میرے بُرے خیالات دل سے نکال دیے اسی وقت بادشاہ صحت یاب ہو گیا پھر اس نے کعبہ کو غلاف پہنایا۔ (۳/۳۳۲/۳ ابن عساکر)

جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ سے بادشاہوں کے نام فرامین لکھے تو ایک فرمان کسریٰ شاہ فارس کو بھی لکھا جس میں آپ نے اس کو دعوت اسلام دی اس بدبخت نے آپ کے مبارک خط کو پڑھ کر غصے میں پرزے پرزے کر دیا جب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات علم ہوا تو آپ نے دعا فرمائی اللھم مزق ملکة کما مزق کتابی یا اللہ جس طرح اس نے میرے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ہیں تو اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

شاہ کسریٰ نے اپنے گورنر یمن کو خط لکھا کہ بہت جلد دو سپاہی روانہ کرو جو اس مدعی نبوت کا سر اتار کر میرے پاس لے آئیں یا اسے زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں شاہ یمن نے دو قوی آدمی مدینے کی طرف حضور کو شہید کرنے یا زندہ گرفتار کرنے کے لئے بھیجے یہ دونوں سپاہی مکہ کے راستے مدینہ پہنچے تو حضور کو اطلاع ہوئی دو سپاہی آپ کو قتل کرنے کے لئے آئے ہیں آپ نے فرمایا میرے مہمانوں کو اچھے مکان میں اتارو اور اعلیٰ درجے کی مہمان نوازی کرو تاکہ ان کی تھکان دور ہو جائے سات دن تک ان کی مہمان نوازی کی گئی آٹھویں دن حضور کے حکم کے مطابق ان کو آپ کی بارگاہ میں لایا گیا ملاقات ہوئی حضور کے رعب سے ان کے ہاتھوں میں رعشہ طاری ہوا پاؤں میں جنبش اور زبان میں لکنت تھی آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم دیا لیکن وہ اوندھے منہ گر پڑے آپ نے ان کو اٹھا کر پوچھا کہاں سے آئے ہو اور کیا مطلب ہے انہوں نے کہا ہمیں شاہ فارس نے آپ کے قتل کے لئے بھیجا ہے آپ نے فرمایا تمہارا بادشاہ آج رات قتل کر دیا گیا ہے اس کے بیٹے نے اس کو قتل کر دیا ہے جاؤ شاہ یمن کو شاہ فارس کے قتل کی خبر کر دو شاہ فارس کے قتل کی خبر سن کر دونوں سپاہی رخصت ہو گئے۔

(آداب رسول:۶۷)

اس سے پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور وہ دونوں قابل خائب و خاسر واپس چلے گئے خدا فرماتا ہے۔ واللہ یعصمک من الناس اے محبوب تیرا اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا نیز نبی کریم کے اعلیٰ اخلاق کا پتہ چلا

کہ آپ نے اپنے دشمنوں کی خاطر و مدارت کا حکم دیا۔

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

وجہ چہارم نزول ملائکہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرش کے دائیں طرف نور کی ایک نہر ہے جو اتنی بڑی ہے کہ ساتوں آسمان ساتوں زمینیں اور ساتوں سمندر اس میں سما سکتے ہیں روزانہ سحری کے وقت جبریل علیہ السلام اس میں غوطہ زن ہوتے ہیں اور غسل کرتے ہیں ان کی نورانیت اور حسن و جمال میں اضافہ ہو جاتا ہے پھر اس نہر سے نکل کر اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں بے شمار قطرے گرتے ہیں ہر قطرے سے ہزاروں فرشتے پیدا ہوتے ہیں ان میں ستر ہزار فرشتے بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے کعبہ پر نازل ہوتے ہیں یعنی ستر ہزار فرشتے اور جو ایک بار آتے ہیں قیامت تک ان کی دوبارہ باری نہ آئے گی۔

(تفسیر کبیر ۵/۲۹۳)

حضرت نبہتہ بن وھب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کعب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوا کعب نے کہا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ اس میں آفتاب طلوع ہوتا ہو اور ستر ہزار فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں یعنی روزانہ صبح کے وقت اتنے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور رسول خدا کی قبر کو گھیر لیتے ہیں اور انوار قبر سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اپنے بازو پھیلا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے اور آجاتے ہیں

اور صبح تک یہی کرتے ہیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری ہے گا جبکہ قیامت کے دن قبر کھلے گی اور آپ قبر سے باہر تشریف لائیں گے اور ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں خدا کے حضور حاضر ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ باب الکرمات)

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

وجہ پنجم گناہ ختم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من نظر الی الکعبة ایمانا وتصدیقا تحاتت عنه الذنوب کما یتهات الورق من الشجر۔ (شفاء الغرام ۱۸۳/۱)

جو ایمان اور تصدیق سے کعبہ کی طرف دیکھے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من نظر الی الکعبة ایمانا وتصدیقا خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه۔

جو ایمان اور تصدیق سی کعبہ کو دیکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے بطن سے پیدا ہوا۔

کعبہ کے کعبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آنے سے بھی گناہ ختم ہوتے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا

کیسے عرض کی میں رمضان میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر بیٹھا آپ نے فرمایا ایک غلام آزاد کردو عرض کی میرے پاس غلام کہاں سے آیا فرمایا دو ماہ کے متواتر روزے رکھو عرض کی اتنی طاقت نہیں آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو عرض کی اس کی بھی طاقت نہیں اتنے میں حضور کے پاس کھجوروں سے بھری ایک زنبیل لائی گئی آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے اس نے عرض کی حضور میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا یہ کھجوریں لے جاؤ اور غریبوں میں تقسیم کردو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ہم سے زیادہ بھی غریب ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مدینہ میں کوئی گھر ہم سے زیادہ حاجت مند نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے حتیٰ کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا جاؤ اپنے اہل وعیال کو جا کر کھلا دو۔ (مسلم شریف ۱/۳۵۴)

حضور سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دحیہ کلبی کے مسلمان ہو جانے کی بہت تمنا تھی اور آپ اکثر دعا کرتے تھے کہ الٰہی دحیہ اسلام قبول کر لے کیونکہ ان کے رشتہ داروں کی تعداد سات سو تھی جن کا اسلام لازماً ان کے اسلام لانے پر موقوف تھا ایک دن دحیہ کے دل میں اسلام کی محبت اور صداقت پیدا ہوئی اور مسلمان ہونے کے لئے چلے ادھر حضرت جبریل حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ خدا آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ دحیہ عنقریب آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے آرہا ہے ذرا سی دیر گزری کہ حضرت دحیہ حاضر ہو گئے آپ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی کیونکہ آپ کا ارشاد عالی ہے۔ اذاجاء کریم قوم فاکرموہ جب کسی قوم کو بڑا تمہارے پاس آ جائے تو اس کی عزت کرو دحیہ آپ کا یہ اخلاق دیکھ کر رونے لگے اور آپ کی چادر کو اٹھا کر آنکھوں پہ لگایا اور سر پر رکھ کر عرض کی مجھ پر شرائط اسلام پیش فرمائیں آپ نے

ان کو کلمہ طیبہ پڑھایا پھر دحیہ نے رونا شروع کر دیا حضور نے وجہ پوچھی عرض کی مجھ سے بہت بڑے گناہ سرزد ہوئے ہیں آپ خدا تعالیٰ سے معلوم کریں کہ ان کا کفارہ کیا ہے اگر آپ مجھے قتل بھی کر دیں تو مجھے قبول ہے اور اگر میرا سارا گھر بار راہ خدا میں لٹ جائے تو مجھے قبول ہے لیکن میرے گناہ معاف ہوجائیں آپ نے پوچھا وہ گناہ کیا ہیں عرض کی میں اپنی قوم کا سردار ہوں میں نے عار کی وجہ سے ستر لڑکیاں بلاوجہ قتل کی ہیں بھلا میرا یہ گناہ کیسے معاف ہوگا حضور حیران ہوئے فوراً حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ ﷺ، اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ آپ دحیہ سے فرما دیں کہ کلمہ پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سال کا کفر اور ستر لڑکیوں کا قتل معاف کر دیا ہے۔ ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ اسلام لانے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (روح البیان جلد اول)

ہور دوانہ دل دی کاری کلمہ دلدی کاری ہو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ہو
کلمہ ہیرے لعل جواہر کلمہ ہٹ پساری ہو
اتھے اوتھے دوئیں جہانیں باھو کلمہ دولت ساری ہو

وجہ ششم دیدار عبادت:

کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے چنانچہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

النظر الی البیت عبادۃ وتکتب لہ بھا حسنۃ وتصلی علیہ الملائکۃ مادام ینظر الیہ۔

کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے جب

تک بندہ کعبہ کو دیکھتا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق ۵/۱۳۵)

بلکہ ایک حدیث میں یوں بھی آیا ہے کہ۔

النظر الی البیت افضل من عبادة الصائم القائم الدائم المجاهد فی سبیل الله۔

کعبہ کی طرف نظر کرنا اس آدمی کی عبادت سے افضل ہے جس نے ساری زندگی دن کو روزہ رکھ کر جہاد کیا۔ (تفسیر عزیزی ۱/۴۶۲)

اب سنئے کہ کعبہ کے کعبہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو دیکھنا کتنی بڑی عبادت ہے نماز میں اصل یہ ہے قیام کے وقت سجدہ گاہ پر نظر ہو رکوع میں پاؤں پر نظر ہو اور قعدہ میں اپنی گود میں نظر ہو لیکن جب صحابہ کرام حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے تو ان کی نگاہیں صرف اور صرف آپ کی طرف ہوتی تھیں کیونکہ نماز کے آداب اپنی جگہ پر لیکن سرور کونین کے رخ زیبا کو دیکھنا وہ عبادت ہے کہ کائنات میں کسی عبادت کا یہ مرتبہ اور مقام نہیں حضرت عبداللہ بن سعود فرماتے ہیں کہ سلام پھیرتے وقت ہم رسول خدا کے رخ زیبا کی سفیدی دیکھتے تھے زیارت بھی ایک عبادت ہے نبی کریم نے فرمایا۔ النظر الی وجه علی عبادة حضرت علی کو دیکھنا عبادت ہے النظر الی العلماء والقرآن عبادة علماء اور قرآن کو دیکھنا عبادت ہے النظر الی وجه الوالدین عبادة ماں باپ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور سب سے افضل عبادت سیدنا حضرت محمد ﷺ کو دیکھنا ہے کیونکہ آپ کو حالت ایمان میں ایک نظر دیکھنے سے انسان صحابی بن ہے اور کوئی بڑی سے بڑی عبادت مرتبہ صحابیت کو نہیں پا سکتی۔

صحابہ وہ جنہیں ہر صبح عید ہوتی تھی
نبی کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی
خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں محو لقائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
صحابہ سی تقدیر والوں پہ صدقے
ہے پایا جنہوں نے زمانہ تمہارا

وجہ ہفتم نزول رحمت:

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لله تعالیٰ فی کل یوم ولیلة مائة وعشرون رحمة ینزلها لهٰذا البیت ستون منها للطائفین واربعون للمصلین وعشرون للناظرین۔ (عزیزی ۱/۲۶۳)

اللہ تعالیٰ کی ہر دن رات میں ایک سو بیس رحمتیں کعبہ پر نازل ہوتی ہیں ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے چالیس رحمتیں نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس رحمتیں ان کے لئے جو کعبہ کا دیدار کرتے ہیں۔

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائے ہیں مثلاً ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ نے طائف جانے کا قصد فرمایا کہ شاید وہاں کے لوگ ہدایت قبول کرلیں اور اللہ کے دین کے حامی اور مددگار بن جائیں زید بن حارثہ کو ہمراہ لے کر وہاں تشریف لے گئے عبدیالیل مسعود اور حبیب ان تینوں بھائیوں پر اسلام پیش کیا انہوں نے سختی سے جواب دیا ایک نے کہا خدا نے کعبہ کا پردہ چاک کرنے کے لئے تجھ کو نبی بنایا ہے دوسرے نے کہا پیغمبری کے لئے خدا کو تیرے سوا کوئی دوسرا آدمی نہیں ملا تیسرے نے کہا

خدا کی قسم میں تم سے کلام ہی نہ کروں گا اگر تو واقعی رسول ہے تو تیرے کلام کا رد کرنا بہت خطرناک ہے اور اگر تم اللہ کے رسول نہیں تو پھر قابل خطاب اور لائق التفات نہیں بعدازاں اوباش اور بازاری لڑکوں کو اکسایا کہ وہ آپ پر پتھر برسائیں اور آپ کی ہنسی اڑائیں ظالموں نے اس قدر پتھر برسائے کہ آپ زخمی ہوگئے جب آپ زخموں کی تکلیف سے بیٹھ جاتے تو یہ بدنصیب آپ کے بازو پکڑ کر دوبارہ پتھر مارنے کے لئے آپ کو کھڑا کر دیتے اور ہنستے۔ حضرت زید آپ کا بچاؤ کرتے پتھر اپنے اوپر لے لیتے آپ کا سر زخمی ہوگیا آپ کے پاؤں اس قدر زخمی ہو گئے کہ ان سے خون بہنے لگا نبی کریم نہایت غمگین اور رنجیدہ وہاں سے واپس ہوکر مقام قرب الثعالب میں پہنچے کچھ افاقہ ہوا اچانک جو سر اٹھایا تو ایک بادل کو سایہ افگن دیکھا اور اس میں جبریل امین تھے جبریل نے وہیں سے آواز دی کہ آپ کی قوم نے جو آپ کو جواب دیا ہے وہ اللہ نے سن لیا ہے اور اللہ نے آپ کی خدمت میں پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے آپ جو چاہیں اس کو حکم دیں۔

اتنے میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر خدمت ہوا اور آپ کو آواز دی اور سلام پیش کیا اور کہا اے محمد ﷺ! اللہ نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں اگر آپ حکم دیں تو ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں جن کے درمیان مکہ اور طائف ہے جس سے تمام لوگ پس جائیں آپ نے فرمایا نہیں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل میں سے ایسی لوگ پیدا فرمائے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

جناب رحمۃ للعالمین نے ہنس کے فرمایا
کہ میں اس دھر میں قہر غضب بن کر نہیں آیا

الٰہی فضل کہ کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

وجہ ہشتم خدا کا فخر:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان اللہ تعالیٰ یباھی بالطائفین اللہ تعالیٰ کعبہ کا طواف کرنے والوں پر فخر کرتا ہے۔ (شفاء الغرام ۱۸۰/۱)

کعبہ کے کعبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں پر اللہ تعالیٰ نے فخر کیا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مہاجرین وانصار کی دو صفیں بنائیں پھر حضرت علی اور حضرت عباس کا ہاتھ پکڑا اور دونوں صفوں کے درمیان سے گزرے اور مسکرائے ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ اس مسکرانے میں کیا حکمت ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں فرمایا مجھ پر جبریل امین نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کے فرشتوں کے سامنے مہاجرین اور انصار پر فخر کر رہا ہے اور جن فرشتوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے ان کے سامنے اللہ تعالیٰ مجھ پر اے علی تجھ پر اور اے عباس تجھ پر فخر کر رہا ہے۔ (الریاض النضرۃ ۲/۲۹۲)

امام فخرالدین رازی اور امام غزالی نے لکھا ہے کہ سب ہجرت حضرت علی رسول خدا پر جان نثار کرتے ہوئے آپ کے بستر پر سو گئے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین اور میکائیل سے فرمایا میں نے تم دونوں میں اخوت قائم کی ہے اور تمہاری زندگی بھی ایک دوسرے سے دراز کی ہے بتاؤ تم میں سے کون ہے جو اپنے بھائی پر اپنی زندگی کا ایثار کرے اور مرنے کو تیار ہو دونوں اپنی اپنی زندگی بارگاہ الٰہی سے طلب کرنے لگے خدا کی طرف سے ارشاد ہوا اے جبریل اور میکائیل دیکھو علی کی

بزرگی اور شرافت کہ وہ تم سے بلند ہے ہم نے علی اور اپنے حبیب کے درمیان اخوت قائم کی ہے تو علی اپنی موت کو قبول کر کے ہمارے حبیب کی خوابگاہ پر سو گیا ہے اور اپنی جان ہمارے حبیب پر قربان کر دی ہے۔

حوصلہ ہارے نہ انسان پریشانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں
اور کبھی ڈوب سکتی نہیں موجوں کی طغیانی میں
جن کی کشتی ہو محمد کی نگہبانی میں

اب تم دونوں جاؤ اور دشمنوں سے اس کی حفاظت کرو چنانچہ جبریل اور میکائی حضرت علی کی خدمت میں آئے ایک سرہانے بیٹھ گیا اور ایک پاؤں کی طرف بیٹھ گیا اور حضرت علی کی خدمت میں زبان حال سے کہنے لگے اے علی تیرے مثل کون ہے اللہ اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضاة الله والله رؤف بالعباد۔ (۳۵۸ کشف المحجوب ۲/۱۹۸ تفسیر کبیر)

وجہ نہم حکمت تخلیق:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے باپ امام محمد باقر کے ساتھ مکہ میں موجود تھا اور میرے والد حجر اسود کے سامنے نماز پڑھ رہے تھے ایک آدمی آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھی وہ میرے باپ کے قریب آ کر بیٹھ گیا میرے والد نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا میں آپ سے یہ دریافت کرنے آیا ہوں کہ تخلیق کعبہ میں کیا حکمت ہے میرے والد نے پوچھا

آپ کون ہیں اس نے کہا میں مغرب کا رہنے والا ہوں فرمایا کعبہ کی تعمیر میں حکمت یہ ہے کہ جب اللہ نے فرمایا اے فرشتو میں آدم کو خلیفہ بنانے والا ہوں انہوں نے عرض کی یا اللہ یہ تو خونریز ہوگا فسادی ہوگا تو اللہ ان سے ناراض ہوگیا اس پر ان فرشتوں نے عرش کا طواف کیا اور اللہ ان سے راضی ہوگیا پھر اللہ نے فرمایا زمین پر ایک گھر بناؤ انہوں نے کعبہ تعمیر کیا خدا نے فرمایا جس بندے سے میں ناراض ہونگا وہ اگر آ کر کعبہ کا طواف کریگا تو میں اس سے راضی ہوجاؤنگا جس طرح اے فرشتوں میں تم سے راضی ہوگیا ہوں اس آدمی نے میرے والد سے کہا آپ تمام اہل زمین سے زیادہ عالم ہیں پھر وہ آدمی چلا گیا میرے والد نے فرمایا اس آدمی کو واپس لاؤ چنانچہ میں اس کے پیچھے ہولیا اور میں اس کو دیکھ رہا تھا جب وہ باب الصفا کے قریب پہنچا تو وہ غائب ہوگیا میں نے آ کر اپنے والد کو اطلاع دی آپ نے فرمایا جانتے ہو یہ کون تھا میں نے عرض کی میں نہیں جانتا آپ نے فرمایا یہ حضرت خضر تھے۔ (۴۴۱/۱ کتاب الاصابہ فی تسفیر الصحابہ)

اب سنئے کہ کعبہ کے کعبہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق میں کیا حکمت ہے۔

(ا) جب حضرت آدم سے لغزش ہوئی تو خدا کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں مجھے بخشدے خدا نے فرمایا تو نے محمد ﷺ کو کیسے جانا عرض کی جب تو نے مجھ میں روح پھونکی تو میں نے عرش کے ہر پائے پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنی محبوب ہستی کا نام اپنے ساتھ ملایا ہے خدا نے فرمایا اے آدم:

رفعناک کا جلوہ دکھانے کو حق نے
لکھا عرش پر نام والا تمہارا

تو نے سچ کہا واقعی وہ تمام مخلوق سے زیادہ میرا محبوب ہے جب تو نے

اس کے وسیلے سے سوال کیا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا۔ ولولا محمد ماخلقتك اگر محمد ﷺ نہ ہوتے میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ (۴۸۹/ ۵ دلائل النبوت)

محمد کی جلوہ نمائی نہ ہوتی
تو کونین میں روشنائی نہ ہوتی

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق کا مقصد یہ تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جائے اور زمین پر ان کی اولاد پھیلے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کرے۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ خود بھی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور جن امتیوں کو پاؤ ان کو بھی حکم دو کہ وہ ان پر ایمان لائیں۔

فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ما خلقت الجنته ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیه لا اله الا الله محمد رسول الله فسکن (۲/۶۱۷ المستدرک)

پس اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا میں نے عرش پانی پر پیدا کیا اس میں جنبش پیدا ہوئی میں نے اس پر لکھا لا اله الا الله محمد رسول الله اس کو سکون آ گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی تخلیق میں حکمت یہ تھی کہ حضرت آدم اور جنت اور دوزخ کو پیدا کیا جائے تاکہ خدا کی اطاعت کرنے والوں کو داخل جنت کیا جائے اور نافرمانوں کو داخل دوزخ کیا جائے۔

(ج) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انکی کنیت ابو محمد رکھی انہوں نے عرض کی یا اللہ تو نے میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی حکم ہوا سر اٹھاؤ حضرت آدم نے سر اٹھایا تو سراپردہ عرش پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نظر آیا عرض کی یا الٰہی یہ نور کیسا ہے فرمایا۔

ھذا نور نبی من ذرتیك اسمه فی السماء احمد وفی الارض محمد لولاہ ماخلقتك ولا خلقت سماء ولا ارضا۔ (۴۴/ازرقانی)

یہ تیری اولاد سے اس کا نور ہے جسکا آسمان میں نام احمد ہے اور زمین میں محمد ہے اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں تجھے پیدا کرتا اور نہ زمین اور آسمان کو پیدا فرماتا۔

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام
تو زمین کا نور ہے تو آسمان کا نور ہے

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور کی تخلیق میں حکمت یہ تھی کہ حضرت آدم کو پیدا کیا جائے زمین کا فرش بچھایا جائے اور آسمان کی چھت قائم کی جائے تاکہ اس میں آفتاب ومہتاب اور ستاروں کو روشن کیا جائے اور انسان ان کی روشنی سے مستفید ہو۔

(د) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا رب فرماتا ہے اگر میں نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا ہے تو تجھے میں نے اپنا حبیب بنایا ہے۔ وما خلقت خلقا اکرم علی منك ولقد خلقت الدنیا واھلھاہ لاعرفھم کرامتك ومنزلتك عندی ولولاك ماخلقت الدنیا۔ (۶۳/ازرقانی)

میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائی جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ

باعزت ہو میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کو تیری عزت اور مقام کی پہچان کراؤں اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

دنیا ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک کا نام ہے معلوم ہوا یہ بزم کائنات میں جو بہار نظر آرہی ہے یہ صدقہ ہے حضرت محمد ﷺ کا۔

گرارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
محمد کی جلوہ نمائی نہ ہوتی
تو کونین میں روشنائی نہ ہوتی

(ی) حضرت مجدود الف ثانی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم سے فرمایا۔

لولاك لما خلقت الا فلاك لولاك لما اظهرت الربوبية۔

(۳/۱۲۲ مکتوبات)

اے حبیب اگر آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اگر آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپکی تخلیق میں حکمت یہ رکھی کہ اپنا رب ہونا ظاہر فرما دے اور یہ حقیقت ہے کہ ہمیں خدا کا تعارف آپکی برکت سے ہوا ہے اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں خدا کا خدا ہونا معلوم ہوتا۔

فیض پہنچا رضا احمد پاک سے
ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے
خدا کس کو کہتے تھے کیا جانتے تھے
تیرے منہ سے ذکر خدا ہے محمد

ان احادیث کے بارے میں اگر کوئی یہ کہے یہ ضعیف ہیں تو اس کے لئے چند اصول حدیث بیان کئے جاتے ہیں تا کہ ذہن سے ضعیف حدیث کا غبار صاف ہو جائے ملاحظہ فرمائیں۔

ضعیف حدیث کے بارے میں وضاحت

اصول اول:

ضعیف حدیث اہل علم کے عمل سے قوت پا جاتی ہے۔

مثال نمبر ۱:

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جس کے لئے پڑھا جائے اسکی بھی مغفرت ہو جاتی ہے میں نے اتنی مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہوا تھا اور کسی خاص انسان کی نیت نہ کی تھی اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک جوان تھا جس کے کشف کا شہرہ تھا وہ کھانا کھاتے وقت رونے لگا میں نے سبب پوچھا اس نے کہا میں اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے دل میں کلمہ کا ثواب اسکی ماں کو بخش دیا وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اسے اچھی جگہ یعنی جنت میں دیکھتا ہوں ابن عربی فرماتے ہیں میں نے حدیث کی صحت اس جوان کے کشف کی صحت سے معلوم کی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے پہچانی۔ (۹۸/۳ مرقاۃ)

مثال نمبر ۲:

بانی مدرسہ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی نے کہا ایک مرتبہ میں گنگوہ

حاضر ہوا تو حضرت کی سہ دری میں ایک کورہ بندھنا رکھا ہوا تھا میں نے اس کو اٹھا کر کنویں سے پانی کھینچا اور اس سے بھر کر پیا تو پانی کڑوہ تھا ظہر کی نماز کے وقت حضرت (مولوی رشید احمد گنگوھی) سے ملا اور یہ قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا کنویں کا پانی تو کڑوہ نہیں میٹھا ہے میں نے وہ پانی والا کورا بندھنا پیش کیا حضرت نے بھی پانی چکھا تو پانی بدستور کڑوہ تھا آپ نے فرمایا اچھا اس کو رکھدو ظہر کے بعد حضرت نے سب نمازیوں سے فرمایا کلمہ طیبہ جس قدر ہو سکے پڑھو اور حضرت نے بھی پڑھنا شروع کیا بعد میں حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت خشوع وخضوع سے دعا مانگ کر ہاتھ منہ پر پھیر لئے اس کے بعد پانی پیا تو وہ شیریں تھا اس وقت جتنے نمازی تھے سب نے چکھا تو کسی قسم کی تلخی نہ تھی بعد میں حضرت نے فرمایا اس بدھنے کی مٹی اس قبر کی ہے جس پر عذاب ہو رہا تھا الحمد اللہ کلمہ کی برکت سے عذاب رفع ہو گیا۔ (۳۵۷ حکایات اولیاء)۔

زیر بحث حدی اگر چہ ضعیف ہے لیکن علماء کے عمل نے اس کو قوی کر دیا۔

اصول دوم:

حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے اور وہ سب ضعف رکھتے ہوں تو ضعیف ضعیف مل کر قوت حاصل کر لیتے ہیں امام عبدالوہاب شعرانی جنکا تعارف یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ خود نبی کریم ﷺ سے بخاری شریف پڑھی اور آپ مصر میں رہ کر مدینہ منورہ میں حضور کے روضہ تک اپنا ہاتھ پہنچا دیتے ہیں اور حضور سے بالمشافہ گفتگو فرماتے ہیں۔

(۵۱ الیواقیت والجواہر)

انہوں نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھا ہے۔

احتج جمهور المحدیثن بالحدیث الضعیف اذاکثرت طرقه۔
بیشک جمہور محدثین نے حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے حجت مانا ہے۔

مثال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشورہ کے دن روزہ رکھو اور اس روز اپنے گھر والوں کے خرچ میں فراخی اور وسعت کرو جس نے اپنے گھر والوں کے خرچ میں وسعت پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کو پورا سال کشادگی اور کشائش عطا فرماتا ہے۔ (۴۲۷ غنیۃ الطالبین)

یہ حدیث ضعیف ہے لیکن متعدد طرق کی وجہ سے قوی ہے۔

(۳۷ سیزالعین)

ابو مصعب مکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں تشریف لے گئے تو اللہ کے حکم سے آپ کے چہرے کے سامنے ایک درخت آگ آیا اور ایک جنگلی کبوتر کے جوڑے نے آکر انڈے دیئے مشرکین جب تلاش کرتے کرتے غار کے دروازے تک پہنچے تو کبوتروں کے گھونسلے دیکھ کر واپس ہو گئے رسول خدا نے فرمایا اللہ نے ان کو ہم سے دفع کر دیا۔

(طبقات ابن سعد ۱۱۵۴ زرقانی ۱/۳۳۱ البدریہ والنہایہ ۳/۱۸۱)

مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث مختلف سندوں سے مروی ہے ہر سند میں اگرچہ بعض راوی ضعیف ہیں لیکن مجموعہ سے قوت اور وثاقت آجاتی ہے۔

حضور کی حدیث ہے طلب علم فریضۃ علی کل مسلم علم کا طلب

کرنا ہر مسلم پر فرض ہے امام نووی کے نزدیک یہ ضعیف ہے لیکن علامہ سیوطی نے فرمایا یہ صحیح ہے کیونکہ مجھے اسکی روایت پچاس سندوں سے معلوم ہے۔ (۱/۹۰۲ سیرت المصطفیٰ) (۸۶ قزکرہ نعمان)

اگر حدیث ضعیف ہو اور اسکی تائید قرآن سے ہوجائے تو وہ قوی بن جاتی ہے۔

مثال:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا ہوئی تو خدا نے فرمایا اے موسیٰ

فخذ ما اتیتك وكن من الشاكرين۔

جو کچھ میں نے تمہیں عطا کیا وہ لے لو اور شکر گزاروں میں سے ہوجاؤ

ومت علي التوحيد وعلي حب محمد صلى الله عليه وسلم۔

اور تمہاری وفات توحید اور حب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آنی چاہئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے فرمایا۔

لولا محمد وامته لماخلقت الجنة ولا النار وه الشمس ولا القمر ولا دليل ولا النهار ولا ملكا مقربا ولا نبيا مرسلا ولا اياك۔

(۱۰ ارکن روم معارج النبوت)

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی امت نہ ہوتی تو میں جنت اور دوزخ سورج اور چاند دن اور رات کوئی مقرب فرشتہ کوئی نبی مرسل اور نہ ہی اے موسیٰ تجھے پیدا فرماتا۔

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لکین بقول محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد اسکی تائید اس آیت سے ہوتی ہے خدا فرماتا ہے۔

ماخلقنا السموات والارض وما بينهما الا بالحق۔

ہم نے زمین اور آسمان کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے حق کے وسیلے سے پیدا فرمایا ہے۔

محدث اعظم پاکستان فرماتے ہیں حق حضور کا نام ہے جیسے کہ بخاری ۲/۹۳۵ میں لکھا ہے محمد حق محمد ﷺ حق ہیں اور بالحق میں با مصاحبت کے لئے ہے توسل ثابت ہوا اب آیت مذکورہ کے معنی یہ ہوئے کہ ہم نے زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو حق یعنی حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے پیدا کیا ہے اگر آپ نہ ہوتے تو زمین وآسمان اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے کبھی بھی پیدا نہ ہوتا لہٰذا جنت اور دوزخ آفتاب اور مہتاب دن اور رات مقرب فرشتے اور تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے توسل سے معرض وجود میں آئے ہیں۔ لہٰذا قرآن کی تائید سے یہ حدیث قوی ہوگئی۔

اصول چہارم:

ملا علی قاری نے مرقاۃ میں لکھا ہے کہ:

قد اتفق العلماء علی جوازا العمل الحدیث الضعیف۔

بے شک علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔

مثال:

ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ جسے مجھ سے کسی عمل پر ثواب کی خبر پہنچے وہ اس پر عمل کرے اسکا اجر اسے حاصل ہوگا اگرچہ وہ بات واقع میں نے نہ فرمائی ہے۔ (۲/۳۶۷ مسند امام احمد)

اور ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں لکھا ہے۔

الا حادیث فی فضائل الا عمال وتفصیل الا صحاب متقبلة۔

فضائل اعمال فضیلت صحابہ میں حدیثیں کسی ہی ہوں مقبول ہیں۔

مثال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جسکی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

محدثین کے نزدیک:

یہ حدیث ضعیف ہے لیکن چونکہ اس سے صحابہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اس لئے اسکا بیان کرنا جائز ہے نتیجہ یہ نکلا کہ ضعیف حدیث فضائل میں معتبر ہوتی ہے۔

غسل کر کے رومال سے بدن صاف کرنا مستحب ہے ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضاءِ مبارک کو صاف فرماتے تھے یہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائل میں ضعیف پر عمل جائز ہے۔

اصول پنجم:

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے لکین اہل کشف کے ہاں وہ صحیح ہوتی ہے۔

مثال:

کشف الغمہ میں امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھ پر درود بھیجے گا اسکا دل نفاق سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے کپڑا

پانی سے آپ نے فرمایا جو کہے محمد ﷺ اس نے اپنے اوپر رحمت کے ستر دروازے کھول لئے اللہ اسکی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا اس سے بغض وہ رکھے گا جسکے دل میں نفاق ہوگا یہ حدیث حضرت خضر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

یہ حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہے لیکن اہل کشف کے ہاں یہ صحیح ہے ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ بدھ اور ہفتہ کے دن پچھنے لگانے سے سفید داغ ہوجاتے ہیں ایک صاحب محمد بن جعفر نے اس حدیث کو ضعیف خیال کر کے پچھنے لگائے اسے برص کی بیماری ہوگئی حضور ﷺ نے خواب میں فرمایا میری حدیث کو ہلکا نہ جانو انہوں نے توبہ کی اور درست ہوگئے۔

اصول ششم:

اگر حدیث ضعیف ہو اور صحابہ کرام کے زمانے سے امت اس پر عمل کرتی چلی آرہی ہو تو امت کے عمل سے وہ ضعیف حدیث قوی بن جاتی ہے۔

مثال:

بخاری شریف کے محشی نے ایک جگہ صلوٰۃ تراویح کی تعداد رکعت میں اختلاف کیا اور روایات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ

ابن ابی شیبہ نے لکھا ہے کہ اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمْضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً سِوَی الْوِتْرِ فَضَعِیْفٌ۔ (بخاری شریف ۱/۲۲۹)

حضور نبی کریم ﷺ رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھا کرتے تھے یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن جب امت کا عمل صحابہ سے لے کر آج تک بیس رکعت پر ہے تو اصول حدیث کے مطابق عمل امت سے ضعیف حدیث قوی ہوگئی۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ۔

صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں اور یہ اجماع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا اور اس بنا پر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء نے یہ مسلک اپنایا کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں لہٰذا امت کے اس عمل کی بنا پر ضعیف حدیث قوی ہوگئی۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر بھیجے اور بندہ یقین کی بنا پر ثواب کی امید پر اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمادیتا ہے اگر چہ خبر ٹھیک نہ ہو۔(۹۱۰/۱۵ کنز العمال)

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حطیم کعبہ میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں مجھے آپ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی ایسی حدیث سنے جس مین کسی ثواب کا ذکر ہو اور وہ اس حدیث پر ثواب کی امید سے عمل کرے اللہ اسے وہ ثواب عطا فرمائیگا اگر چہ حدیث باطل ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس شہر کے رب کی میں نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

معلوم ہوا ضعیف حدیث ہر نیک نیتی سے عمل کیا جائے تو جائز ہے۔

شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ رجب کے مہینے کی فضیلت میں ضعیف سندوں سے احادیث آئی ہیں ان پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اگر اپنی جان میں قوت پائے تو ان پر عمل کرے۔(الانبیاء:۲۶)

اس رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں اسی دن کار خیر کرنا بدعت نہیں بلکہ بحکم انما الاعمال بالنیات موجب ثواب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۶۵)

وجہ دہم مومن کی اقتداء میں نماز کی ممانعت:

حضرت سائب بن خلاد فرماتے ہیں کہ:

ان رجلا ام قوما فبصق فی القبلة ورسول الله صلى الله عليه وسلم ينظر فقال رسول الله لقومه حين فرغ لا يصلى لكم (۷۱ مشکوٰۃ)

ایک آدمی نے ایک قوم کی امامت کرائی اس حالت میں اس نے کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے نماز ختم ہونے پر آپ نے فرمایا یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے اسکی وجہ یہ تھی اس نے کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکا کعبہ کی بے ادبی کی کعبہ کی توہین کی اب حضور کے ارشاد کے بعد اگر کوئی اس کے پیچھے نماز پڑھتا تو یقیناً اسکی نماز نہ ہوتی معلوم ہوا جو کعبہ کی توہین کرے اسکی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی۔

اب سنئے جو کعبہ کے کعبہ کی توہین کرے اسکی اقتداء میں بھی نماز نہیں ہوتی مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔

شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ (۱۲۶ صراط مستقیم)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نماز میں نبی کریم ﷺ کا خیال بیل اور گدھے کے خیال سے برا ہے اور یہ آپکی شان میں گستاخی ہے اور جسکا یہ عقیدہ ہواسکی اقتداء میں نماز جائز نہیں اس لئے کہ قرآن میں چار جگہ نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے اگر کوئی نماز میں وہ آیات پڑھے جن میں نبی کریم ﷺ کا نام آتا تو ممکن ہے کہ اس کے دل میں حضور کا خیال آجائے پھر نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں حضور کا نام آتا اس وقت بھی آپکا خیال آسکتا ہے اب خیال آنے کی دو صورتیں ہیں خیال یا تو تعظیم کے ساتھ آئیگا یا تحقیر کے ساتھ آئیگا اگر خیال آئیگا تعظیم کے ساتھ تو متذکرہ بالا عبارت کی رو سے شرک ہوجائیگا اور اگر خیال آئیگا تحقیر کے ساتھ تو یہ کفر ہے شرک اور کفر کے ارتکاب سے نماز نہ ہوگی چونکہ اس عبارت کے لکھنے والے اور ایسا عقیدہ رکھنے والی کی اپنی نماز نہیں ہوتی تو انکی اقتداء میں ہماری نماز کیسے ہوگی پس ثابت ہوا گستاخ رسول کی اقتداء میں نماز ہوتی ہی نہیں۔

وجہ یازدھم خیال کعبہ فاسد نماز نہیں:

اگر کوئی آدمی کعبہ کے ساتھ ساتھ طواف کررہا ہو اور نماز کا وقت ہوجائے تو حکم یہ ہے کہ یہ وہیں کھڑا ہوکر نماز باجماعت پڑھ لے نماز کی حالت میں اس کے دل میں اگر کعبہ کا خیال آئیگا تو یہ خیال فاسد نماز نہ ہوگا۔

جب کعبہ کا خیال آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو کعبہ کے کعبہ حضرت محمد ﷺ کا خیال آنے سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن (دیو بندیوں کی کتاب بلغة الحیر ان میں لکھا ہے کہ التحیات پڑھتے وقت اگر نبی کا خیال آجائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے)

حالانکہ یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے ملاحظہ فرمائیں۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس بے موسم پھل دیکھے تو آپ کے دل میں خیال آیا جو اللہ حضرت مریم کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے وہ مجھے بھی بڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے آپ نے وہاں کھڑے ہوکر پاکیزہ لڑکے کی دعا مانگی تو فنادته الملائكة وهو قائم يصلى فى المحراب ان الله يبشرك بيحى۔

فرشتوں نے ان کو پکارا اور وہ محراب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تجھے یحیٰ کی بشارت دیتا ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ دو فرشتے جبریل اور میکائیل دے انہوں نے نماز کی حالت میں حضرت زکریا کو پکارا اس وقت یقیناً حضرت زکریا کے دل میں ان فرشتوں کا خیال آیا ہوگا لیکن انکی نماز فاسد نہیں ہوئی اور علامہ منبھانی نے لکھا ہے کہ

انما جبريل خلق لخدمة النبى صلى الله عليه وسلم۔

جبریل تو ہمارے نبی کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں

جب حضور کے خادم کے خیال آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو آقا کے خیال آنے سے نماز کیسے ٹوٹے گی۔

محمد کا اعلیٰ مقام اللہ اللہ

ہے جبریل ان کا غلام اللہ اللہ

مرض وفات میں حضور نے صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ مسکرائے حدیث میں ہے۔

وهم المسلمون ان يفتتنوا فى صلاتهم فرحا برسول الله صلى الله عليه وسلم فاشار اليهم بيده رسول الله ان اتموا صلاتكم۔

اور مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں نماز

توڑ دیں آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اپنی نماز کو پورا کرو گویا ہر صحابی زبان حال سے کہہ رہا تھا۔

نماز پڑھاں کہ میں تہیں دل دیکھا مینوں کعبہ بھل کیا ای
بھل گئے سارے صوم صلاتاں اکو یار دا فکر پیا ای

عین نماز کی حالت میں صحابہ کے دلوں میں حضور کا خیال آیا لیکن انکی نماز ٹوٹی نہیں ورنہ نبی کریم ﷺ فرماتے نماز دوبارہ پڑھو میرا خیال آنے سے تمہاری نماز فاسد ہوگئی ہے معلوم ہوا نبی کا خیال آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ کامل اور اکمل ہو جاتی ہے۔

سجدہ کرنا ہے تو یوں کر سر ہو سجدے میں جھکا
سر خدا کے واسطے دل مصطفیٰ کے واسطے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقامات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

آیات قرآن:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال وجان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے ہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے اور ان کا رب ان کو خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا اور ان باغوں کی جن میں ان کے لئے دائمی نعمت ہے ہمیشہ ان میں رہیں گے بے شک اللہ کے ہاں بڑا ثواب ہے۔

ان آیات سے پتہ چلا کہ جن مسلمانوں نے تین کام کئے ایمان قبول کیا خدا کی راہ میں ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کیا خدا تعالیٰ نے ان کو تین انعام دیئے اپنی رحمت کی بارش ان پر برسائی ان کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دیا اور ان کے لئے جنت الاٹ کر دی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس بشارت کے بطریق اولیٰ مستحق ہیں کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنے والے ہیں اور آپ نے ہر غزوہ میں شریک ہو کر جہاد کیا اور ایک مرتبہ اپنے گھر کا سارا سامان خدا کی راہ میں دے دیا اس لئے آپ پر خدا کی رحمت سایہ فگن ہے خدا تعالیٰ آپ

سے راضی ہے اور آپ یقیناً جنتی ہیں۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ اكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○

اور کتابیوں کا ایک گروہ بولا وہ جو ایمان والوں پر اترا صبح کو اس پر ایمان لے آؤ اور شام کو منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر جائیں۔

مسلمانوں کو مرتد کرنے کی یہ چال یہود خیبر کے بارہ راہبوں نے سوچی تھی کہ صبح کو یہود کی ایک جماعت ایمان لائے شام کو مرتد ہو جائے یہ کہہ کر کہ اسلام میں کوئی خوبی نہیں اور نہ نبی اسلام وہ نبی ہیں جنکی خبر ہماری کتب میں تھی اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ بھی مرتد ہو جائیں گے کہ یہود اصل علم ہیں وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے لیکن قرآن نے پہلے ہی انکی سازش کو بے نقاب کر کے یہودیوں کا ناپاک منصوبہ ناکام بنا دیا۔

اس آیت کی عبادت پر غور کریں یہودیوں نے کہا اس قرآن پر ایمان لاؤ جو ایمان والوں پر نازل ہوا اور اس وقت ایمان والوں میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے نتیجہ یہ نکلا کہ یہودی حضرت صدیق اکبر کو مومن سمجھتے تھے اور جو آپ کو مومن نہ جانے وہ یہودیوں سے بھی بدتر ہے۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا○

اللہ کا احسان یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اس کی مہربانی سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ اسلام سے پہلے صحابہ کرام آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا تعالیٰ نے ان کی دشمنی ختم کر کے باہمی اخوت کا سلسلہ قائم کر دیا آپس میں شیر و شکر ہو گئے پھر وہ ایک دوسرے کے مفاد پر جان قربان کرتے ایک دوسرے کی تعریفیں کرتے چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ مجھ سے چار وجوہات کی بنا پر افضل ہیں۔

ایک تو نماز کی امامت میں کہ حضور علیہ السلام کی ظاہرِ حیات میں امامت کا مصلیٰ آپ کے سپرد کر دیا گیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے نبی کریم کے ساتھ ہجرت فرمائی ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو غار ثور میں نبی کریم کی رفاقت حاصل ہوئی اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اسلام کے اظہار اور اشاعت میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ (۶/۳۱۸ کنز العمال)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت صدیق اکبر نے قیامت کے دن کے بارے میں غور و فکر کیا اور میزان جنت اور دوزخ کے بارے میں فکر و دامن گیر ہوا تو آپ نے فرمایا کاش میں کوئی سبزہ ہوتا جس کو کوئی جانور کھا لیتا اور میں انسان کی حیثیت سے دنیا میں پیدا نہ ہوتا اس پر خدا نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ۔ (۹/۱۵۶ تفسیر مظہری)

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

معلوم ہوا خوف الٰہی ایک اعلیٰ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اس نعمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ آپ لو دو جنتیں عطا فرمائیگا ایک

جنت اعمال کی جزا ہوگی اور دوسری رب کا انعام ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی صدیق اکبر نے ان کے منہ پر تھپڑ مارا جسکی وجہ سے وہ گر گئے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ابوبکر تم نے ایسا کام کیا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں انکی گردن مار دیتا اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ ○

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں قیامت کے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ خوش بخت صحابی رسول ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور جن کے دل کو خدا تعالیٰ ایمان کے زیور سے آراستہ کر دے ان سے خدا کو کس قدر محبت ہوگی کوئی دوسرا کون ہے جو ان کو ایمان کی دولت سے محروم کر دے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ چالیس ہزار اشرفیاں تھیں آپ نے دس ہزار اشرفیاں دن کو اتنی ہی رات اور اتنی ہی اعلانیہ اور اتنی ہی پوشیدہ طور پر راہ خدا میں خرچ کر دیں خدا تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ (نورا العرفان)

وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کا ثواب رب کے پاس اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل نواز دیتا ہے اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل کی۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا○

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لے جائے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر اور صحابہ کرام پر خدا کا عظیم کرم ہوا کہ ان کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکالکر ایمان کی روشنی کی طرف لایا لہٰذا اب وہ گمراہ نہیں بلکہ ہدایت یافتہ ہیں ان کو گمراہ کہنے والا اس آیت کا منکر ہے۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا۔

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے انکی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اسکی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔

اب اس آیت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلتیں ملاحظ فرمائیں تاکہ اہل سنت کا دل باغ باغ ہو جائے۔

فضیلت اول

جب مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ناپاک ارادے سے آپ کو آگاہ فرمایا اور ہجرت کی اجازت دی تب رسول پاک نے بحکم الٰہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لیا پس اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابوبکر ایمان میں سچے اور اسلام میں پکے نہ ہوتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان ودل سے عاشق نہ ہوتے تو ہرگز وہ ان کو ایسے وقت میں اپنے ساتھ نہ لیتے اور نہ ہی اللہ اجازت دیتا اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر انکی محبت اور عشق پر یقین نہ ہوتا تو کبھی ابوبکر کو اس سفر میں اپنے ہمراہ نہ لیتے۔ پس معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت میں مخلص اور سچے تھے۔

صدیق اکبر کا عشق رسول:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول خدا کی وفات کے بعد صرف دو برس تین مہینے زندہ رہے اور یہی آپکی خلافت کا زمانہ تھا اس قلیل سے زمانے میں آپ نے فراق رسول کے جو صدمے اٹھائے وہ بیان سے باہر ہیں امام عبدالوہاب شعرانی نے طبقات کبری رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے کہ صدیق اکبر پر فراق رسول کا غم اس حد تک غالب آ گیا کہ آپ کا کلیجہ جل کر کباب ہو گیا تھا جسکی وجہ سے آپ کے منہ سے کباب بھننے کی سی بو آیا کرتی تھے اور سوائے فراق محبوب کے اور کوئی غم نہ تھا۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو درد کا مزہ ناز روا اٹھائے کیوں

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور نہایت اہم کام سرانجام دے رہے تھے یک بیک تمام کاموں کو چھوڑا اور مسجد سے باہر نکل کر ملک شام کے راستے پر چلے گئے اور کچھ دور جا کر واپس آ گئے لوگوں نے عرض کیا جناب آپ کہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا ایک مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام کی طرف تشریف لے گئے تھے کئی روز تک مدینہ سے غائب رہے پھر ایک دن اس راستے سے واپس مدینہ میں تشریف لے آئے اب بھی ایک عرصہ ہو گیا ہے آپ مدینہ میں نظر نہیں آئے خیال آیا شاید حضور شام کی طرف تشریف لے گئے ہوں اور ادھر سے آپ اکیلے چلے آتے ہوں اس لئے میں جناب کو لینے کے لئے ادھر آ گیا مگر افسوس کہ آپ ابھی تک تشریف نہیں لائے آخر کار شدید عشق کی برداشت نہ رہی اور آپ عشق کی آگ میں سوختہ ہو کر بیمار ہو گئے طبیب کو بلایا اس نے آپ کو غور سے دیکھا اور کہا یہ مریض کسی کے عاشق ہیں اور ان کا محبوب ان سے جدا ہو گیا ہے اس کے غم میں یہ بیمار ہو گئے ہیں انکا علاج دیدار یار کے علاوہ اور کچھ نہیں جتنی جلد ہو سکے ان کا محبوب ان کو ملا دیا جائے ورنہ یہ بہت جلد وفات پا جائیں گے لوگ سن کر بہت روئے کہ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں آپ کو کہاں سے لائیں۔ (۱۷۲ کرم)

آویں آویں نہ چرلائیں آویں بری جدائی
دور وسیندیا سجناں مینوں سخت مصیبت پائی

مولانا عبد الرحمٰن جامی نے لکھا ہے کہ خواب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ کے بدن پر دو سفید کپڑے ہیں

• تھوڑی دیر میں وہ دونوں کپڑے سبز رنگ کے ہو گئے اور اس قدر چمکنے لگے ان پر نگاہ نہیں ٹھہرتی آپ صدیق اکبر کے سامنے آئے اور سلام کیا اور مصافحہ کیا اور اپنا نورانی ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جسکی وجہ سے قلب اور سینے کی تکلیف دور ہو گئی پھر فرمایا ابوبکر ابھی ملاقات کا وقت نہیں آیا اس پر ابوبکر بہت روئے سارے گھر والوں کو خبر ہو گئی آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے کب ملاقات ہوتی ہے حضرت ابوبکر کا فراق میں رونا سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جلد ہی ملاقات ہونے والی ہے اس خواب کو دیکھ کر صدیق اکبر بہت خوش ہوئے۔

(۲۶۲ شواہد النبوت)

حضرت صدیق اکبر کی وفات کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اچانک حضرت ابوبکر کے مکان کی چھت کو دیکھا کہ سوختہ اور سیاہ ہو گئی ہے گھر والوں سے چھت کے جلنے کا سبب پوچھا محرمان راز نے عرض کیا کہ حضرت صدیق اکبر کبھی کبھی دل سے ایک پر درد آہ نکالا کرتے تھے جسکی حرارت سے یہ چھت جل گئی ہے اللہ اکبر کیا عشق کی آگ تھی جو جناب ابوبکر اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھے۔

عشق ایہا وچہ لکھاں آتش بھکھ بھکھ لاٹاں مارے
عشق لکایاں لک دا ناہیں آکر جوش کھلارے

جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار ثوری کی طرف جا رہے تھے تو صدیق اکبر کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آجاتے ہیں کبھی پیچھے چلے جاتے ہیں کبھی دائیں آجاتے ہیں اور کبھی بائیں جانب چلے جاتے ہیں حضور نے اسکی وجہ پوچھی تو عرض کی مجھے آپ پر دشمن کا خطرہ ہے آگے ہوتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ دشمن پچھلی طرف سے حملہ آور نہ ہو جائے تو پیچھے آجاتا ہون پھر خیال آتا

ہے کہ کہیں دشمن دائیں طرف سے حملہ نہ کر دے تو دائیں طرف چلا جاتا ہوں پھر خیال آتا ہے کہ دشمن بائیں جانب نہ آ جائے تو بائیں جانب آ جاتا ہوں صدیق اکبر اس طرح نبی کریم ﷺ کے گرد پھرتے ہیں جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے۔

(جلد ا، ص ۹۰، الریاض النضرہ)

عشق تے آگ دونویں اک برابر پر عشق دا سیک ودھیرا
اگ تے ساڑے ککھ تے کانے عشق ساڑے تن میرا
اگ دے تائیں پانی ٹھارے عشق دا دارو کہڑا
بھلے شاہ اوتھے کجھ نہ سجدا جھتے عشق نے لایا ڈیرا

فضیلت دوم

اگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جان و مال کو نبی کریم ﷺ پر نثار کرنے سے راضی نہ ہوتے تو وہ ایسی مصیبت کے وقت میں خود شریک نہ ہوتے اور اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالتے بلکہ حیلہ حوالہ کر کے اپنے آپ کو اس مصیبت کے وقت میں شریک ہونے سے بچا لیتے۔

فضیلت سوم

حضور نبی کریم ﷺ کے اس وقت جتنے صحابہ کرام تھے ان میں سے کوئی بھی اس مرتبے کا نہ تھا کہ جس کو آپ اپنا یار غار بناتے سوائے صدیق اکبر کے اس سے معلوم ہوا کہ آپکا مرتبہ تمام صحابہ سے زیادہ ہے آپ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔

فضیلت چہارم

خدا تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ثانی اثنین اور امام قرطبی فرماتے ہیں کہ ثانی اثنین کے لفظ میں اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر ہونگے اس لئے کہ خلیفہ بادشاہ کا ثانی ہوتا ہے۔(تفسیر قرطبی ۱۴۷۰/۸)

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

دلیل نمبر۱:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ○

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھی ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں مہربان ہیں تو ان کو رکوع اور سجدہ کرتے دیکھے گا۔

اس آیت میں اللہ کی طرف سے خلفاء اربعہ کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے چنانچہ والذین معہ سے خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور اَشِدَّاءُ علی الکفار سے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے اور رحماء بینھم سے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور تَرَاھُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے خلیفہ رابع حضرت علی کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ معیت اور صحبت میں حضرت صدیق اکبر کفار پر شدت میں حضرت عمر اور حلم وکرم میں حضرت عثمان غنی اور عبادت اور اخلاص میں

حضرت علی المرتضٰی خصوصی شان رکھتے تھے۔ (۴۲۴ مہر منیر)

دلیل نمبر ۲:

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں تجارت کی غرض سے ملک شام گیا زمانہ جاہلیت میں جب میں شام کے قریب پہنچا تو ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جو اہل کتاب تھا اس نے مجھ سے کہا کیا تمہارے پاس کسی آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے میں نے کہا ہاں پھر اس نے کہا اگر اسکی صورت دیکھ لو تو پہچان لو گے میں نے کہا ہاں اس نے مجھے ایسے مکان میں داخل کیا جس میں تصاویر تھیں میں نے ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نہ دیکھی اتنے میں ایک آدمی اور آیا اس نے کہا کس شغل میں ہو ہم نے بتایا وہ ہمیں اپنے مکان میں لے گیا جونہی میں اس کے مکان میں داخل ہوا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھی میں نے دیکھا کہ آپ کو پیچھے سے ایک اور آدمی نے پکڑا ہوا ہے میں نے پوچھا یہ آپکے پیچھے کھڑا ہونے والا کون ہے اس نے کہا ہر نبی کے بعد ایک نبی ہوتا ہے مگر اس تمہارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں وَهٰذَا الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهٗ اور جو پیچھے کھڑا ہے یہ اس نبی کے بعد اس کا خلیفہ ہے۔ (۲/۱۲۵ طبرانی)

دلیل نمبر ۳:

حضرت عصمہ کا فرمان ہے کہ ایک دیہاتی اونٹ لے کر آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی آپ نے اس سے وہ اونٹ ادھار خرید لیا پھر اس دیہاتی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی آپ نے اس سے آنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا اونٹ لے کر آیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ادھار خرید لیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو اگر آپکی وفات ہوگئی تو میری رقم

کون ادا کرے گا اس نے جا کر پوچھا آپ نے فرمایا پھر تمہاری رقم ابوبکر ادا کرے گا اس نے جا کر حضرت علی کو بتادیا آپ نے اس سے فرمایا جاؤ نبی کریم ﷺ سے پوچھو اگر ابوبکر کا بھی انتقال ہوگیا پھر یہ رقم کون ادا کرے گا۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا پھر اونٹ کی قیمت عمر دے گا اس نے آ کر حضرت علی کو بتادیا آپ نے فرمای جاؤ نبی کریم ﷺ سے پوچھو اگر عمر کا بھی انتقال ہوگیا تو یہ قیمت کون ادا کرے گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر عمر کی وفات ہوجائے تو ہو سکے تو بھی مرجانا۔ (۱۸۰/ ۱۷ طبرانی۔ ۱۷۹/ ۵ مجمع الزوائد)

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میرے بعد تمہارے اونٹ کی قیمت کی ادائیگی صدیق اکبر کریگا یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ہونگے اور ان کے بعد خلیفہ حضرت عمر ہونگے صدیق اکبر کے انتقال کی صورت میں آپ نے اونٹ کی قیمت کی ادائیگی کا اشارہ حضرت عمر کی طرف کیا۔

دلیل نمبر ۴:

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا میری طرف سے اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھدوں اس لئے کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی آرزو نہ کرے (خلافت کی آرزو) اور مجھے یہ ڈر ہے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ میں خلافت کا مستحق ہوں اور اللہ اور مومن ابوبکر (کی خلافت) کے سوا کسی اور کی خلافت نہ مانیں گے۔

(۳/۳۳۸ مشکوٰۃ) (۱۶۹/ ۵ طبرانی اوسط) (۶/۴۶ مسند امام احمد)

دلیل نمبر ۵:

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیمار ہوگے انکی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی مجھے اجازت دیجئے میں اپنے باپ کی بیمار پرسی کے لئے ان کے گھر جانا چاہتی ہوں آپ نے اجازت دے دی جب حضرت حفصہ اپنے والد کے ہاں تشریف لے گئیں تو بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ کو حضرت حفصہ کے گھر بلا کر ان کو اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا ابھی حضرت ماریہ وہیں تشریف فرما تھیں کہ حضرت حفصہ بھی تشریف لے آئیں دیکھا کہ دروازہ بند ہے یہ دروازے پر بیٹھ گئیں جب دروازہ کھلا تو انہوں نے حضرت ماریہ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری باری میں میرے بستر پر آپ نے حضرت ماریہ کو شرف صحبت سے سرفراز فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور دوسری خوش خبری یہ ہے کہ میرے بعد صدیق اکبر خلفیہ ہونگے اور ان کے بعد تمہارے والد عمر بن خطاب ہونگے اوران دونوں باتوں کی کسی کو خبر نہ دینا۔

بعد میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضور علیہ السلام کو مطلع فرمادیا کہ حفصہ آپکی رازداری نہ کرسکیں اور انہوں نے یہ دونوں باتیں حضرت عائشہ کو بتادیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے فرمایا تم نے ماریہ کی خبر شائع کردی حضرت حفصہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر آپ کو کس نے بتائی ہے۔

قَالَ نَبَّانِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔

فرمایا مجھے علم والے خبر دار نے خبر دی ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلافصل حضرت

صدیق اکبر ہیں۔

(۱۴/۱۳ کنز العمال)(تفسیر خزائن العرفان۔تفسیر نورالعرفان)

دلیل نمبر۶:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وعدہ کرلیا ہے کہ ان کو زمین میں ضرور خلیفہ بنائے گا۔

اس آیت میں ھم جمع کی ضمیر ہے جب کم ازکم تین اشخاص کے لئے استعمال ہوتی ہے معلوم ہوا کہ جن خوش نصیب لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ایک سے زیادہ ہیں اور وہ چاروں خلفاء ہیں چنانچہ ذیل کی احادیث ہمارے دعوے کی دلیل ہیں ان میں خلفائے ثلاثہ کا ذکر ہے۔

حدیث نمبر۱:

رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنائی اور اسکی بنیاد میں ایک پتھر رکھا پھر فرمایا حضرت ابوبکر میرے پتھر کے ساتھ پتھر رکھیں پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھے پھر فرمایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھیں جب اسی ترتیب سے پتھر رکھ دیئے گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ هٰٓؤُلَآءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِیْ یہ میرے بعد خلفاء ہونگے۔

(۱۴/۲۴۰ کنز العمال)

حدیث نمبر۲:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ کے ایک باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس دیکھو یہ کون ہے میں نے دیکھا تو وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے میں نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق ہیں فرمایا لوٹ جاؤ اور دروازہ کھولو وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ وَاَخْبِرْہُ اَنَّہٗ الْخَلِیْفَۃُ مِنْ بَعْدِیْ ان کو جنت کی بشارت دے دو اور ان کو خبر کر دو کہ وہ میرے بعد خلیفہ ہونگے میں نے ان کو خبر کر دی پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھولنے کو کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو یہ کون ہے میں نے باہر نکل کر دیکھا تو وہ عمر بن خطاب تھے میں نے عرض کی عمر آئے ہیں فرمایا لوٹ جاؤ اور دروازہ کھول دو اور انکو جنت کی بشارت دے دو۔

وَاَخْبِرْہُ اَنَّہٗ الْخَلِیْفَۃُ مِنْ بَعْدِ اَبِیْ بَکْرٍ۔

اور ان کو خبر کر دو کہ وہ ابوبکر کے بعد خلیفہ ہونگے۔

میں نے باہر نکل کر ان کو خبر کر دی پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی دروازہ کھولنے کو کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو کون ہے میں نے باہر نکل کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی تھے میں نے عرض کیا عثمان بھی ہیں فرمایا لوٹ جاؤ دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دے دو اور۔

اَخْبِرْہُ اَنَّہٗ الْخَلِیْفَۃُ مِنْ بَعْدِ عُمَرَ۔

ان کو خبر کر دو کہ وہ عمر کے بعد خلفیہ ہونگے۔ (۱۳/۶۵ کنز العمال)

حدیث نمبر۳:

قبیلہ بنی مصطلق کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میرے قبیلے نے مجھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپ کے بعد صدقات کس کے سپرد کیا کریں گے میں نے حاضر ہو کر عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر کے سپرد کردیا کرنا ہیں حضرت علی سے ملا اور ان کو خبر دی آپ نے فرمایا حضور کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور پوچھو کہ ابو بکر کے بعد صدقات کس کے سپرد کرنے ہیں میں نے واپس جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی عمر کے سپرد کرنے ہیں میں نے آ کر حضرت علی کو مطلع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جاؤ اور حضور سے پوچھو عمر کے بعد صدقات کس کے سپرد کرنے ہیں میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا عثمان غنی کے سپرد کرنے ہیں۔

(۱۳/۲۴۱ کنز العمال)

اس حدیث میں بھی اشارۃً خلافت کی ترتیب بیان کردی گئی۔

دلیل نمبر ۷:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

اے ایمان والو تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر گیا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بین دلیل ہے کیونکہ مرتدین سے جہاد آپ ہی نے کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر عام پھیل گئی تو کچھ لوگ مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دی ان سے لڑائی نہ کی جائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک رسی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کی جاتی تھی مجھ سے روک لی گئی تو میں لڑائی کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان سے کیسے لڑیں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں جس نے کلمہ پڑھ لیا اس نے اپنا مال اور جان بچالی۔

حضرت عبداللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۔

خدا کی قسم میں ان سے ضرور لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم خدا نے صدیق اکبر کا سینہ کھول دیا اور میں نے پہچان لیا کہ آپ حق پر ہیں۔

دلیل نمبر ۸:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اسکی رضا چاہتے اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے

وہی سچے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو سچا کہا ہے اور جس کو خدا نے سچا کہہ دے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا اور چونکہ مہاجرین نے صدیق اکبر کو خلیفہ اول مانا ہے لہٰذا صدیق اکبر خلیفہ ہیں۔

دلیل نمبر ۹:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنے آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کبھی آنا عرض کی میں بعد میں آؤں اور آپکی وفات ہوچکی ہوتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو آئے اور مجھے نہ پائے تو میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہونگے ان کے پاس آجانا۔ (ص ۲۰، الصواعق المحرقہ)

دلیل نمبر ۱۰:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل امین آئے تو میں نے دریافت کیا کہ میرے ساتھ ہجرت کون کریگا فرمایا ابوبکر اور وہی آپ کے بعد خلیفہ ہونگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے افضل ہیں۔ (ص ۱۳۸/۶ کنز العمال)

فضیلت پنجم

اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ جب انہوں نے اپنے صاحب سے فرمایا، صاحب کا لفظ ابوبکر کے بارے میں فرما کر آپکی صحابیت کو ثابت کر دیا یہ مرتبہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے لہٰذا آپکی صحابیت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج

ہے کیونکہ وہ نص قطعی کا انکار کرتا ہے قرآن وحدیث میں صحابہ کے جتنے بھی فضائل ہیں صدیق البر بطریق اولیٰ ان کے مستحق ہیں۔

یہ بات ذہب نشین رہے کہ کوئی صحابی بھی فاسق وفاجر نہیں کیونکہ اگر صحابی کو فاسق مانا جائے تو نہ قرآن صحیح رہ سکتا ہے نہ کوئی حدیث قابل اعتماد غرضکہ تمام دین درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ قرآن میں خدا فرماتا ہے۔ ذالک الکتاب لا ریب فیہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں اور ظاہر قرآن شک سے پاک نہیں ہو سکتا جب تک جبریل پر کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو وہ امین ہوں کہ رب سے جیسا قرآن لیں ویسا ہی نبی تک پہنچا دیں اور نبی کریم ﷺ بالکل سچے امین ہوں جیسا قرآن جبریل سے لیں ویسا ہی صحابہ تک پہنچا دیں پھر سارے صحابہ ثقہ عادل ہوں اور متقی دیانت دار ہوں جیسا حضور ﷺ سے لیں ویسا ہی امت تک پہنچا دیں تو قرآن کی حقانیت کے لئے ضروری ہے کہ جیسا جبریل اور نبی کو امین سچا اور پرہیز گار ماننا ضروری ہے ویسا ہی صحابہ کرام ثقہ اور عادل ومتقی مانا جائے۔

اور جہاں تک ذخیرہ احادیث کا تعلق ہے تو یہ بات امر مسلمہ ہے کہ احادیث کی حقانیت صحابہ کی حقانیت پر موقوف ہے اگر یہ حضرات فاسق ہوں تو کوئی حدیث قابل اعتماد نہیں کیونکہ فاسق کی بات کا اعتبار نہیں لہٰذا صدیق متقی عادل اور ثقہ ہیں۔

فضیلت ششم

اللہ تعالیٰ نے زیر بحث آیت میں فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر کو تسلی دی اور خدا کی حفاظت ونصرت میں ان کو اپنے ساتھ شامل فرمالیا۔ جس سے معلوم ہوا اللہ جس طرح اپنے محبوب کا حافظ اور ناصر ہے اسی طرح صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی حافظ و ناصر ہے جب یہ ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے تو اس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا متقی اور محسن ہونا ثابت ہوگیا خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

بے شک اللہ متقیوں اور محسنون کے ساتھ ہوتا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دو صفات ہوئیں متقی ہونا اور محسن اور خدا فرماتا ہے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا ○

ہمارے بندوں میں سے متقی اس جنت کے وارث ہیں۔

معلوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنت کے وارث ہیں۔

اور دوسرے مقام پر خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

اللہ کی رحمت محسنون کے قریب ہے۔

معلوم ہوا کہ ہر وقت صدیق اکبر پر خدا کی رحمت نازل ہوتی رہتی ہے۔

ایک اور مقام پر خدا نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰـہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ بے شک اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

اور چونکہ اللہ صدیق اکبر کے ساتھ ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ صدیق اکبر پکے سچے مومن ہیں اور مومنوں کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُو الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○

بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے۔

معلوم ہوا خدا تعالیٰ صدیق اکبر کی مہمانی جنت الفردوس میں فرمائیگا۔

ان اللہ معنا جملہ اسمیہ ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے جس کی معنی یہ

ہوئے کہ معیت نصرت اور حمایت ہمیشہ ہمیشہ صدیق اکبر کے ساتھ رہے گی۔

فضیلت ہفتم

خدا تعالیٰ نے زیر بحث آیت میں فرمایا فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِ یعنی اللہ نے (صدیق اکبر) پر سکینہ نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ اپنی تسلی ان پر نازل فرماتا ہے جو ایمان میں پکے اور اسلام میں مضبوط ہوں اور جن پر خدا کا فضل ہو۔

سکینت میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔

(۱) نور=نور سے قلب روشن ہوتا ہے حق اور باطل میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

(۲) قوت=قوت سے دل میں عزم واستقلال پیدا ہوتا ہے۔

(۳) روح= اس سے دل زندہ ہو جاتا ہے غفلت دور ہو جاتی ہے انسان خدا کی راہ میں ہر وقت چست چالاک رہتا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سکینہ نازل جس کے نتیجے میں آپ کا دل منور ہو گیا اس عزم استقلال پیدا ہو گیا اور آپ پر نیک کام کرنے میں غفلت طاری نہ ہوتی تھی۔

فضیلت ہشتم

خدا تعالیٰ نے زیر بحث آیت میں فرمایا۔ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا ○ اللہ تعالیٰ نے لشکروں سے اسکی مدد فرمائی جن کو تو نہیں دیکھتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے کس کی مدد فرمائی اور کس پر سکینہ نازل فرمایا اس کے متعلق علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا کہ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَا اَبَابَكْرٍ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْكَ وَاَيَّدَكَ ○

(روح المعانی ۱۰/۸۷)

اے ابوبکر اللہ نے تجھ پر سکینہ نازل فرمایا اور تیری مدد کی۔

اللہ تعالیٰ نے غارِ ثور پر فرشتوں کا پہرہ لگا دیا جسکی وجہ سے مشرکین کے دلوں پر رعب طاری ہو گیا ان کو اندر جھانکنے کی ہمت نہ ہوئی جیسے اصحاب کہف کی غار پر ایک خاص رعب ہے جسکی وجہ سے کوئی شخص اس غار کے اندر جھانک کر نہیں دیکھ سکتا چنانچہ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ جب قریش تلاش کرتے کرتے غار تک پہنچے تو ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص بالکل غار کے سامنے کھڑا ہے ہمیں ضرور دیکھ لے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں فرشتے ہمیں پردں سے چھپائے ہوئے ہیں اتنے میں وہ آدمی غار کے سامنے بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ (۱۸۷/۷ فتح الباری) (۸۸/۱۰ روح المعانی)

واقعہ ہجرت:

قریش نے جب دیکھا کہ صحابہ رفتہ رفتہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آج کل میں جانے والے ہیں تو مشورہ کے لئے بڑے بڑے سردار جمع ہوئے شیطان بھی ایک بوڑھے کی شکل میں نمودار ہوا اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا لوگوں نے دریافت کیا تم کون ہو کہنے لگا نجد کا ایک شیخ ہوں تمہاری گفتگو سننے آیا ہوں اگر ممکن ہو تو مشورہ سے تمہاری امداد کرونگا لوگوں نے اندر آنے کی اجازت دے دی گفتگو شروع ہوئی کسی نے کہا آپ کو کوٹھڑی میں قید کر دیا جائے شیخ نجدی نے کہا یہ رائے درست نہیں اس لئے کہ ان کے صحابہ اگر سن پائیں گے تو تم پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو چھڑا کر لے جائیں گے کسی نے کہا ان کو جلا وطن کر دیا جائے شیخ بجدی نے کہا یہ رائے بھی بالکل غلط ہے تم اس کے کلام کی شیرینی سے خوب واقف ہو اگر وہ یہاں سے نکال دیے گئے تو عین ممکن ہے کہ

دوسرے شہر والے اسکا کلام سن کا ان پر ایمان لے آئیں گے پھر سب مل کر تم پر حملہ آور ہونگے۔

ابوجہل نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ نہ تو انہیں قید کیا جائے اور نہ ہی جلا وطن کیا جائے بلکہ ہر قبیلہ سے ایک نوجوان منتخب کیا جائے پھر سب مل کر دفعۃً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالیں اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہوجائیگا اور بنی عبد مناف تمام قبائل سے لڑ نہ سکیں گے مجبوراً دیت پر معاملہ ختم ہوجائیگا۔

شیخ نجدی نے کہا واللہ رائے ہے تو بس یہ ہے حاضرین جلسہ نے بھی اس رائے کو بہت پسند کیا۔ (۱/۳۲، زرقانی) (۱/۱۵۲، طبقات ابن سعد)

یہ بھی طے پایا کہ یہ کام آج کی رات سرانجام دیا جائے ادھر جلسہ برخاست ہوا ادھر جبریل امین وحی ربانی لے کر پہنچے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○

اور یاد کرو جس وقت کا فر تدبیریں کررہے تھے کہ آپ کو قید کردیں یا قتل کر ڈالیں یا نکال دیں اور طرح طرح کے فریب کرتے تھے اور تدبیر کرتا ہے اللہ اور اللہ بہترین تدبیر فرمانے والا اور تمام واقعہ سے آپ کو مطلع کیا اور اللہ کی طرف سے آپ کو ہجرت مدینہ کی اجازت دی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے دریافت فرمایا کہ میرے ساتھ کون جائیگا جبریل نے عرض کیا آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق ہجرت کریں گے۔

(۳/۵ المستدرک)

چنانچہ رات ہوئی اور تاریکی چھا گئی تو قریش نے آپکے مکان کا محاصرہ کرلیا کہ جب آپ سو جائیں تو آپ پر حملہ کردیا جائے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

کو حکم دیا کہ میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور ڈرو مت تم کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکے گا۔ آپ نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی کے سپرد کیں کہ صبح کو یہ امانتیں لوگوں تک پہنچا دیں ابو جہل باہر کھڑا ہنس ہنس کر لوگوں سے کہہ رہا تھا محمد ﷺ کا خیال یہ ہے کہ اگر تم ان کا اتباع کرو گے تو دنیا میں عرب وعجم کے بادشاہ بنو گے اور مرنے کے بعد تم کو جنت ملے گی اور اگر ان پر ایمان نہ لاؤ گے تو دنیا میں ان کے صحابہ کے ہاتھ سے قتل کیے جاؤ گے اور مرنے کے بعد جہنم میں جاؤ گے اور اسکی آگ میں جلو گے۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر سے ایک مشت خاک لئے ہوئے برآمد ہوئے اور فرمایا ہاں میں یہی کہتا ہوں اور تو بھی میرے اصحاب کے ہاتھ سے قتل ہوگا اور مرنے کے بعد جہنم میں جلے گا اور اس مشت خاک پر سورہ یٰسین کی تلاوت کی اور ان کے سروں پر وہ خاک ڈال دی۔ (عیون الاثر ۱/۱۷۹)

وہ ڈراتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سورہ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا

آپ ﷺ ان کے سامنے سے نکل کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں دیکھتی چلی آئی ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ صبح بھی اور شام بھی میرے ابا جان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے تھے اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نبی کا آستانہ وہ ہے کہ جبریل جیسے نوریوں کے سردار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ اس آستانے پر آتے ہیں اور خود نبی کریم ﷺ دو مرتبہ صدیق اکبر کے دروازے پر جاتے ہیں۔

تصدیق ہے جس پر ازل سے زمانہ
وہ ہے مصطفیٰ کا حسین آستانہ

میر عبدالواحد بلگرامی نے لکھا ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مکہ میں اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا عنقریب ہجرت ہوگی لیکن ایسے وقت میں کہ کسی کو خبر نہ ہو یہاں تک کہ ایک روز آدھی رات کے وقت جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خدا کا ارشاد ہے کہ مکہ سے ہجرت کیجئے رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور چل دیئے جب دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ ابوبکر موجود ہیں فرمایا اے ابوبکر تمہیں کس نے خبر دی ہے عرض کی یا رسول اللہ اس روز آپ نے فرمایا تھا کہ ہجرت ایسے وقت میں ہوگی کہ کسی کو خبر نہ ہوگی اسی روز سے اپنے گھر میں نہیں سویا اور تمام رات حضور کے در دولت پر حاضر رہتا ہوں۔ (۶۲ سبع سنابل)

آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد ایک شخص آپ کے مکان کے دروازے کے قریب سے گزرا اور قریش کی جماعت سے دریافت کیا تم یہاں کیوں کھڑے ہو اور کس کا انتظار کر رہے ہو کہا ہم محمد ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں اس شخص نے کہا خدا تمہیں ناکام کرے حضرت محمد ﷺ تمہارے سروں پر خاک ڈال کر گزر بھی گئے جب صبح ہوئی حضرت علی آپ کے بستر سے اٹھے تو یہ کہنے لگے اس شخص نے سچ کہا اور نہایت ندامت کے ساتھ حضرت علی سے پوچھا کہ حضرت محمد ﷺ کہاں ہیں آپ نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں۔ (۳/۱۷۶ البدایہ والنھایہ)

الغرض گھر سے نکل کر ابوبکر کو ساتھ لے کر غار ثور کی طرف چلے راستے میں صدیق اکبر نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ننگے پاؤں ایڑیاں اٹھا کر پنجوں کے بل چل رہے ہیں آپ نے نبی کریم کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اسکی ایک وجہ تو یہ معلوم

ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاؤں زمین پر نہ لگیں اور کفار آپ کے قدموں کے نشان سے آپ کی تلاش نہ کرسکیں کیونکہ اس زمانے میں کسی کو تلاش کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی تھا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مکہ کے تمام راستے پتھریلے تھے صدیق اکبر نے خیال کیا کہ چھوٹے چھوٹے پتھر آپ ﷺ کے قدموں کو چبھ رہے ہیں کیوں نہ میں آپ ﷺ کو اٹھالوں تاکہ آپ ﷺ کو اذیت نہ ہو بہرحال اس وقت حالت یہ تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی سواری تھی اور نبی کریم ﷺ سوار تھے اور اس سے صدیق اکبر کی عظمت کو کیسے چار چاند لگے اس کے لئے کچھ دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر ۱:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا قسم ہے انکی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہے جب صحابہ کرام جہاد میں گھوڑے دوڑاتے ہیں تو تیز دوڑنے کی وجہ سے ان کے سینوں سے جو سانس نکلتی ہے وہ خدا کو اتنی پیاری لگتی ہے کہ خدا اسکی قسم یاد فرمارہا ہے جب مجاہد صحابی کی سواری کی سانس خدا کو پیاری ہے تو نبی کریم ﷺ کی سواری صدیق اکبر کی سانس اللہ کو کتنی پیاری لگتی ہوگی۔

نمبر ۲:

حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اپنے خچر پر سوار ہوکر بنی نجار کے باغ کے قریب سے گزرے اور ہم آپ کے ساتھ تھے اچانک آپ کی خچر بگڑی اور قریب تھا کہ آپ ﷺ کو گرادے ناگہاں پانچ چھ قبریں نظر آئیں آپ ﷺ نے فرمای ان قبروں کے اندر جو لوگ ہیں کوئی ان کو جانتا ہے ایک آدمی نے کہا میں جانتا ہوں آپ ﷺ نے پوچھا کس حال میں

مرے تھے اس شخص نے کہا شرک کی حالت میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان مشرکوں کی قبروں میں ان کو عذاب ہورہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر نے قبروں کے اندر کا منظر دیکھا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک خچر پر سوار ہو جائیں تو اسکی نگاہ میں اتنی طاقت آ جاتی ہے کہ وہ منوں مٹی کے اندر کے حالات دیکھ لیتی ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر پر سوار ہو جائیں تو آپکی نگاہ میں کتنی طاقت آ گئی ہوگی۔ (مشکوٰۃ ص ۳۸)

نمبر ۳:

جب حضرت حلیمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے آئیں تو انکی سواری کو مار مار کر ہنکایا جاتا تھا یہ لاغر اور کمزور تھی لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لے کر حلیمہ اسی سواری پر سوار ہوئی تو اسکی برق رفتاری قابل دید تھی وہ بنی سعد کی عورتوں کی سواریوں سے آگے بڑھ گئی ان عورتوں نے پوچھا اے حلیمہ یہ سواری تو وہی ہے نا آپ نے فرمایا سواری تو وہی ہے لیکن اس وقت اسی سواری پر ایک ایسی ہستی سوار ہے کہ:

جنکی خاطر یہ سب کچھ بنایا جن کو گھر اپنے حق نے بلایا

اے حلیمہ تیرا یہ مقدر وہ تیرے گھر میں آئے ہوئے ہیں

اگر حلیمہ کی سواری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوجائیں تو وہ باقی تمام سواریوں سے افضل ہوجاتی ہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر پر سوار ہوجائیں تو آپ کیوں نہ تمام صحابہ سے افضل ہو گئے ہوں گے۔

نمبر ۴

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر دریا قلزم سے پار گزر گئے تو

جبریل بھی ایک گھوڑی پر سوار آپ کے ساتھ تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک سامری نامی آدمی تھا اس نے دیکھا کہ جبریل کی سواری کے قدم کے نیچے سے تازہ گھاس پیدا ہوجاتی ہے اس نے اس سواری کے قدموں کے نیچے سے مٹی لے لی اور بعد میں سونے کا ایک بچھڑا بنا کر وہ خاک اس میں ڈالی تو اس بچھڑے میں جان آ گئی حضرت جبریل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں علامہ نبھانی نے لکھا ہے کہ اِنَّمَا جِبْرِیْلُ خُلِقَ لِخِدْمَةِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جبریل تو ہماری نبی کے خادم ہیں۔

محمد کا اعلیٰ مقام اللہ اللہ

ہے جبریل ان کا غلام اللہ اللہ

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام جبریل کی سواری کے قدموں کی خاک ایک بے جان کو جاندار بنا دیتی ہے تو آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سیدنا صدیق اکبر کے قدموں کی خاک میں کیا تاثیر ہوگئی۔

نمبر۵:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء نے آپکی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا امام نسفی فرماتے ہیں ایک رات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء ملی تو اس نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تجھ پر سلام ہو کیا آپ اپنے باپ کو کوئی پیغام دینا چاہتی ہیں کیوں کہ میں ان کے پاس جارہی ہوں یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور اونٹنی نے اپنا سر سیدہ کی گود میں رکھا اور اسی وقت مرگئی تو اس کو کفن دے کر دفن کر دیا گیا۔ تین روز کے بعد دیکھا گیا تو وہ قبر میں موجود نہ تھیں۔ (نزہۃ المجالس ۲/۱۷۶)

وہ یقیناً جنت میں پہنچ گئی جب نبی کریم ﷺ کی سواری اونٹنی کی یہ فضیلت ہے تو نبی کریم ﷺ کی سواری صدیق اکبر کی کیا فضیلت ہوگی آپ بھی یقیناً جنتی ہیں۔

نمبر۶:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم حضور نبی کریم ﷺ کے اردگرد بیٹھے تھے کہ حضرت ام ایمن تشریف لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ امام حسن اور امام حسین دونوں گم ہوگئے ہیں اور اس وقت سورج کافی بلند ہوچکا تھا نبی کریم ﷺ نے فرما اٹھو میرے دونوں بیٹوں کو تلاش کرو ہر آدمی تلاش کے لئے نکلا اور میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہولیا حتیٰ کہ ہم ایک پہاڑ کے قریب پہنچے ہم نے دیکھا کہ حسنین کریمین ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ہیں اور ایک سانپ اپنی دم پر کھڑا ہے اور اس کے منہ سے آگ نکل رہی ہے حضور اسکی طرف متوجہ ہوئے وہ سانپ بھی آپکی طرف متوجہ ہوا پھر ایک بل میں داخل ہوگیا پھر حضور ﷺ دونوں کے پاس آئے اور ان کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا اور ایک کو دائیں کندھے پر اور دوسرے کو بائیں کندھے پر سوار کرلیا میں نے عرض کی اے شہزادو تمہاری سواری کتنی اچھی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا سوار بھی تو اچھے ہیں اور انکا باپ ان دونوں سے اچھا ہے۔ (۲/۳۴ کشف الغمہ)

حبذا صلی علی حسنین کاندھے پر سوار

مرحبا دوش نبی پر ہے دوشالہ نور کا

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک فرشتہ نے آکر خبر دی کہ امام حسن اور امام حسین دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (۵۷۰ مشکوٰۃ)

جو شہزادے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو جائیں وہ تو جنتی نوجوانوں کے سردار ہو جاتے ہیں اور جس صدیق اکبر کے کندھوں پر خود نبی سوار ہو جائے وہ کیوں نہ جنتی سردار ہوگا۔

نمبر ۷:

بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ مل کر نہ نہاتے تھے بلکہ تنہا غسل فرمایا کرتے تھے قوم نے اعتراض کر دیا کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے اس لئے یہ تنہا غسل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن تنہا نہا رہے تھے اور آپ نے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے تھوڑی دیر بعد آپ نے دیکھا کہ وہ پتھر آپ کے کپڑوں کو لے کر دوڑا آپ نے فرمایا اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے وہ دوڑ کر ان لوگوں کے پاس جا کر ٹھہر گیا جو آپ پر اعتراض کیا کرتے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی وہاں پہنچ گئے انہوں نے دیکھا کہ آپ کا جسم بے عیب اگر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے ایک پتھر پر سوار ہوں تو اس میں دوڑنے کی قوت آ جاتی ہے اور امام الانبیاء صدیق اکبر پر سوار ہو جائیں تو آپ میں کتنی طاقت آ گئی ہوگی۔

نمبر ۸:

وفات کے قریب حضور علیہ السلام نے صحابہ کے ایک مجمع میں فرمایا جس پر میری طرف سے کوئی زیادتی ہوئی ہو وہ مجھ سے ابھی اس دنیا میں بدلہ لے حضرت عکاشہ آگے بڑھے اور عرض کی ایک مرتبہ آپکی چھڑی میرے پیٹ پر لگی تھی نہ جانے آپ نے قصداً ماری تھی یا سواری کو مارنے لگے اور مجھے لگ گئی اگر آپ بدلہ دینا چاہتے ہیں تو اسکا بدلہ دیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی منگا کر حضرت

عکاشہ کے ہاتھ میں دی اور فرمایا بدلہ لے لو انہوں نے کہا جب آپکی چھڑی لگی تو میرا پیٹ ننگا تھا حضور ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھالیا حضرت عکاشہ آگے بڑھے اور چھڑی ہاتھ سے پھینک کر آپ کا پیٹ چوم لیا حضور ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا الشَّیْخِ ○

جو کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس بوڑھے کو دیکھ لے جس کے صرف ہونٹ نبی ﷺ کی جسم سے لگے وہ جنتی اور جس کے جسم کا بہت سا حصہ نبی ﷺ کے جسم سے مس کر رہا ہے وہ صدیق کیوں نہیں جنتی۔ (حلیہ ۴/۳۷)

نمبر ۹:

جب حضرت ہاجرہ صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں دوڑی ہیں تو اس وقت انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اٹھایا ہوا نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ○

صفا اور مروہ پہاڑیاں اللہ کی نشانیاں ہیں۔

اگر حضرت ہاجرہ کے قدموں سے لگنے والی پہاڑیاں اللہ کی نشانیاں ہیں تو جب صدیق نبی کریم ﷺ کو اٹھا کر اس پہاڑ پر لے گئے جس میں غار ثور ہے تو وہ پہاڑ صدیق اکبر کے قدموں کے ساتھ لگنے کی وجہ سے یقیناً اللہ کی نشانی ہے۔

نمبر ۱۰:

رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ صدیق اکبر کی قبر میں آگ لگی ہوئی ہے اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی

ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چند روٹیاں تنور میں لگائیں لیکن وہ سب پکی برآمد ہوئی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حیران ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیران ہونے کی ضرورت نہیں میرے جسم سے جو چیز چھو جاتی ہے اس پر آگ اثر نہیں کیا کرتی لہٰذا شیعوں کا عقیدہ غلط ہے سواری کی حالت میں انکا جسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن سے لگا لہٰذا ان پر کوئی آگ بھی اثر نہیں کرسکتی بلکہ آپ کی قبر تو جنت کا اعلیٰ باغ ہے۔

(۲/۳۸۵ مدارج النبوت)

بہر حال صدیق اکبر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھوں پر بٹھا کر غار ثور تک پہنچایا۔

اٹھایا شب ہجر بار نبوت

یہ ہمت یہ جرأت یہ کام اللہ اللہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام غار میں جلوہ فرما ہوئے تو اللہ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کے سامنے ایک درخت اُگ آیا اور ایک جنگلی کبوتر کے جوڑے نے آکر انڈے دئے مشرکین جو ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار تک پہنچے تو کبوتر کے گھونسلے دیکھ کر واپس ہو گئے رسول خدا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم سے دفع کر دیا۔ (۱/۱۵۲ طبقات ابن سعد)

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں صدیق اکبر نے مجھے مجھ سے بیان فرمای جب میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے اور قریش ہمیں تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر آکھڑے ہوئے اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے اگر کسی نے اپنے قدموں پر دیکھ لیا تو یقیناً ہمیں دیکھ لے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ان دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن کا تیرا خدا ہے یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ غار ثور میں صدیق اکبر کو شدید پیاس لگی انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا غار کے دروازے پر چلے جاؤ اور پانی پی لو ابوبکر فرماتے ہیں میں گیا اور میں نے شہد سے میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار پانی پیا پھر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے پوچھا پانی پی لیا ہے میں نے عرض کی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر کیا میں تجھے بشارت نہ دوں میں نے عرض کیا ضرور بشارت دیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں کے مؤکل فرشتے کو حکم دیا جنت الفردوس کی ایک نہر کا رخ غار کے دروازے کی طرف پھیر دو تاکہ صدیق اکبر پانی پی لیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خدا کی بارگاہ میں میرا اتنا بلند مقام ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ تمہارا مقام اس سے بھی بلند ہے اور فرمایا۔

وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ نَبِیًّا لَا یُدْخُلُ الْجَنَّةَ مُبْغِضُكَ وَلَوْكَانَ لَهٗ عَمَلُ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا ۝

قسم اس خدا کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے تیرا دشمن جنت میں نہ جائیگا اگرچہ اس کے عمل ستر نبیوں کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(الریاض النضرہ ۱/۱۹۵۰)

جب حضور نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر غار کے قریب پہنچے تو صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ غار میں پہلے میں جاتا ہوں اور اس کو صاف کرتا ہوں آپ غار کے اندر تشریف لے گئے غار کے اندر سوراخ تھے آپ نے اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر سوراخ بند کر دیئے لیکن ایک سوراخ کے لئے کپڑا باقی نہ بچا وہاں آپ نے اپنی ایڑی رکھدی اور نبی کو آواز دی حضور غار کے اندر تشریف لے

گئے اور صدیق اکبر کی آغوش میں سر رکھ کر خواب استراحت میں جلوہ فرما ہوئے جس سوراخ پر ایڑھی تھی اس میں سانپ تھا اس نے اکی ایڑی پر ڈنگ مارا آپ کو شدید درد ہوا لیکن جنبش نہ کی کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل نہ آجائے آپکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے گرم گرم آنسو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے حقیقت حال معلوم ہوئی آپ نے اپنا لعاب دہن ایڑی پر لگایا خدا تعالیٰ نے شفاء کاملہ اور صحت عاجلہ عطا فرمائی۔

دیکھئے تو وہ غار کے اندر کون ہے بیٹھا گود میں لے کر
سرورِ عالم کا سر انور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ایڑی رکھ دی سانپ کے بل پر زہر کا صدمہ سہ لیا دل پر
سب کچھ ہے یہ خاطر دلبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقے کرنے والا
منزل عشق وصدق کا رہبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجوہ:

(۱) کفار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے در پے تھے اور آپ ان سے چھپ کر غار ثور میں داخل ہوئے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ان کی جانثاری پر مکمل اعتماد نہ ہوتا تو ان کو اپنے ساتھ لے کر کبھی غار میں داخل نہ ہوتے۔

(۲) - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرنا اللہ کے حکم سے تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبی قرابت دار بھی بہت تھے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں رفاقت کے لئے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لینا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چن لیا۔

(۳) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ثانی اثنین (دو میں سے دوسرا) فرمایا ہے، اور دین کے اکثر مناصب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی تھے۔ پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس طرح اسلام کی دعوت دینے میں اول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ثانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی طرح ہر غزوہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ کی خدمت میں حاضر رہے، اس طرح وہ غزوات میں بھی ثانی اثنین ہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا، پس امامت میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ثانی اثنین ہیں اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو وہ آپ کے پہلو میں دفن ہوئے اس طرح وہ قبر میں بھی ثانی اثنین ہیں اور حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے قبر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھیں گے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۹۲) اور جنت میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے اور امت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوں گے۔ (سنن داؤد: ۴۶۵۲) خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغ دین میں، ہجرت کرنے میں، مغازی میں، امامت میں، امارت میں، قبر میں، حشر میں، دخول جنت میں، تمام اہم دینی مناصب میں اول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ثانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۴) اس آیت میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غمگین ہوئے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا: غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے

اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تسلی دینے والے ہوں۔

(۵) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ تصریح کی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہیں اور یہ نص قطعی ہے جس کا انکار کفر ہے اور تمام صحابہ میں صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت منصوص ہے اور آپ کے صحابی ہونے کا انکار کفر ہے۔

(۶) اس آیت میں فرمایا ہے: اللہ ہمارے مع (ساتھ) ہے، اور اس معیت سے حفاظت اور نصرت کی معیت مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حفاظت اور نصرت فرمائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی شامل فرمالیا اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ متقین اور محسنین کے مع (ساتھ) ہوتا ہے۔ اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا متقی اور محسن ہونا بھی منصوص ہوا۔

(۷) احادیث اور کتب سیر سے ثابت ہے کہ غار ثور میں قیام کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے، عبداللہ بن ابی بکر اور ان کی بیٹی حضرت اسماء، ان کا غلام عامر بن فہیرہ آپ تک مکہ کی خبریں پہنچانے اور آپ کے لئے طعام پیش کرنے میں لگے رہے اور یہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ ان کی اولاد اور ان کے خدام اس خطرے کے موقع پر جان کی بازی لگا کر آپ کی خدمت میں مشغول رہے۔

(۸) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینے پہنچے تو سب لوگوں نے جان لیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کو سفر و حضر میں ساتھ رکھتے ہیں وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۹) اس آیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل ہے کیونکہ حاکمیت

میں اول رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں اور ثانی حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہیں۔ سالم بن عبید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات ہوئی تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہوگا، تو حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا: ایسا کون شخص ہے جس کے متعلق یہ تین آیتیں ہوں: اذھما فی الغار (جب وہ دونوں غار میں تھے) وہ دونوں کون تھے؟ اذ یقول لصاحبہ (جب وہ اپنے صاحب سے کہہ رہے تھے) وہ صاحب کون ہیں؟ لا تحزن ان اللہ معنا (غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے) یہ دنوں کون ہیں؟ پھر حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ہاتھ بڑھایا اور سب لوگوں نے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی بیعت کرنی شروع کر دی اور یہ بہت عمدہ بیعت تھی۔

(السنن الکبریٰ ج ۶، ص ۳۵۵۔ رقم الحدیث: ۱۱۲۱۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۱ھ)

(۱۰) غار ثور کی ان تین راتوں میں حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ میں انوار رسالت اس طرح جذب ہو گئے تھے کہ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مدینہ پہنچے تو استقبال کے لئے آئے ہوئے مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو سمجھا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور وہ سب آگے بڑھ کر حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے ملنے لگے، تب حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سر پر چادر کا سایہ کیا تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، میں تو ان کا ایک غلام اور اُمتی ہوں۔

امام بخاری حدیث ہجرت کے اخیر میں عروہ بن الزبیر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مسلمانوں کی ایک جماعت میں حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے ملاقات ہوئی جو شام سے تجارت کر کے لوٹ رہے تھے، پھر حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو سفید کپڑے پہنائے اور مدینہ کے مسلمانوں نے سن لیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ سے تشریف لا رہے ہیں، وہ ہر روز صبح مدینہ کی پتھریلی زمین پر جاتے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انتظار کرتے اور دوپہر کو لوٹ

آتے، حتیٰ کہ ایک روز جب ان کا انتظار بہت طویل ہو گیا اور وہ اپنے گھروں کو لوٹ گئے، ایک یہودی کسی ٹیلہ پر کھڑا ہوا کسی کا انتظار کر رہا تھا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سفید لباس میں آتے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ یہودی بے اختیار بلند آواز سے چلا کر بولا: اے معاشر العرب! یہ ہیں وہ تمہارے بزرگ جن کا تم انتظار کر رہے تھے۔ مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور انہوں نے اس پتھریلی زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب مڑ گئے اور بنو عمرو بن عوف کے محلّہ میں ٹھہرے۔ یہ ماہ ربیع الاول کا پہلا دن تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انصار کے جن لوگوں نے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تعظیم دینے لگے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آ گئی۔ تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا، اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا............ الحدیث۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۹۰۵، مطبوعہ دار ارقم، بیروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنہوں نے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گمان کیا اسی لئے انہوں نے ابتداء حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور جب دھوپ آ گئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چادر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا تب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ (فتح البخاری ج ۷ ص ۲۴۴، طبع لاہور)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں انوار رسالت اس طرح جذب ہو گئے تھے کہ دیکھنے والے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان کرتے تھے۔

عنداللہ مقام صدیق از روئے احادیث

حدیث نمبر ۱:

ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ تشریف فرما تھے اور صحابہ اکرام بھی آپ ﷺ کے دربار عالی میں حاضر تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے چالیس غلام تھے ان میں سے میں نے بیس غلام رسول خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے آزاد کر دئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر کی اس وقت جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ سلام کے بعد فرماتا ہے اے رسول اکرم ان بیس غلاموں کے جسم پر جتنے بال ہیں تیری امت سے اسی قدر لوگوں کو ہم نے جہنم سے آزاد کر دیا اور اتنا ہی ثواب صدیق اکبر کو عطا کیا اور جنت میں اتنے درجے ان کو بلند کر دیا۔ (۱۳ انیس الارواح)

حدیث نمبر ۲:

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر کو انگوٹھی دی کہ اس پر لا الہ اللہ لکھوالاؤ آپ وہ انگوٹھی نقاش کے پاس لے گئے اور فرمایا اس انگوٹھی پر لا الہ اللہ محمد رسول اللہ لکھ دو اس نے لکھ دیا جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ انگوٹھی لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا ہے لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر یہ زائد عبارت کیوں لکھا لائے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے نام کو خدا کے نام سے جدا کرنا نہ چاہا اور اپنا نام میں نے نہیں لکھوایا اور شرم سار ہوئے اتنے میں جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، صدیق کا نام میں نے لکھا ہے اور اسکی

وجہ یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ آپ کا نام خدا کے نام سے جدا نہ ہوا اور اللہ نے چاہا کہ صدیق کا نام آپ کے نام سے جدا نہ ہو۔ (۸۷/ا تفسیر کبیر)

حدیث نمبر ۳:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَکْرَہُ فَوْقِ سَمَائِہٖ اَنْ یُخْطَاءَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

بے شک اللہ ناپسند فرماتا ہے اپنے آسمان پر کہ صدیق سے کوئی غلطی سرزد ہو۔ (۶۸/۳ طبرانی کبیر)

حدیث نمبر ۴:

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اِنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی اَمَرَکَ اَنْ تَسْتَشِیْرَ اَبَابَکْرٍ○ (۱۴۳/۱ الریاض النضرہ)

اللہ تعالیٰ آپ کو ارشاد فرماتا ہے کہ ابوبکر سے مشورہ کرلیا کرو۔

حدیث نمبر ۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج کی رات میں نے ہر آسمان پر لکھا دیکھا۔

محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق۔

(۴۸۸/۱۱، مسند ابی یعلیٰ، ۴۱/۹ مجمع الزوائد)

اب تک کے دلائل سے ثابت کہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند ہے بعد الانبیاء کوئی ایک بھی ایسا مومن نہیں جو صدیق اکبر سے افضل ہو آپ پوری امت میں سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں نبی

کریم ﷺ کے بارے میں خدا نے فرمایا وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰ عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دیگا کہ تو راضی ہو جائیگا۔ اور صدیق کے بارے میں فرمایا وَلَسَوۡفَ يَرۡضَىٰ اور صدیق راضی ہو جائیگا۔

یعنی خدا دونوں کی رضا چاہتا ہے۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِي جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِهِۦٓ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُتَّقُونَ۔

اور وہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے انکی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں اس آیت کی تفسیر میں حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا سچ لانے والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور اسکی تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں۔

(کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۷۶)

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ اور صدیق اکبر دونوں کو متقی کہا گیا جس سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ رسول خدا ﷺ کے بعد سب سے بڑے متقی حضرت صدیق اکبر ہیں اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صدیق اکبر کا ذکر کس ہستی کے ساتھ کیا گیا ہے وہ ہستی جن کے بارے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

قلبت مشارق الارض ومغاربها فلم احد رجلا افضل من محمد ﷺ۔ (۸/۲۱۷ مجمع الزوائد)

میں نے زمین کے مشارق ومغارب کو چھان مارا حضرت محمد ﷺ سے افضل کسی آدمی کو نہ پایا۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے سبھی میں نے چھان

ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا

امام شاذلی صاحب ''حزب البحر'' نے فرمایا ایک مرتبہ میں مسجد اقصیٰ میں سوگیا میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد اقصیٰ کے باہر وسط حرم میں ایک تخت بچھایا گیا اور فوج درفوج مخلوق کا اژدھام ہونا شروع ہوگیا میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسا اژدھام ہے معلوم ہوا کہ تمام رسول اور انبیاء علیہم السلام حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں منصور حلاج کی سوء ادبی کے بارہ میں شفاعت کے لئے حاضر ہورہے ہیں میں نے جو تخت دیکھا تو اس پر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رونق افروز ہیں اور تمام انبیاء کرام جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سب زمین پر بیٹھے ہیں میں وہاں ٹھہر گیا اور ان حضرات کی باتیں سننے لگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں تو آپ ان سے کوئی عالم دین دکھائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام غزالی کی طرف اشارہ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ایک سوال کیا امام غزالی نے اس کے دس جوابات دیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جواب سوال کے مطابق ہونا چاہئے ایک سوال کا ایک جواب چاہئے تھا آپ نے دس جواب کیوں دیئے امام غزالی نے عرض کی حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ایک سوال کیا تھا ماتلک بیمینک یا موسیٰ اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے آپ نے اس کے کئی جواب دیئے تھے یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے علاوہ میرے اور کام بھی سرانجام پاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کا ایک جواب کافی تھا کہ یہ میری لاٹھی ہے۔

امام شاذلی فرماتے ہیں یہ منظر دیکھ کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ

یہ آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے خدا کی راہ میں مال خرچ کیا اس لئے آپ کا مرتبہ تمام صحابہ سے زیادہ ہے چنانچہ علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپکی بارگاہ میں تشریف فرما تھے اور آپ نے ایسا لباس زیب تن کیا ہوا تھا جس کے کانٹوں کے بٹن تھے حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی کیا وجہ ہے کہ ابوبکر نے اپنے لباس کو کانٹوں کے بٹن لگا رکھے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال مجھ پر خرچ کردیا جبریل نے عرض کی خدا آپ کو فرماتا ہے کہ ابوبکر کو سلام کہو اور اس سے پوچھو کہ وہ اس فقر میں راضی ہے یا ناراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر خدا تعالیٰ تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس فقر میں تم راضی ہو یا ناراض حضرت ابوبکر نے عرض کی میں اپنے رب سے کیسے ناراض ہوسکتا ہوں اور تین مرتبہ فرمایا میں اپنے رب سے راضی ہوں جبریل نے فرمایا خدا فرماتا ہے اے ابوبکر میں تجھ سے راضی ہوگیا جس طرح تو مجھ سے راضی ہوگیا ہے اس پر حضرت صدیق رونے لگے جبریل نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب سے صدیق اکبر نے کانٹوں کے بٹن والا لباس پہنا ہے عرش اٹھانے والے فرشتوں نے بھی ایسا ہی لباس پہن رکھا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے یہ کہا کہ میں (علی المرتضیٰ) صدیق اکبر سے افضل ہوں میں اس کو اسی کوڑے لگاؤں گا معلوم ہوا حضرت علی المرتضیٰ کا عقیدہ ہے کہ صدیق اکبر تمام امت سے افضل ہیں۔

(تفسیر قرطبی ۷/۳۴۰)

گر ہیں اور تمام رسل کرام حضور کے سامنے فرش زمین پر تشریف فرما ہیں کتنی بڑی جلالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ ہے میں اسی سوچ و بچار میں تھا اور حضور علیہ السلام کی قدر و منزلت پر تعجب کر رہا تھا ناگہاں کسی نے مجھے پاؤں کی ٹھوکر ماری جس سے میں بیدار ہو گیا میں نے جو دیکھا تو وہ مسجد اقصیٰ کا منتظم تھا اور اس وقت وہ مسجدِ اقصیٰ کی قندیلیں روشن کر رہا تھا اس نے مجھ سے کہا کیا تعجب کرتا ہے یہ سب حضور کے نور سے پیدا ہوئے ہیں یہ سن کر مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوئی تو مجھے افاقہ ہوا میں نے اس منتظم مسجد کو تلاش کیا مگر آج تک اسے نہ پایا۔ (۵/۷۵ روح البیان)

سب سے زیادہ خدا کو محمد سے پیار
مہربان ان پہ ہے پاک پروردگار

وہ ہیں محبوب حق، حق کے ہیں راز دار
ملک کونین میں انبیاء تاجدار

تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

جب خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا اور آپ تمام امت سے زیادہ متقی ہیں لہٰذا آپ بعد الانبیاء تمام انسانوں سے افضل ہیں۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا۔

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح خرچ اور جہاد کیا۔

یہ آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے خدا کی راہ میں مال خرچ کیا اس لئے آپ کا مرتبہ تمام صحابہ سے زیادہ ہے چنانچہ علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپکی بارگاہ میں تشریف فرما تھے اور آپ نے ایسا لباس زیب تن کیا ہوا تھا جس کے کانٹوں کے بٹن تھے حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی کیا وجہ ہے کہ ابوبکر نے اپنے لباس کو کانٹوں کے بٹن لگا رکھے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال مجھ پر خرچ کر دیا جبریل نے عرض کی خدا آپ کو فرماتا ہے کہ ابوبکر کو سلام کہو اور اس سے پوچھو کہ وہ اس فقر میں راضی ہے یا ناراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر خدا تعالیٰ تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس فقر میں تم راضی ہو یا ناراض حضرت ابوبکر نے عرض کی میں اپنے رب سے کیسے ناراض ہوسکتا ہوں اور تین مرتبہ فرمایا میں اپنے رب سے راضی ہوں جبریل نے فرمایا خدا فرماتا ہے اے ابوبکر میں تجھ سے راضی ہوگیا جس طرح تو مجھ سے راضی ہوگیا ہے اس پر حضرت صدیق رونے لگے جبریل نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب سے صدیق اکبر نے کانٹوں کے بٹن والا لباس پہنا ہے عرش اٹھانے والے فرشتوں نے بھی ایسا ہی لباس پہن رکھا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے یہ کہا کہ میں (علی المرتضیٰ) صدیق اکبر سے افضل ہوں میں اس کو اسی کوڑے لگاؤں گا معلوم ہوا حضرت علی المرتضیٰ کا عقیدہ ہے کہ صدیق اکبر تمام امت سے افضل ہیں۔

(تفسیر قرطبی ۷/۳۴۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں مسجد میں گیا دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے میں نے کہا میں آج اس بات کو دریافت کر کے رہونگا پہلے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاس گیا اور کہا کہ اے عائشہ تمہارا یہ حال ہوگیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتی ہو انہوں نے کہا اے عمر تمہیں کیا ہوگیا ہے تم اپنوں کی خبر لو میں حفصہ کے پاس آیا اور کہا اے حفصہ تمہیں معلوم ہے کہ رسول خدا تم سے محبت نہیں کرتے اگر میں نہ ہوتا تو وہ تمہیں طلاق دے دیتے یہ سن کر وہ زاروقطار رونے لگیں پھر میں نے پوچھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں کیا اپنے حجرے میں ہیں میں آپ کے پاس آیا دیکھا کہ آپکا خادم کھڑکی میں بیٹھا ہے میں نے کہا رباح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے آنے کی اجازت لے لو اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا اور مجھے دیکھ کر خاموش ہوگیا میں نے بلند آواز سے کہا رباح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے آنے کی اجازت لے لو میں خیال کرتا ہوں شاید آپ کو گمان ہو کہ میں آپ کے پاس حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر آپ فرمائیں گے تو میں اسکی گردن ماردونگا رباح نے کھڑکی کی طرف دیکھا اور مجھے ہاتھ سے آنے کا اشارہ کیا میں اندر داخل ہوا نبی پاک صرف ایک تہبند باندھے بوریے پر لیٹے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور بوریے کے نقش آپ کے جسم پر اچھلے ہوئے تھے میں نے حجرے میں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ایک طرف دو مٹھی جو رکھے ہوئے ہیں ایک مٹھی برگ سلم اور دو چمڑے نیم رباغت شدہ یہ دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں فرمایا۔ اے ابن خطاب کیوں روتے ہو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ روؤں آپ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں اور بہترین خلق ہیں اور یہ قیصرہ کسریٰ ہیں جو محلوں میں راحت و آرام سے

ہیں اور آپ ﷺ اس حال میں فرمایا اے ابن خطاب کیا تم راضی نہیں کہ ہمارے لئے آخرت ہے اور ان کے لئے دنیا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں میں نے بہت کم معاملات میں گفتگو کی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق نازل کی پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی اگر طلاق دے دی ہے تو اللہ، جبریل فرشتے، ابوبکر اور میں اور سب مسلمان آپ ﷺ کے ساتھ ہیں اس پر خدا تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔

پس خدا اس کا مولیٰ ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد فرشتے اس کے مددگار ہیں۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۴۷۷)(۱۵۰/۱ مسند ابی یعلیٰ)

علامہ عبد الرؤف مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر ''صالح المومنین'' کی تفسیر میں لکھا ہے۔ صالح المومنین ابوبکر وعمر ای هما اعلیٰ صفة واعظهم بعد الا بنیاء قدر صالح المومنین سے مراد صدیق اور عمر ہیں اور وہ دونوں نبیوں کے بعد تمام مومنوں سے افضل ہیں۔

(فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۲۵۱/۴)

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى۔

اور اس سے بہت دور رکھا جائیگا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں جسکا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ مکہ میں دو آدمی مالدار اور امیر تھے ایک حضرت صدیق اکبر اور دوسرا امیہ بن خلف دونوں کا مال خرچ کرنے کا طریقہ مختلف تھا امیہ بہت زیادہ امیر تھا اس کے بارہ غلام تھے اور ہر غلام کو تربیت دے کر کسی ایک کام پر مقرر کیا ہوا تھا ایک غلام کے ذمے زراعت کا کام تھا ایک غلام باغات پر مقرر تھا ایک غلام منقش کپڑوں کا کاروبار کرتا تھا اور یمن اور شام میں ان کپڑوں کی تجارت کرتا تھا ایک غلام مویشی پالتا تھا۔ اتنا مالدار ہونے کے باوجود ایک درہم بھی کسی فقیر کو نہ دیتا تھا اگر غلاموں میں سے کوئی محتاج ہوتا تو اس کے مانگنے پر بھی کچھ نہ دیتا بلکہ اس کو خدمت سے معزول کر دیتا اگر کوئی اسے کہتا کہ اپنے مال سے آخرت کما تو وہ کہتا اول تو یہ کہ آخرت کہاں ہے اور اگر آخرت ہو بھی تو میں نے اس قدر مال جمع کر لیا ہے کہ مجھے بہشت کی نعمت کی ضرورت نہیں اس کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا جس کا نام بلال تھا جو بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمتگار بنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اسے اپنے آگے آگے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت بلال کی مشتاق ہے بلال امیہ کو بتائے بغیر پوشیدہ طور پر مسلمان ہو گیا۔ آخر کار امیہ کو بلال کے ایمان کا علم ہو گیا امیہ نے پہلے اپنی خدمت سے معزول کیا بلال کے ذمے بت خانے کا انتظام تھا بلال کو بلا کر امیہ نے پوچھا کس کی عبادت کرتے ہو بلال نے کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی عبادت کرتا ہوں اس لعین نے کہا اس دین سے بیزار ہو جاؤ ورنہ تمہیں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرونگا بلال نے کہا میں اس دین کو نہیں چھوڑ سکتا تو نے جو کرنا ہے کر لے تیرا غلام ہوں اس نے بلال کو ننگا کیا اور پھر کیکر کے خشک لمبے لمبے کانٹے لے کر اس کو چبھوئے یہ کانٹے ہڈی سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتے جب دھوپ تیز ہو جاتی تو امیہ اپنے غلام سے کہتا بلال کو دھوپ میں لٹا کر گرم گرم پتھر اس کے اوپر رکھ دو

اور بلال کے چاروں طرف آگ جلائی جاتی تا کہ آپ کو خوب اذیت ہو جب آفتاب غروب ہو جاتا آپ کو ایک تاریک کمرے میں لے جا کر باری باری آپ کو کوڑے مارتے صبح تک آپ کو اسی طرح مارا جاتا بلال اس حال میں احد احد کی آواز بلند کرتا ایک دن صدیق اکبر اس کوچے سے گزرے تو بلال کے رونے کی آواز سنی آپ نے کسی سے پوچھا کہ اس گھر میں کیا ہو رہا ہے لوگوں نے کہا کہ امیہ اپنے غلام کو مار رہا ہے صبح کو صدیق اکبر امیہ کے گھر گئے اور اسے نصیحت کی کہ خدا سے خوف کھا اس غلام کو تکلیف نہ دے اس پر ظلم نہ کر اس نے دین حق کو قبول کیا ہے اور وہ خدا کا دوست بن گیا۔

تن من یار میں شہر بنایا دلوچہ خاص محلّہ ہو
آن الف دل وسوں کیتی میری ہوئی خوب تسلا ھو
سب کجھ مینوں پیا سینوے جو بولیما سواللہ ھو
درد مندااں ایہہ رمز پچھاتی باہو بے درداں سر کھلہ ھو

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو غنیمت جانوں اور اس پر احسان کر یہ آخرت میں تیرے کام آئیگا اس لعین نے کہا آخرت کہاں ہے اگر بالغرض ہو بھی تو مجھے دنیا میں کس چیز کی کمی ہے تو جانتا ہے کہ میرے خزانے میں ہر قسم کا مال موجود ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پھر اسے نصیحت کی اس نے کہا اگر آپ کو اس غلام پر ترس آتا ہے تو آپ خرید کر اس کو لے جائیں آپ بھی مالدار ہیں صدیق اکبر نے فرمایا میں اس کو خریدتا ہوں بولو کیا لو گے اس نے کہا ترے پاس ایک غلام ہے نسطاس رومی جو کہ دو ہزار دینار کا مالک ہے وہ غلام دے کر اس کو لے جاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دل و جان سے قبول کیا اور حضرت بلال کو خرید کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بارگاہ میں لا کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ گواہ ہیں میں نے بلال کو خدا کے

لئے آزاد کر دیا۔ (۳۰۴/۳ تفسیر عزیزی)

بعض لوگوں نے کہا کہ بلال کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کوئی احسان ہوگا اس لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر آزاد کیا ہے اس پر خدا نے متذکرہ آیات نازل فرمائی آپ کو اتقیٰ کہا گیا اور دوسرے مقام پر خدا نے فرمایا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم لہٰذا آپ اللہ کے نزدیک تمام صحابہ سے افضل ہیں۔

نیز ان آیات میں یہ بھی ہے کہ ولسوف یرضیٰ اور عنقریب وہ خدا یا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ راضی ہوجائیگا اور رسول خدا کے لئے فرمایا کیا ولسوف یعطیک فترضیٰ عنقریب تیرا خدا تجھے اتنا دیگا کہ تو راضی ہوجائیگا۔

فَتَرْضٰی نے ڈالی ہین باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

فَتَرْضٰی کی یہ پیاری پیاری صدا ہے
کہ ہوگا قیامت میں چاہا تمہارا

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

ان فقیروں ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے خدا کا فضل اور رضا تلاش کرتے ہوئے وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں وہ لوگ سچے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سب ہجرت کرنے والے سچے ہیں اور ان سچے مہاجرین میں حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر کو صدیق رضی اللہ عنہ کہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر ا:

حضرت ثمامہ بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر اس وقت حاضر ہوا جبکہ باغیوں نے آپ کا محاصرہ کیا ہوا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر کے اندر سے چھت پر تشریف لائے اور نیچے جھانک کر باغیوں سے فرمایا میں خدا اور اسلام کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ تم کو یہ بات معلوم ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اس وقت مدینہ میں بیئر رومہ کے سوا کوئی میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا رسول خدا نے فرمایا کون ہے جو اس کو خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دے اسے جنت ملے گی میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید کر وقف کر دیا آج اس کا پانی پینے سے مجھے روکتے ہو اور میں کھاری پانی پیتا ہوں لوگوں نے کہا ہم جانتے ہیں اے اللہ ہم اس سے واقف ہیں پھر آپ نے فرمایا تم سے خدا اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ مسجد نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ ہو گئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین خرید کر مسجد کو دے دے اسے جنت ملے گی میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسجد میں وسعت کر دی آج تم مجھے اس میں نماز نہیں پڑھنے دیتے انہوں نے کہا اے اللہ ہم جانتے ہیں پھر آپ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم میں شبیر پہاڑ پر کھڑے تھے اسے جنبش ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھوکر مار کر فرمایا۔

اسکن شبیر فانما علیك نبی و صدیق وشهیدان۔

اے شبیر ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۲۵۳ ج ۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہا۔

دلیل نمبر ۲:

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل آیا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا حضور نے اس کو کچھ عطا فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے بھی اس سائل کو کچھ عطا فرمایا وہ یہ تمام عطیات لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا کہ آپ ان میں برکت کی دعا فرما دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان عطیات میں کیوں نہ برکت ہوگی یہ عطیات تجھے نبی کریم صدیق اور شہید نے دیئے ہیں۔ (کنز العمال ص ۱۰ ج ۳)

نزال بن سبرہ ہلال نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوش مزاجی کی حالت میں ہم نے ان سے کہا اے امیر المومنین اپنے اصحاب کے متعلق کچھ بیان فرمائیں آپ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم میرے رفیق اور ساتھی ہیں پھر ہم نے عرض کی ان کے متعلق بیان فرمائیں آپ نے فرمایا دریافت کرو ہم نے گزارش کی ابوبکر کے متعلق بیان فرمائیں آپ نے فرمایا:

زاك امرأ نسماه الله الصديق على لسان جبريل وعلى لسان محمد صلى الله عليه وسلم كان خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصلوٰة رضيه لدينا فرضيناه لدنيانا۔

(اسد الغابہ تذکرہ ابی بکر الصدیق۔ الریاض النضرۃ ص ۶۸ ج ۱)

یہ وہ شخص ہیں کہ اللہ نے جبریل ورسول خدا دونوں کی زبان پر ان کا نام الصدیق رکھا ہے اور وہ نماز میں رسول کریم کے خلیفہ قرار پائے رسول خدا نے ان کو ہمارے دین کیلئے پسند فرمایا اور ہم ان پر اپنی دنیا کے لیے راضی ہو گئے۔

ان دونوں متذکرہ احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوبکر صدیق ہیں جب دو عظیم سچے مہاجرین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے حضرت ابوبکر کا صدیق ہونا ثابت ہو گیا تو قرآن کہتا ہے کہ نبی کے بعد صدیق کا مرتبہ ہے خدا فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ۔

جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جن پر اللہ نے انعام کیا اور وہ نبی صدیق شہید اور صالحین ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیقوں کے سردار ہونے کی بنا پر تمام صحابہ سے افضل ہیں۔

بھلا کون رتبے میں ہمسر ہو ان کا
ملا جن کو صدیق نام اللہ اللہ

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ۔

پس ان میں کوئی اپنی جان پر ستم کرنے والا ہے کوئی درمیانی چال چلنے والا ہے اور کوئی نیکیوں میں آگے بڑھ جانے والا ہے اللہ کی اجازت سے یہی بڑی فضیلت ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کے بندے تین طرح کے ہیں ایک وہ جو خدا کے نافرمان ہیں دوسرے وہ جو گناہ بھی کرتے ہیں اور نیکیاں بھی کرتے ہیں اور تیسرے وہ جو اعلیٰ درجے کے مطیع اور فرمانبردار ہیں جو حسنات کی طرف

جلدی کرتے ہیں جب ہم صحابہ کرام کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ نیکیوں کی طرف بہت زیادہ سبقت کرنے والے حضرت صدیق اکبر ہیں بطورِ ثبوت دو دلیلیں ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول:

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک جان پہچان والا آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور عرض کی یا امیر المومنین میں کوفہ سے آیا ہوں اور وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے کہ وہ زبانی قرآن لکھواتا ہے حضرت ناراض ہوئے اور جوش میں آ گئے اور فرمایا تیرے لئے خرابی ہو وہ کون ہے اس نے کہا عبداللہ بن مسعود اس پر حضرت عمر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آپ اپنی پہلی حالت میں آ گئے اور فرمایا اس کو یہ حق پہنچتا ہے اور میں تم سے اسکی وجہ بیان کرتا ہوں رسول خدا رات کو اابوبکر کے ساتھ مسلمانوں کے امور سے متعلق مشورہ کیا کرتے تھے ایک مرتبہ اس مشورے میں میں بھی شامل تھا حضور اور ہم دونوں باہر آئے ہم نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا حضور اسکی قرأت سننے کھڑے ہو گئے ہم نے اس آدمی کو پہچاننا چاہا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ قرآن کو ایسے پڑھے جیسے نازل ہوا ہے وہ اس طرح پڑھے جیسے عبداللہ بن مسعود نے پڑھا ہے پھر عبداللہ بن مسعود بیٹھ کر دعا مانگنے لگے رسول خدا نے فرمایا مانگو عطا ہوگا یہ حضور نے دو مرتبہ فرمایا حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے خیال کیا میں صبح کو عبداللہ بن مسعود کو یہ بشارت دونگا چنانچہ میں صبح اس کام کے لئے گیا تو پتہ چلا کہ ابوبکر مجھ سے پہلے آ کر عبداللہ بن مسعود کو یہ خوشخبری سنا گئے ہیں۔

(صحیح ابن خزیمہ ۲/۱۸۶)

دلیل دوئم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک روز رسول خدا نے ہمیں صدقہ خیرات کا حکم دیا حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس کافی مال تھا میں نے اپنے دل میں کہا اگر ابوبکر سے کسی روز سبقت لے جانا میرے لئے ممکن ہوگا تو آج ممکن ہوگا اور میں کافی مال خرچ کر کے سبقت لے جاؤ گا چنانچہ میں آدھا مال لے کر حاضر خدمت ہوا رسول خدا نے مجھ سے پوچھا گھر والوں کے لئے تو نے کتنا چھوڑا ہے میں نے عرض کی آدھا مال پھر ابوبکر آئے ان کے پاس جو کچھ تھا سب لے آئے رسول خدا نے ان سے پوچھا گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا آئے ہو عرض کی ابقیت لهم الله ورسوله ان کے لئے خدا اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں میں نے دل میں کہا میں کبھی بھی ابوبکر سے سبقت نہ لے جاسکوں گا۔

(مشکوٰۃ ۳/۲۴۰)

کسی اللہ کے ولی سے کسی نے زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا کہ زکوٰۃ کتنی دینی چاہئے انہوں نے فرمایا کہ شریعت کا مسئلہ پوچھتا ہے یا عشق کا اس نے عرض کی دونوں ہی بتادیں فرمایا شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ مال کی زکوٰۃ ڈھائی فی صد کے حساب سے ادا کی جائے اور عشق کا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر کی طرح سب کچھ قربان کردیا جائے۔

عشق دیاں اولیاں گلاں جیڑا شرع تھیں دور ہٹاوے ہو
قاضی چھوڑ قضائیں جاون جد عشق طمانچہ لاوے ہو
لوگ ایانے متیں دیون عاشقان مت نہ بھاوے ہو
مڑن محال انہانوں حضرت باہو جناں صاحب آپ بلاوے ہو

عشق کرم دا قطعہ ازلی تیں میں دے وس ناہیں
اکناں لبدیاں ہتھ نہ آوے اکناں دیوچہ راہیں

دلیل نمبر ۵ ب:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ○

اور تو کہہ کیا برابر ہیں وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن کو خدا تعالیٰ نے علم کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے وہ ان سے افضل ہیں جن کو علم نہیں ملا نیز جو سب سے زیادہ عالم ہوگا وہ دوسروں علماء سے افضل ہوگا اور حضرت صدیق اکبر تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے لہٰذا آپ صحابہ سے افضل ہوگئے اب صدیق اکبر کے اعلم الصحابہ ہونے کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر اول:

جب رسول خدا ﷺ کی وفات ہوگئی تو عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوگئے اور انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ ادا نہ کریں گے حضرت ابوبکر نے کہا اگر مجھے لوگ اونٹ کی رسی دینے سے بھی انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کرونگا حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے کہا اے رسول خدا کے خلیفہ لوگوں سے الفت کرو اور نرمی سے پیش آؤ ابوبکر نے کہا ایام جاہلیت میں تو تم بڑے سخت اور غضب ناک تھے کیا اسلام میں داخل ہوکر پست ہمت ہوگئے ہو وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے اور دین کامل ہوچکا ہے کیا کمال پر پہنچنے کے بعد وہ میری زندگی میں کمزور اور ناقص ہوسکتا ہے۔

(مشکوٰۃ ۳/۲۴۲)

اور ایک راویت میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ واللہ لو معنوی عقالا کانو ایؤ دونہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ واسلم لقاتلتھم علی منعہ۔ (صحیحین)

خدا کی قسم جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کریگا میں اس سے لڑونگا خدا کی قسم وہ لوگ رسول خدا کو جو رسی دیتے تھے اگر مجھے نہ دیں گے تو میں اسکی عدم ادائیگی پر ان سے جنگ کرونگا۔

اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے کیونکہ کسی صحابی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی بعد میں تمام صحابہ اس بات پر متفق ہوگئے کہ صدیق اکبر نے جو کچھ کیا صحیح کیا ہے۔

دلیل دوم:

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا لوگوں کو اور فرمایا ان اللہ تعالیٰ خیر عبدا بین الدنیا وبین ماعند اللہ فاختار ذالك العبد ماعند اللہ فبکی ' ابوبکر اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ اسکے پاس ہے کے درمیان اختیار دیا اس بندے نے اس کو پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے حضرت ابوبکر اس پر روئے اور کہا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں صحابہ نے تعجب کیا کہ صدیق اکبر کیوں رو رہے ہیں۔ رسول خدا نے تو ایک بندے کا ذکر کیا ہے جسے خدا نے اختیار دیا ہے بعد میں پتہ چلا کہ اس بندے سے مراد نبی کریم کی ذات تھی اور صدیق اکبر تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے جو حقیقت حال سے آگاہ ہوگئے۔

دلیل سوم:

مسئلہ یہ ہے کہ امامت کا حقدار وہ ہے جو قرآن وسنت کا زیادہ عالم ہو رسول خدا نے فرمایا:

لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ۔

کسی قوم کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے اس قوم کا کوئی اور امام بنے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے ایام میں لوگوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں موجود تھا حضرت بلال نے عرض کی یا رسول اللہ نماز کا وقت ہوگیا آپ نے فرمایا کسی کو کہو لوگوں کو نماز پڑھادے حضرت عبد اللہ بن زمعہ باہر آئے لوگوں میں حضرت عمر موجود تھے حضرت ابوبکر موجود نہ تھے انہوں نے کہا اے عمر کھڑے ہوکر لوگوں کو نماز پڑھاؤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی کیونکہ حضرت عمر بلند آواز تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کہاں ہیں اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں حضرت ابوبکر کو بلا بھیجا وہ آئے لیکن حضرت عمر کے نماز پڑھا چکنے کے بعد پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دوبارہ نماز پڑھائی حضرت عمر۔ حضرت عبد اللہ پر ناراض ہوئے اور فرمایا تو نے میرے ساتھ کیا کیا میں تو سمجھا تھا کہ رسول خدا نے حکم دیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں نماز نہ پڑھاتا عبداللہ نے کہا خدا کی قسم نبی پاک نے حکم نہ دیا تھا جب میں نے دیکھا کہ صدیق اکبر موجود نہیں تو میں نے سوچا کہ آپ موجودہ ہیں لوگوں میں امامت کے مستحق ہیں۔

(۴/۳۲۲ مسند امام احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر کی موجودگی میں کوئی امامت کا حقدار نہیں اس لئے کہ آپ تمام صحابہ سے زیادہ عالم ہیں۔

دلیل چہارم:

حضرت میمون بن مہران سے روایت ہے کہ جب صدیق اکبر کے پاس کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس کا حل قرآن میں تلاش کرتے اگر قرآن میں اس کا حل ہوتا تو اس کا فیصلہ قرآنی حکم کے مطابق کردیتے اگر اس کا حل قرآن میں نہ ملتا تو پھر سنت رسول کی طرف رجوع کرتے اگر آپ کے علم میں سنت سے حل نہ ملتا تو لوگوں سے سنت کے بارے میں پوچھتے اگر حل مل جاتا تو فرماتے الحمد اللہ الذی جعل فینا من یحفظ عن نبینا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جو سنن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھتے ہیں اگر اس طرح بھی حل نہ ملتا تو لوگوں سے مشورہ کرتے کثرت رائے سے جو طے پاتا پاس اس کے مطابق فیصلہ فرمادیتے۔ (۳۹ تاریخ الخلفاء)

حضرت مسطح رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے یہ نادار تھے اور بدری صحابی تھے انکا خرچ صدیق اکبر برداشت کرتے تھے لیکن انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں سے موافقت کی اس پر صدیق اکبر نے قسم کھالی کہ وہ مسطح کو خرچہ نہ دیں گے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ولا یاتل اولو الفضل منکم اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں سے فضلیت والے ہیں قرآن کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپ تمام صحابہ سے زیادہ فضلیت والے ہیں اور یہ آپکی افضلیت کی واضح دلیل ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

دراوزے کے پاس مہاجرین اور انصار جمع تھے اور ایک دوسرے کی فضیلت پر بحث کرر ہے تھے اسی اثنا میں صحابہ کی آوازیں بلند ہوئیں نبی کریم سن کر باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا کرر ہے ہو عرض کی لوگوں کی بزرگی اور فضائل بیان کرر ہے ہیں آپ نے فرمایا خبردار کسی کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ فضیلت والا قرار نہ دینا وہ دنیا اور آخرت میں تم سب سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ امام محمد وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ امام زین العابدین وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ امام حسین وہ فرماتے ہیں میں اپنے باپ حضرت علی وہ فرماتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بعد از انبیاء سورج کی آنکھ نے صدیق اکبر سے افضل کسی کو نہ دیکھا۔ (ص ۳ تفسیر عزیزی)

حضرت جابر عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے آپ نے فرمایا ابھی ایک شخص آرہا ہے کہ میرے بعد اس سے بہتر خدا نے پیدا نہیں کیا اور قیامت کے دن وہ انبیاء کی طرح مرتبہ شفاعت پر فائز ہوگا کچھ دیر کے بعد حضرت ابوبکر تشریف لے آئے اللہ کا نبی کھڑا ہوگیا اور انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بغلگیر ہوئے۔ (۲۱۳/۳ تفسیر عزیزی)

بلا کون رتبے میں ہمسر ہو ان کا

ملا جن کو صدیق نام اللہ اللہ

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

اور جو اللہ اور رسول کا حکم مانے تو اسے انکا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے

فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

اس آیت میں نبیوں کے بعد صدیقوں کا ذکر ہوا لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد الانبیاء تمام امت سے افضل ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے خاص تجلی سے سرفراز فرمائیگا اور باقی عام لوگوں کو عام تجلی سے نوازے گا۔

(۲/۴۸۰ مسند الفردوس)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو بکر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ تک میری ظاہری زندگی میں ایمان لانے والوں کے برابر خدا مجھے ثواب عطا فرمائیگا اور میر بعثت سے لے کر قیامت تک جتنے ایمان لائیں گے ان سب کے برابر خدا تجھے ثواب دے گا۔

(۲/۴۸۰ مسند الفردوس)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے دیکھا کہ حضرت ابو درداء، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم کے آگے آگے چل رہے ہیں آپ نے فرمایا اے ابو درداء تو اس شخص کے آگے چل رہا ہے کہ بعد الانبیاء اس سے افضل سورج نے کسی کو دیکھا نہیں بعد میں حضرت ابو درداء ہمیشہ صدیق اکبر کے پیچھے چلتے۔ (۹/۴۳ مجمع الزوائد)

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا آپ نے توجہ فرمائی لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر فرمایا ابھی ابھی حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے بعد آپکی امت سے افضل ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۹/۴۴ مجمع الزوائد)

حضرت حکیم بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے سنا۔

خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۳/۳۵۱ طبرانی اوسط)

پس ازانبیاء سب سے اونچا ہے نامی
رفیق نبی کا مقام اللہ اللہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں فرمایا۔

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ۔

ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی میں امامت کا مصلا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ میری امت میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہے۔ اگر کوئی اور ان سے بہتر ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو امام بناتے پس معلوم ہوا کہ آپ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور بعد الانبیاء تمام امت سے افضل ہیں۔ (۷/۲۴۱ تفسیر قرطبی)

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا تو اس پر نور سے یہ کلمہ لکھا اور قلم کا طول اتنا تھا جتنا مشرق اور مغرب کا درمیانی فاصلہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ انہی کی وجہ سے اطاعت نہ کرنے پر مواخذہ کرونگا اور انہی کی وجہ سے اطاعت کرنے پر عطا کرونگا انکی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور پھر ساری امت میں ابوبکر افضل ہیں۔

(۶/۱۳۸ کنزالعمال)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ان الله نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی الله علیه وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی الله علیه وسلم فوجد قلوب اصحابه خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیه صلی الله علیه وسلم یقاتلون عن دینه○

(ص ۲ مطلع القمرین)

خدا تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تمام بندوں کے دل سے بہتر پایا پس ان کو چن لیا اور اپنا رسول بنا کر بھیجا پھر قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قلوب بندگان کو ملاحظہ فرمایا تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سب سے بہتر نظر آئے ان کو اپنے نبی کا وزیر کیا اور اس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں حضور کے وزیر صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں حضور نے فرمایا

فاما وزیرای من اهل الارض فابوبکر وعمر۔

زمین پر میرے دو وزیر صدیق اکبر اور فاروق ہیں

اور خدا نے نبی کریم کے بعد ان کے دلوں کو سب سے زیادہ بہتر پایا ہے لہٰذا یہ دونوں پوری امت سے بہتر ہیں اور وزیروں میں پہلے صدیق اکبر ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ صدیق اکبر بعد الانبیاء تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم آتانی جبریل آنفا فقلت یا جبریل حدثنی بفضائل عمر فقال لو حدثتك بفضائل عمر بن الخطاب منذ مالبث نوح فی قومه ما نفدت فضائل عمر وان عمر حسنة من حسنات ابی ابکر۔ (مسند ابی یعلیٰ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی میرے پاس جبریل آئے میں نے کہا اے جبریل میرے سامنے عمر کے فضائل بیان کرو جبریل نے عرض کی اگر میں عمر کے فضائل اتنی مدت تک بیان کروں جب تک حضرت نوح اپنی قوم میں رہے فضائل عمر ختم نہ ہوں اور بے شک عمر صدیق اکبر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نیکیوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ اور یہ آپکی دلیل افضلیت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ابوبکر وعمر خیر الاولین والاخرین وخیر اھل السموات وخیر اھل الارض الا النبیین والمرسلین۔ (۴۰ مطلع القمرین)

صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہم اولین و آخرین اہل سماوات اہل زمین سب سے افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔

اور صدیق اکبر، حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد الانبیاء تمام نوع بشر سے افضل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا پوری امت میں افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور ان دونوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہیں لہٰذا آپکی افضیلت ثابت ہوئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چاندنی رات میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس میری گود میں تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کسی کی اتنی نیکیاں ہیں جتنے آسمان پر ستارے ہیں آپ نے فرمایا ہاں عمر کی

نیکیاں اتنی ہی ہیں پھر میں نے پوچھا ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صدیق اکبر کی نیکیاں سب سے زیادہ ہیں اس لئے آپ بعد الانبیاء سب سے افضل ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل ھذہ الامة بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر وعثمان فیسمع ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ۔ (طبرانی کبیر)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے نبی کے بعد اس امت کے افضل ابوبکر عمر اور عثمان ہیں نبی کریم سن کر انکار نہ فرماتے معلوم ہوا صدیق اس امت کے سب سے افضل انسان ہیں کہ انکا نام پہلے آیا۔

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر۔ (طبرانی کبیر)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روح القدس جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی آپ کے بعد آپکی امت کے بہتر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتانی جبریل فقلت من یھا جرمعی قال ابوبکر وھویلی امرامتک من بعدک وافضل امتک۔ (مسند الفردوس)

جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے میں نے کہا میرے ساتھ کون ہجرت کریگا عرض کیا ابوبکر اور وہ امر امت کا والی ہوگا آپ کے بعد اور وہ حضور کی

تمام امت سے افضل ہے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے حضرت حسن بن زید فرماتے ہیں مجھے میرے والد ماجد حضرت زید بن حسن نے اپنے والد ماجد امام حسن اورانہوں نے اپنے والد حضرت علی شیر خدا سے حدیث بیان فرمائی۔

کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابوبکر وعمر فقال یا علی هذان سیدا کهول اهل الجنة وشبا بها بعد النبیین والمرسلین۔

(ابن ماجہ)

میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھا کہ ابوبکر اور عمر سامنے سے آئے حضور نے ارشاد فرمایا اے علی یہ دونوں سردار ہیں بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء اور مرسلین کے۔

اس حدیث میں بھی صدیق اکبر کا نام پہلا ہے جو آپکی افضیلت کی دلیل ہے۔

حضرت صدیق اکبر امت کے پہلے مبلغ ہیں اس بات میں تو اختلاف ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ پہلے ایمان لائے یا صدیق اکبر لیکن اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب حضرت علی ایمان لائے تو وہ بچے تھے اور حضرت صدیق اکبر جوان آدمی تھے انہوں نے ایمان لاتے ہیں تبلیغ اسلام شروع کی گویا آپ نے سب سے پہلے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا اور حدیث میں ہے۔

من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیامة۔

جس نے کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو اس کا ثواب ہوگا اور قیامت تک عمل کرنے والوں کے برابر بھی اسے ثواب ہوگا۔

اس سے ثابت ہوا کہ امت میں سب سے زیادہ اجر وثواب صدیق اکبر

کو ہوگا لہٰذا آپ تمام امت سے افضل ہیں۔

جب مسطح تہمت لگانے والوں کے ساتھ شامل ہو گئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد بند کردی پھر ارشاد خدا کی تعمیل کرتے ہوئے آپ نے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے مسطح کی امداد دوبارہ بحال کردی اور نفس کے ساتھ جہاد کافروں کے ساتھ جہاد سے بڑا ہے حدیث میں ہے رجعنا من الجھاد الا صغر الی الجھاد الا کبر لہٰذا آپ نے مسطح کی امدا بحال کر کے جہاد اکبر کیا ہے اور یہ بھی آپکی فضیلت کی دلیل ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امیر آدمی تھے اور غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتے تھے مثلاً آپ نے حضرت بلال اور عامر بن فہیر کو خرید کر آزاد کیا اور اسی طرح آپ حضرت مسطح پر خرچ کرتے تھے گویا آپ ان کے لئے محسن تھے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ مع الذین اتقو والذین ھم محسنون۔

بے شک اللہ پرہیزگاروں اور محسنوں کے ساتھ ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے علاوہ ازیں حدیث میں آیا ہے کہ خیر الناس من ینفع الناس تمام لوگوں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے لہٰذا اس لحاظ سے آپ تمام لوگوں سے بہتر اور افضل ہیں۔

خدا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا چاہیئے کہ وہ معاف کردیں اور درگزر کریں اور امام رازی نے لکھا ہے کہ جو معاف کرنے میں قوی ہو وہ تقویٰ میں قوی ہوتا ہے آپ نے مسطح کو معاف کیا جو متقی ہونے کی دلیل ہے اور خدا فرماتا ہے۔ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔

تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

مقامات صدیق رضی اللہ عنہ حصہ دوم

عندالرسول مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَاصَبَّ اللّٰهُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَكْرٍ۔

(۳۲۷ سبع سنابل)

جو چیز اللہ نے میرے دل میں القاء فرمائی میں نے صدیق اکبر کے دل میں ڈال دی۔

حدیث نمبر ۲:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی یا اللہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَكْرٍ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَوْحٰی اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اِلَیْهِ اَنَّ اللّٰهَ قَدِاسْتَجَابَ لَكَ۔ (۱۱/۹۰ الریاض النضرة)(۲/۳۸ حلبیہ)

اے اللہ قیامت کے روز ابوبکر کو میرے درجے میں میرے ساتھ رکھنا اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمالیا۔

حدیث نمبر ۳:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا معراج کی رات میں نے سبز رنگ کے جوہر نفیس پر نور کی قلم سے لکھا ہوا دیکھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبکر الصدیق۔

(۱۱/۵۴۹ کنز العمال)

حدیث نمبر ۴:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اخی فی الدنیا والآخرۃ۔
ابوبکر دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ (۱۱/۵۴۴ کنز العمال)

حدیث نمبر ۵:

حضرت عبداللہ بن زمعۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ مرض وفات میں تھے میں ایک دن آپ کے پاس بیٹھا تھا کہ بلال آئے اور عرض کی یارسول اللہ نماز کا وقت ہوگیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عبداللہ بن زمعۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں باہر آیا دیکھا کہ لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں صدیق موجود نہیں میں نے کہا اے عمر لوگوں کو نماز پڑھاؤ وہ نماز پڑھانے کھڑے ہوگئے انکی آواز بلند تھی نبی کریم ﷺ نے سن لی فرمایا ابوبکر کہاں ہے آپ نے دو مرتبہ فرمایا اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں پھر ابوبکر کو بلا بھیجا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کے بعد آئے اور انہوں نے پھر لوگوں کو نماز پڑھائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زمعۃ سے فرمایا تو نے میرے ساتھ کیا کیا میں تو سمجھا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں نماز نہ پڑھاتا عبداللہ فرماتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم مجھے رسول خدا نے ایسا کرنے کا حکم نہ دیا تھا لیکن ہوا یہ کہ میں نے جب ابوبکر کو نہ دیکھا تو میں نے خیال کیا کہ آپ سے بڑھ کر امامت کا مستحق کوئی نہیں۔ (۴/۳۲۲ مسند امام احمد) (۴۱ طبرانی اوسط)

حدیث نمبر ۶:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن عرش کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ایک منبر بچھایا جائیگا اور عرش ہی کے سامنے میرے لئے ایک منبر بچھایا جائیگا اور ایک کرسی ابوبکر صدیق کے لئے رکھی جائیگی ایک منادی ندا کریگا صدیق تو کتنا خوش قسمت ہے کہ خلیل اور حبیب کے درمیان تشریف فرما ہے۔ (۴/۳۸۶ تاریخ بغداد)

حدیث نمبر ۷:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من رانی فی المنام فقدرانی فان الشیطان لا یتمثل بی ومن رانی ابابکر الصدیق فی المنام فقدراٰہ فان الشیطان لا یتمتل بہ۔

(۸/۳۲۴ تاریخ بغداد)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا شیطان میری مثل نہیں ہوسکتا اور جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ ہی کو دیکھا شیطان انکی مثل نہیں ہوسکتا۔

حدیث نمبر ۸:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس رات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی خدا تعالیٰ نے جنات عدن سے فرمایا مجھے قسم ہے میری عزت اور میرے جلال کی تجھ میں صرف وہ داخل ہوگا جو اس پیدا ہونے (صدیق اکبر) سے محبت کریگا۔ (۲/۲۱۸ مسند الفردوس)

حدیث نمبر ۹:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا معراج کی رات میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوا خدا نے ارشاد فرمایا اے احمد ﷺ اہل زمین کو کس کے حوالے کر کے آئے ہو میں نے عرض کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے آیا ہوں خدا نے فرمایا تیرے بعد وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اس کو میرا اسلام کہنا۔ (مسند الفردوس ۲/۲۱۹)

حدیث نمبر۱۰:

ایک روایت میں ہے کہ صدیق اکبر روزانہ پوچھتے تھے کہ ایمان کیا ہے حضور ﷺ ان کو ان کے درجہ سے بڑھ کر بتلا دیا کرتے تھے اور ابوبکر روزانہ خود کو اسی درجہ پر پہنچا دیتے تھے پھر سوال کرتے حضور پھر ان کے ایمان سے بڑھ کر دوسرا مقام بتا دیتے روزانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان بڑھتا رہا اور اس مرتبہ پر پہنچا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر ابوبکر کا ایمان میری امت کے تمام ایمان کے ساتھ تولا جائے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان سب سے بھاری ہو جائیگا۔

(۶۸ سبع سنابل)

عند الملائکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام

حدیث نمبر۱:

جب نبی کریم معراج کی رات سدرہ سے آگے رفرف پر بیٹھ کر تنہا روانہ ہوئے تو تنہائی سے آپ کو گھبراہٹ پیدا ہوئی اور آپ پر وحشت طاری ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپکی گھبراہٹ اور وحشت کو دور فرمانے کے لئے ایک فرشتہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ صدیق اکبر کی آواز کے مشابہ آواز نکالے چنانچہ اس فرشتے نے کہا۔

قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ اے محمد ٹھہر جاؤ آپ کا رب صلوٰۃ

پڑھتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ذہن صلوٰۃ سے نماز کے معنی کی طرف متوجہ ہوا اور آپ حیران اور متعجب ہوئے کہ رب نماز پڑھتا ہے تب اللہ نے تعجب کو دور کرنے کے لئے یہ آواز سنائی۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ وہ اور اس کے فرشتے تم پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔

فرشتے نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشابہ آواز اس لئے نکالی کہ تنہائی میں نبی کریم کا دل بہلتا ہے تو صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بہلتا ہے۔

(۱/۷۶۶ شرح مسلم)

حدیث نمبر۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کی رات نبی کریم ﷺ نے جبریل سے فرمایا: اِنَّ قَوْمِیْ لَا یُصَدِّقُوْنِیْ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِیْلُ یُصَدِّقُكَ اَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّیْقُ میری قوم میرے واقعہ معراج کی تصدیق نہ کریگی جبریل نے کہا ابوبکر تصدیق کریگا اور وہ صدیق ہے۔

(۸/۸۵ طبرانی اوسط)(۱۱/۵۵۵ کنز العمال)

حدیث نمبر۳:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی صدیق اکبر کو گالیاں دیتا تھا جبکہ نبی کریم قریب موجود تھے اور ابوبکر خاموش تھے جب وہ آدمی گالیاں دے کر خاموش ہوگیا تو ابوبکر نے اس کی گالیوں کا جواب دیا نبی کریم اٹھ کھڑے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے ہولئے اور عرض کی یا رسول

اللہ ﷺ وہ آدمی مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ بیٹھے رہے اور جب میں نے جواب دیا آپ اٹھ کر چل دیئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسکی گالیوں کا جواب ایک فرشتہ دے رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا تو جھوٹا ہے جب تو نے جواب دیا تو درمیان میں شیطان کود پڑا میں نے بیٹھنا پسند نہ کیا۔ (۸/۱۱۸ طبرانی اوسط)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب سے فرشتے نے جواب دیا اگر کوئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا کلمات کہے گا تو آپکا دفاع کرنا اور آپکی طرف سے جواب دینا یہ نوریوں کا طریقہ ہے جو روافض صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں بکواس کرتے ہیں الحمدللہ ہم اہلسنت ان کو جواب دے کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہیں اور اس طرح ہم نوریوں کی سنت پر عمل کرتے ہیں اور یقیناً ہمارے اس طریقے سے نبی کریم ﷺ خوش ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہے۔

(۶/۸۲ مجمع الزوائد) (۱/۲۸۳ مسند ابی یعلیٰ) (۳/۱۳۴ المستدرک)

حدیث نمبر ۵:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان دنیا پر اسی ہزار فرشتے ہیں جو ان لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں جو صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے ہیں اور دوسرے آسمان پر پھر اسی ہزار فرشتے ہیں جو ان لوگوں پر لعنت کرتے ہیں جو صدیق اکبر اور فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ (۳۸۴/۷ تاریخ بغداد)

حدیث نمبر ۶:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن بہت سے لوگ جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر فرمارہے ہیں تمام نیکیاں خدا کی طرف سے ہوتی ہیں اور برائیاں لوگوں کی طرف سے ہوتی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نیکی اور بدی سب من جانب اللہ ہوتی ہے کچھ لوگ صدیق اکبر کے طرفدار بن گئے ہیں اور کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرفدار بن گئے میں ان بحث مباحثہ ہو رہا ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں تاکہ آپ فیصلہ فرما دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا عجیب اتفاق ہے کہ آسمان میں بھی یہی جھگڑا ہو رہا ہے میکائیل نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول کی موافقت کی ہے اور جبریل علیہ السلام نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کی مطابقت کی ہے بعدازاں جبریل نے میکائیل سے کہا جب ہم آسمان والے باہم اختلاف کرنے لگے ہیں تو زمین والے بطریق اولیٰ آپس میں اختلاف کریں گے آؤ اسرائیل سے فیصلہ کرواتے ہیں وہ ان کے پاس گئے انہوں نے فیصلہ یہ کیا کہ۔

اَلْقَدْرُ خَیْرُہٗ وَشَرُّہٗ وَحُلْوُہٗ وَمُرُّہٗ کُلُّہٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

اچھی بری تقدیر میٹھی اور کڑوی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

بعدازاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر سے فرمایا اے ابوبکر اگر خدا تعالیٰ چاہتا کہ کوئی گناہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ شیطان کو پیدا نہ کرتا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔

(۳۱۱/۳ طبرانی اوسط۔ ۳۶۱/ تفسیر عزیزی)

حدیث نمبر ۷:

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام صحابہ میں سے صرف حضرت ابوبکر صدیق کو یہ مرتبہ حاصل تھا کہ آپ حضرت جبریل کی آواز سن لیتے تھے جب کہ وہ نبی کریم سے بات کرتے تھے لیکن انکی صورت نہ دیکھ پاتے تھے۔

(۳۵۹/التفسیر عزیزی)

شیخین حضرات

حدیث نمبر ۱:

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے نبی کریم نے فرمایا۔

هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ يَا عَلِيُّ لَا تُخْبِرْهُمَا۔ (۱۳/۵ کنز العمال)

یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں سوائے انبیاء اور مرسلین کے اے علی ان دونوں کو خبر نہ کرنا۔

حدیث نمبر ۲:

سوید بن غفلۃ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے دور خلافت میں اور عرض کی یا امیر المومنین میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی باتیں کر رہے تھے جن کے وہ اہل نہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار کو پیدا فرمایا ان دونوں سے محبت وہ کریگا جو صاحب

فضیلت مومن ہوگا اور ان سے بغض وہ رکھے گا جو بد بخت ہوگا۔

(۱۳/۸ کنز العمال)

حدیث نمبر ۳:

عبد خیر کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا انہوں نے فرمایا حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں نے عرض کی آپ سے بھی پہلے آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار کو پیدا کیا یہ دونوں جنت کے پھل کھا رہے ہونگے اور جنت کے پانی سے سیراب ہورہے ہونگے اور بستروں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے اور میں حساب میں مغموم ہونگا۔

حدیث نمبر ۴:

عبداللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں اگر چاہوں تو تیسرے کا نام بھی بتا سکتا ہوں جو مجھے ان دونوں سے افضل قرار دے گا اسے میں دردناک سزا دونگا آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جو ہماری محبت کا دعویٰ کریگی وہ صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں گے حالانکہ میں نے ایک سائل کو دیکھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان سے سوال کیا ان سب نے اس کو دیا وہ یہ سارے پیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا اور کہا ان میں برکت کی دعا کردو فرمایا ان میں برکت کیسے نہ ہوگی یہ تجھے نبی نے صدیق نے اور شہید نے دئیے ہیں۔ (۱۳/۹ کنز العمال)

حدیث نمبر ۵:

حضرت ابوالمعتمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال ہوا آپ نے فرمایا یہ دونوں قیامت کے دن ان ستر آدمیوں کے وفد میں ہونگے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونگے اور ان کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا تھا کہ یا اللہ یہ دونوں مجھے دے دیۓ جائیں لیکن خدا نے یہ دونوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیۓ گیۓ۔ (۱۰/۱۳ کنز العمال)

حدیث نمبر ۶:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تم دونوں کی مثال فرشتوں اور نبیوں میں بیان کروں پھر فرمایا اے صدیق تیری مثال فرشتوں میں حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح ہے جو رحمت نازل کرتا ہے اور نبیوں میں تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے جب ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو انہوں نے رب کی بارگاہ میں عرض کی۔

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

جو میری اتباع کریں وہ میرے ہیں اور جو میری نافرمانی کریں ان کو بخشنے والا اور ان پر رحم فرمانے والا ہے۔

اور اے عمر فرشتوں میں تیری مثال جبریل امین کی طرح ہے جو اللہ کے دشمنوں پر عذاب نازل کرتا ہے اور نبیوں میں تیری مثال نوح علیہ السلام کی طرح ہے جنہوں نے کافروں کی ہلاکت کی دعا مانگی تھی۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِیْنَ دَیَّارًا۔

اے میرے رب کافروں کو زمین پر آباد نہ چھوڑ (۱۴/۱۳ کنز العمال)

حدیث نمبر ۷:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار وزیراں سے میری مدد فرمائی پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ چار وزیر کون ہیں فرمایا دو آسمانی ہیں اور دو زمینی ہم نے عرض کی آسمانی وزیر کون ہیں فرمایا جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام پھر ہم نے پوچھا زمینی وزیر کون ہیں فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ۔ (۱۴/۱۳ کنز العمال)

وزیر بادشاہوں کے ہوتے ہیں چونکہ آپ کے وزیر آسمانوں میں بھی ہیں زمین میں بھی ہیں۔

لہٰذا زمینوں کے بھی بادشاہ اور آسمانوں کے بھی۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

اور خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔

جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

اس آیت سے معلوم ہوا جو جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے وہ کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے اور جس طرح جبریل

ومیکائیل حضور کے وزیر ہیں اسی طرح صدیق اکبر اور فاروق اعظم بھی حضور کے دشمن ہیں لہٰذا انکا دشمن بھی کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے اور خدا ایسے لوگوں کا دشمن ہے۔

حدیث نمبر ۸:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بروز قیامت کچھ لوگ ہونگے ان کو خدا کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائیگا پھر حکم ہوگا کہ ان کو جہنم کی طرف لے جاؤ پھر دوزخ کے فرشتے ان کو پکڑ کر دوزخ کے قریب لے جائیں گے اور مالک جہنم ان کو پکڑنا چاہیے گا لیکن اللہ رحمت کے فرشتوں سے فرمائیگا ان کو واپس لاؤ ان کو واپس لایا جائیگا ان کو کافی دیر تک خدا کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائیگا پھر اللہ فرمائیگا اے میرے بندوں میں نے تمہیں تمہارے گناہوں کی بنا پر جہنم کا حکم دیا اور اب میں نے تمہارے گناہ اس لئے معاف کر دیئے کہ تم صدیق اکبر اور عمر سے محبت کرتے تھے۔ (۱۳/۱۷ کنز العمال)

حدیث نمبر ۹:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آسمان میں ایک گھوڑا دیکھا جو کھڑا ہے اس پر زین ہے لگام بھی ہے نہ لید کرتا ہے نہ پیشاب کرتا ہے اور نہ اسے پسینہ آتا ہے اسکا سر سرخ یاقوت کا ہے اور اس کے پاؤں سبز زبرجد کے ہیں اور بدن زرد عقیق کا ہے اور اس کے پر ہیں میں نے کہا یہ کس کے لئے ہے جبریل نے عرض کی یہ ان کے لئے ہے جو صدیق اکبر اور عمر سے محبت کرتے ہیں اور اس پر سوار ہو کر قیامت کے روز خدا کی زیارت کریں گے۔ (۱۱/۲۴۲ تاریخ بغداد)

حدیث نمبر ۱۰:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انسان بھی پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں اس مٹی کے جوہر ہوتے ہیں جس سے وہ پیدا ہوتا ہے جب اس کی موت قریب ہوتی ہے تو وہ اس مٹی کے قریب آ جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا تھا حتیٰ کہ وہ اسی زمین میں مر کر دفن ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی مٹی میں ہم (تینوں) دفن ہونگے۔ (۱۳/۴۱ تاریخ بغداد)

حدیث نمبر ۱۱:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم زمین پر نازل ہونگے نکاح کریں گے انکی اولاد ہوگی وہ ۴۵ برس دنیا میں رہیں گے پھر وہ وفات پا جائیں گے اور میری قبر کے پاس دفن ہونگے اور قیامت کے دن میں اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم اس حال میں اٹھیں گے کہ صدیق اکبر اور عمر ہم دونوں کے درمیان ہونگے۔ (۳/۵۱ مشکوٰۃ)

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

حدیث نمبر ۱۲:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے خواب دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند آ گرے میں نے یہ خواب ابوبکر کے سامنے پیش کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور وہ میرے حجرے میں دفن ہوئے تو صدیق اکبر نے کہا اے عائشہ یہ تیرے چاندوں میں سے ایک ہے اور یہ ان سے بہتر ہے پھر

جب ابوبکر کی وفات ہوئی اور وہ دفن ہوئے تو کہا گیا یہ دوسرا چاند ہے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور وہ دفن ہوئے تو کہا گیا یہ تیسرا چاند ہے۔

(۳۲۲ تنبیہ الغافلین)

حدیث نمبر ۱۳:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقتدوابا للذین من بعدی ابی ابوبکر وعمر۔

میرے بعد ان دو کی پیروی کرنا ابوبکر اور عمر (۸/۸۷ طبرانی اوسط)

حدیث نمبر ۱۴:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لکل نبی خاصةً من صحابه وان خاصتی من اصحابی ابوبکر وعمر۔

ہر نبی کے اصحاب میں سے اس نبی کے کچھ خاص صحابی ہوتے ہیں اور میرے صحابہ میں سے میرے خاص صحابی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۱۰/۷۷ طبرانی کبیر)

مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کی نظر میں

عہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ا:

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے آیا ہوں جو زبانی قرآن لکھاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور کہا کیا کہہ رہے ہو اور آپ غصے میں آ گئے اس آدمی نے کہا میں سچ کہہ رہا ہوں آپ نے پوچھا کون ہے اس نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ نے فرمایا وہ اس کا حقدار ہے اور میں تمہیں عبداللہ کی ایک بات بتاتا ہوں ہم ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کافی رات تک باتیں کرتے رہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے پھر ہم چلے میرے اور صدیق اکبر کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے ہم مسجد تک آئے دیکھا کہ ایک آدمی قرآن پڑھ رہا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سننے کے لئے کھڑے ہو گئے اور حضور نے اشارہ فرمایا خاموش رہو قرآن پڑھ کر اس نے رکوع کیا پھر سجدہ کیا پھر دعا مانگی اور مغفرت کی دعا مانگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگو عطا ہوگا پھر فرمایا جو قرآن کو اس طرح پڑھنا چاہے جیسے نازل ہوا اور وہ اس طرح پڑھے جیسے عبداللہ بن مسعود نے پڑھا پھر ہمیں پتہ چلا کہ یہ عبداللہ بن مسعود ہے جب صبح ہوئی تو میں یہ بشارت سنانے کے لئے عبداللہ بن مسعود کے گھر گیا پتہ چلا مجھ سے پہلے یہ بشارت صدیق اکبر سنا کر چلے گئے ہیں ابوبکر ہر کار خیر میں مجھ سے سبقت لے جاتے ہیں۔ (۹/۶۹ طبرانی کبیر)(۲/۱۸۶ صحیح ابن خزیمہ)(۲/۲۲۷ المستدرک)(۱/۱۲۴ حلیہ)

حدیث نمبر۲:

ابو رجا العطاردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مدینے آیا دیکھا کہ لوگوں کا اجتماع ہے اور ان کے درمیان ایک آدمی ہے جو دوسرے آدمی کے سر کو چوم رہا ہے اور کہہ رہا ہی میں آپ پر قربان اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہوجاتے میں نے پوچھا یہ سر چومنے والا کون ہے جس کا سر چوما رہا ہے یہ کون ہے مجھے بتایا گیا کہ چومنے والا عمر ہے اور جسکا سر چوما جارہا ہے وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے اور سر اس لئے چوما جارہا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ نہ دینے والے مرتدوں سے جہاد کیا ہے۔ (۱۲/۴۹۶ کنز العمال)

حدیث نمبر۳:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ کچھ لوگ مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دیتے ہیں آپ نے ان کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا یا شرقوم اے برے لوگو اور برے قبیلے کے لوگو انہوں نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا تم نے مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو تمنا کرتا ہوں کاش مجھے جنت میں وہ جگہ مل جائے جہاں سے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دیدار کرلیا کروں۔

حدیث نمبر۴:

ایک مرتبہ مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا جنات عدن میں ایک محل ہے جس کے پانچ سو دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ سو حورعین ہیں اور اس میں نبی داخل ہوگا پھر آپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ فرماکر اے صاحب قبر آپ کو مبارک ہو پھر فرمایا اس محل میں صدیق داخل

ہو گا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوبکر تجھے مبارک ہو پھر فرمایا اس محل میں شہید داخل ہو گا پھر اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا اے عمر تجھے شہادت کیسے مل سکتی ہے پھر فرمایا جس اللہ نے نے ہجرت کی توفیق دی ہے وہ مجھے شہادت سے بھی سرفراز فرما سکتا ہے بعد میں مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو مجوسی نے آپ کو شہید کیا۔(۱۹۶/۱۰ اطبرانی اوسط)

حدیث نمبر ۵:

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ فرماتے جب حضرت صدیق اکبر کے پاس کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس کا فیصلہ اس طرح فرماتے کہ پہلے کتاب اللہ میں اس کا حل تلاش کرتے اگر مل جاتا تو فیصلہ فرما دیتے اور اگر کتاب اللہ میں حل نہ ملتا تو سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اگر حل مل جاتا تو فیصلہ فرما دیتے اگر حل نہ ملتا تو مسلمانوں سے پوچھتے فرماتے میرے پاس مقدمہ آیا ہے میں نے کتاب وسنت میں غور کیا مجھے اس کا حل نہ ملا کیا تمہیں اس بارے میں کچھ معلوم ہے بعض لوگ بتا دیتے تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے اور فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْنَا مَنْ یَّحْفَظُ عَنْ نَبِیِّنَا۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ پیدا کئے جو ہمارے نبی کی سنت کو محفوظ رکھتے ہیں۔

اور اگر لوگوں کو بھی اس سلسلے میں نبی کریم کی کوئی حدیث یاد نہ ہوتی تو علماء کو بلاتے اور ان سے مشورہ کرتے جب ایک رائے قائم ہو جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پہلے قرآن وسنت میں نظر کرتے اگر حل نہ ملتا تو حضرت صدیق اکبر کے فیصلوں کو دیکھتے اگر آپ کے فیصلوں میں حل

مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔ وگرنہ تو اصحاب رائے کو بلا کر ان کی رائے کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔ (۶۰۰/۵ کنز العمال)

عند علی المرتضٰی مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱:

محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے دور خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے سوال کیا کہ امت میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے لوگوں نے عرض کی یاامیر المومنین آپ سب سے بہادر ہیں آپ نے فرمایا میں نے جس شخص سے مقابلہ کیا اس کے ساتھ برابر رہا یا غالب آیا تمام قوم سے زیادہ بہادر ابوبکر ہے پھر آپ نے قریش بدر کے موقع پر حفاظت کرنے کا حال بیان فرمایا کہ مشرکین اور کفار کی طرف سے نبی کریم پر حملہ کا سخت خطرہ تھا اس وقت صرف ابوبکر تھے جس نے آپ کی حفاظت کی ڈیوٹی ادا کی جو مشرک ادھر رخ کرتا صدیق اکبر اس کا منہ پھیر دیتے۔ (۱۲۱/۱ الریاض النصرۃ)

حدیث نمبر ۲:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ چار انسان بڑے صاحب فراست ہوئے ہیں ان میں دو عورتیں ہیں اور دو مرد، پہلی عورت صفورا بنت حضرت شعیب علیہ السلام ہے جن کی فراست حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھی انہوں نے فرمایا۔

يَاأَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ۔

اور ایک مردِ عزیزِ مصر تھا جس نے حضرت یوسف کے باری میں کہا تھا۔

وَقَالَ الَّذِيْ اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا۔

اور مصر کے جس شخص نے اسے خریدا وہ اپنی عورت سے بولا انہیں عزت سے رکھو شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں۔

اور دوسری عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تھی جن کی فراست یہ تھی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا اپنے چچا سے یہ اس امت کے نبی ہونے والے ہیں ان سے میری شادی کر دو اور دوسرے آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جسنے فرمایا میری فراست یہ کہتی ہے کہ میں اپنے بعد حکومت کا کاروبار عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کردوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ عمر کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنائیں گے تو ہم راضی نہ ہوں گے صدیق نے کہا آپ نے ہمیں خوش کر دیا اور ہم نبی کریم کی حدیث سے آپ کو خوش کر دیتے ہیں میں نے عرض کی وہ کیا فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا پل صراط وہ پار کرے گیا جس کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحریر کردہ راہداری ہو گی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا وہ یہ کہ آپ نے فرمایا اے علی اس کے لئے راہداری نہ لکھ کر دینا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو گالیا دیتا ہو کیونکہ یہ دونوں بعد الانبیاء ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں۔(۱۰/۳۵۷ تاریخ بغداد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو خدا کی عبادت نہ کی جاتی یہ بات دو تین مرتبہ فرمائی آپ سے کہا گیا اے ابوہریرہ وہ کیوں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سو صحابہ کا لشکر دے کر اسامہ بن زید کو شام کی طرف بھیجا جب وہ لشکر مقام ذی خشب پہنچا تو نبی کریم کا انتقال ہو گیا اور مدینہ کے گرد ونواح کے دیہاتی مرتد ہو گئے لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے لشکر اسامہ کو واپسی کا حکم دیں مدینہ کے گرد ونواں کے لوگ مرتد ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر کتے ازواج نبی کے پاؤں سے پکڑ کر کھینچ لے جائیں میں پھر بھی اس لشکر کو واپسی کا حکم نہ دوں گا جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور نہ اس جھنڈے کو کھولوں گا جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر روانہ ہوا تو ہر وہ قبیلہ جو مرتد ہونا چاہتا تھا یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا اگر مسلمانوں کے پاس عسکری قوت نہ ہوتی تو اتنا بڑا لشکر نہ روانہ کرتے لیکن روم کے معرکہ تک دیکھو کیا بنتا ہے لیکن یہ لشکر فتح کے شادیانے بجاتا واپس لوٹا اور لوگ مرتد ہونے سے باز رہے۔

(کنز العمال ۵/۶۰۲)

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے

درمیان تلخ کلامی ہوگئی آپ کی باتیں مجھے اچھی نہ لگیں آپ نے فرمایا اے ربیعہ تم بھی مجھے ایسی باتیں کہہ لوتا کہ قصاص ہو جائے میں نے کہا میں آپ کے بارے میں کوئی بات نہ کروں گا صدیق رضی اللہ عنہ ،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چلے لیکن میں نے آپ کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ استعمال نہ کیا کیونکہ آپ صدیق ہیں آپ ثانی اثنین ہیں آپ مسلمانوں کے بزرگ ہیں اورایک وجہ یہ بھی تھی کہ اگر میں ان کے بارے میں کوئی برا لفظ منہ سے نکالتا اوراس سے وہ ناراض ہو جاتے تو ان کی ناراضگی نبی کریم کی ناراضگی کا سبب بن جاتی جب صدیق نبی کریم کی بارگاہ میں پہنچے تو میں بھی پہنچ گیا نبی کریم نے فرمایا اے ربیعہ تیرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان کیا ماجرا ہوا میں نے عرض کر دیا میں نے عرض کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا تم بھی مجھے ایسی باتیں کہہ لو میں نے کہا میں نہ کہوں گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ٹھیک کیا پھر فرمایا اے صدیق خدا تجھے معاف فرمائے۔ (۸۔۷انوار صدیق)

مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی کنیت اور القابات کے آئینے میں

ابوبکر

آپکی کنیت ابوبکر ہے یعنی بکر کا باپ حالانکہ آپکی اولاد ذکورواناث میں کوئی بھی بکرنہیں پھرآپ کوابوبکر کیوں کہا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ بکر کے معنی ہیں صبح خدانے فرمایا ہے۔ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا صبح اور شام اللہ کی پاکی بیان کرواب ابوبکر کا معنی ہوگیا صبح کا باپ آپ کوصبح کاباپ اس لئے کہا گیا کہ جس طرح صبح دن کی پہلی علامت ہوتی ہے آپ اسلام کی پہلی شخصیت ہیں سب سے پہلے آپ

ایمان لائے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے صدیق اکبر فرماتے ہیں ایک روز زمانہ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک شاخ جھکی اور میرے سر سے آ لگی میں نے سوچا یہ ماجرا کیا ہے اتنے میں شاخ سے میرے کان میں آواز یہ آئی کہ فلاں وقت ایک نبی ظاہر ہوگا چاہئے کہ تم اس وقت سعادت مند ترین لوگوں میں سے ہوجاؤ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ذرا واضح طور پر کہو یہ پیغمبر کون شخص ہوگا اسکا نام کیا ہے اس شاخ سے آواز آئی اس کا نام محمد بن عبداللہ ہے اور وہ میرا حبیب ہے اس کے بعد میں نے درخت سے معاہدہ کیا کہ جب وہ نبی مبعوث ہوتو مجھے آگاہ کہ دینا جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا اس درخت سے آواز آئی اے ابوبکر اب کوشش کا وقت ہے سعی کرو کوئی آدمی تم سے سبقت نہ کرے صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا اے ابوبکر میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں میں نے عرض کیا اشھد انك رسول اللہ بعثك بالحق سراجاً منیراً میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ نے آپ کوحق کے ساتھ روشنی دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔ (۲/۲۱ ازالۃ الخفاء)

دوسرا ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے کہ قبل بعثت آپ نے خواب دیکھا کہ ایک بڑی روشنی آسمان سے اتر کر خانہ کعبہ پر پڑی جس سے مکہ کے تمام گھر روشن ہوگئے پھر وہ روشنی جمع ہوکر میرے مکان میں داخل ہوگئی اور میں نے اپنے مکان کا دروازہ بند کرلیا اس خواب کی تعبیر میں نے ایک یہودی عالم سے پوچھی اس نے کہا یونہی پریشان خیالات ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں پھر تھوڑے عرصہ کے بعد تجارت کی غرض سے نکلا اور بحیرہ راہب سے اسکی تعبیر پوچھی اس نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا میں قریش سے ہوں کہا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان ایک نبی بھیجے گا تم اسکی زندگی میں اس کے وزیر ہوگے اور اسکے بعد اس کے خلیفہ پھر جب

نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے عرض کیا ہر نبی نے اپنی نبوت پر کوئی نہ کوئی دلیل قائم کی آپکی نبوت پر کیا دلیل ہے فرمایا وہ خواب جسکی تعبیر بحیرہ راہب نے اس طرح دی حالانکہ یہودی عالم نے کہا یہ پریشان خیالات ہیں میں نے عرض کی آپ کو کس نے خبر دی فرمایا جبریل امین نے کہا بس میں کوئی دلیل نہیں مانگتا بجز اس کے کہ میں کہتا ہوں۔

اشهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهدانك عبده ورسوله۔

اس کے بعد آپ نے تبلیغ اسلام شروع فرمائی جس کے نتیجے میں حضرت عثمان غنی زبیر بن عوام عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ (۲۲ ازالہ الخفاء)

القابات:

اور آپ کے القابات رفیق عتیق اور صدیق ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے کھانا تیار کیا اور اپنے صحابہ کو بلایا اور ایک ایک لقمہ ہر صحابی کو کھلایا اور فرمایا قوم کا سردار اس کا خادم ہوتا ہے اور ابوبکر کو آپ نے تین لقمے کھلائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسکی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا جب میں نے پہلا لقمہ صدیق اکبر کو کھلایا جبریل امین نے کہا اے عتیق تجھے مبارک ہو جب دوسرا لقمہ کھلایا تو میکائیل نے کہا اے رفیق تجھے مبارک ہو اور جب تیسرا لقمہ کھلایا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اے صدیق تجھے مبارک ہو۔ (۲/۴۳ الحاوی للفتاوی)

عتیق:

اس کے معنی ہیں جہنم سے ﴿۴﴾ آزاد چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ میں اپنے گھر میں موجود تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ صحن میں موجود تھے اور میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا ابوبکر تشریف لائے آپ نے فرمایا۔

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ۔

جو جہنم سے کسی کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔

(۳۰ تاریخ الخلفاء)

چونکہ آپ جہنم سے آزاد ہیں اس لئے جنتی ہیں آپ کے جنتی ہونے کے چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اول:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک روز جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ اس دروازے کو دیکھتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر آگاہ ہو جاؤ میری امت میں سب سے پہلا شخص تو ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا۔ (۲۴۱/۳ مشکوٰۃ)

ایمان کا تیسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یمن تشریف لے گئے وہاں آپ کی ملاقات بحیرہ راہب سے ہوئی وہ کتب قدیمہ کا عالم تھا اس نے آپ کو دیکھا تو اس نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ حرم کعبہ کے رہنے والے ہیں فرمایا ہاں پھر اس نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ قریشی ہیں فرمایا ہاں میں قریشی ہوں پھر اس نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ تیمی ہیں فرمایا ہاں اس نے کہا ایک نشانی باقی رہ گئی ہے آپ نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا اپنے پیٹ سے کپڑا

اٹھایئے آپ نے فرمایا ایسا نہ کرونگا جب تک تم یہ نہ بتاؤ کہ تم یہ نشانیاں کیوں دیکھ رہے ہو اس نے کہا میں سچے علم ہے جانتا ہوں کہ حرم کعبہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اس کے ساتھ تعاون کرنے والے دو ہونگے ایک نوجوان جو مشکل کشا ہوگا اور دوسرا ایک ادھیڑ عمر ہوگا جو نحیف و نزار سفید رنگ کا آدمی ہوگا اس کے پیٹ پر سیاہ نشان ہوگا اور اسکی بائیں ران پر نشان ہوگا اگر آپ یہ نشانی دکھا دیں تو آپ کو کوئی نقصان نہیں آپ نے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو سیاہ داغ نظر آیا ناف کے اوپر اس نے کہا رب کعبہ کی قسم آپ وہی ہیں ابوبکر فرماتے جب میرا کام پورا ہوگیا جس کے لئے میں یمن آیا تھا تو میں اس راھب کو آخری بار ملنے آیا اس نے کہا میں نے اس نبی کے بارے میں چند اشعار لکھے ہیں وہ لے جاؤ ابوبکر فرماتے ہیں جب میں مکہ واپس آیا تو میرے پاس سردار قریش آئے ان میں عقبہ بن ابی معیط شیبہ ربیعہ اور ابو جہل تھا انہوں نے کہا اے ابوبکر یتیم ابو طالب گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اگر تیرا انتظار نہ ہوتا تو ہم انتظار نہ کرتے جب آپ آگئے ہیں تو آپ کافی ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان کو احسن طریقے سے واپس کر دیا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا اے ابوبکر میں تیری اور تمام لوگوں کی طرف رسول بن کر آیا ہوں اللہ پر ایمان لے آؤ آپ نے عرض کی آپ کے اس دعوے پر دلیل کیا ہے آپ نے فرمایا وہ بوڑھا جس نے تمہیں شعر لکھ دیے ہیں آپ نے عرض کی اس بات کی آپ کو کس نے خبر دی ہے فرمایا اس عظیم فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس آتا رہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس حال میں واپس لوٹا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے اسلام

لانے سے انتہائی خوش ہوئے۔ (انسان العیون ۱/۳۱۰)۔ (۳۲۲ عمدۃ التحقیق)

دلیل دوم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے ابوبکر نے کہا میں نے فرمایا آج کس نے کس مسکین کو کھانا کھلایا ہے ابوبکر نے کہا میں نے فرمایا آج کس نے نماز جنازہ پڑھی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے فرمایا آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے ابوبکر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چاروں کام جس آدمی میں جمع ہو جائیں وہ جنتی ہے۔ (۲/۶۷ الترغیب والترہیب)

دلیل سوم:

حضرت سلمان یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خصائل ۳۶۰ ہیں جب اللہ کسی کو داخلِ جنت کرنا چاہتا ہے اس میں ان میں سے ایک خصلت اس کے اندر پیدا فرما دیتا ہے وہ ایک خصلت اس کو جنت میں لے جاتی ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی موجود ہے فرمایا وہ سارے نیک خصائل تجھ میں موجود ہیں۔ (۴۷ الصورعق المحرقہ)

دلیل چہارم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نمازی ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے جنت میں بلایا جائیگا اور جو جہاد کرنے والا ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائیگا جو خیرات کرنے والا ہوگا اس کو باب الصدقہ سے بلایا جائیگا جو روزہ رکھنے والا ہوگا اس کو باب الریان سے جنت میں بلایا جائیگا یہ سن کر حضرت ابوبکر نے کہا بظاہر

اسکی ضرورت نہیں لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو سارے دروازوں سے بلایا جائیگا آپ نے فرمایا مجھے امید ہے تم ان لوگوں میں سے ہو گے۔ (۵۶۷/۱مشکوٰۃ)

دلیل پنجم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات جبریل سے ہوئی تو آپ نے جبریل سے فرمایا کیا میری امت پر حساب ہے جبریل نے عرض کی سوائے ابوبکر کے باقی امت پر حساب ہے جب قیامت کا دن ہوگا خدا فرمائیگا اے ابوبکر جنت میں داخل ہو جاؤ وہ عرض کریں گے میں جنت میں داخل نہ ہوگا حتیٰ کہ اپنے ساتھ ان کو داخل کرلوں جو دنیا میں مجھ سے محبت کرتے تھے۔ (۱۵۹عمدۃ التحقیق)

دلیل ششم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عادت تھے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انکی ملاقات ہوتو یہ سلام کرنے میں پہل کرتے ایک دن ملاقات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سلام کرنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کرنے میں پہل کی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلاکر وجہ پوچھی آج تم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے میں پہل کیوں نہ کی عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج رات میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوا ہوں اور اس میں ایک عظیم محل دیکھا کہ اس جیسا محل اور کوئی نہیں میں نے پوچھا یہ محل کس کے لئے ہے کہا گیا اس کے لئے ہے جو سلام میں پہل کرے تو میں نے چاہا کہ وہ محل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے ہو اس لئے میں نے سلام کرنے میں تاخیر کی۔ (۱۷۸عمدۃ التحقیق)

صدیق

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کن ہستیوں نے صدیق کہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔خدا تعالیٰ:

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنی قبر سے باہر آؤنگا مجھے اللہ ایسی عزت دیگا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملی ہوگی پھر ایک منادی ندا کریگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خلفاء کو قریب لاؤ میں عرض کرونگا کون خلفاء اللہ تعالیٰ فرمائیگا عبداللہ ابوبکر صدیق اور میرے بعد ابوبکر اپنی قبر سے باہر آئیں گے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونگے آسان ساحساب ہوگا اور دو سبز حلے پہنائے جائیں گے اور عرش کے سامنے کھڑے کیۓ جائیں گے پھر منادی ندا کریگا عمر کہاں ہیں ان کو لایا جائیگا اور ان کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا میں کہونگا عمر یہ کس نے کیا وہ کہیں گے مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے ان کو بھی خدا کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائیگا اور آسان حساب کے بعد دو سبز حلے پہنائے جائیں گے پھر عرش کے سامنے کھڑے کیۓ جائیں گے پھر عثمان بن عفان کو لایا جائیگا ان کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا میں کہونگا عثمان یہ کس نے کیا ہے وہ کہیں گے فلاں فلاں نے ان کو خدا کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائیگا آسان حساب کے بعد دو حلے پہنائیں جائیں گے پھر عرش کے سامنے کھڑا کیا جائیگا پھر حضرت علی کولایا جائیگا ان کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا میں کہونگا اے علی یہ کس نے کیا وہ کہیں گے عبدالرحمن بن ملجم نے ان کو خدا کے سامنے کھڑا کیا جائیگا اور آسان حساب کے بعد دو سبز حلے پہنائیں جائیں گے اور عرش کے سامنے کھڑا کیا جائیگا۔ (۱۳/۲۴۳ کنزالعمال)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کہا معلوم ہوا حضرت ابوبکر کو صدیق کہنا سنت الہیہ ہے ہم اہل سنت آپ کو صدیق کہہ کر اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

ب:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر چار سال کی تھی آپ کے والد آپ کو بت خانے میں لے گئے اور کہا یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا ان کو سجدہ کرو جب آپ بت کے سامنے تشریف لے گئے فرمایا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو میں ننگا ہوں مجھے کپڑے دو میں پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا بت بھلا کیا جواب دیتا آپ نے ایک پتھر اس کو مارا پتھر لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خدا داد کی تاب نہ لا سکا باپ نے جب یہ حالت دیکھی انہیں غصہ آیا انہوں نے ایک تھپڑ آپ کے رخسار مبارک پر مارا اور وہاں سے آپ کو آپکی والدہ کے پاس لائے سارا واقعہ بیان کیا ماں نے کہا اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی۔

يَا اَمَةَ اللّٰهِ بِالتَّحْقِيْقِ اَبْشِرِيْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ اِسْمُهٗ فِي السَّمَاءِ الصِّدِّيْقِ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَرَفِيْقٌ۔

اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے بشارت ہو اس آزاد بچے کی آسمان میں اس کا نام صدیق ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور رفیق ہیں۔

یہ روایت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود مجلس اقدس میں بیان فرمائی جب آپ بیان فرما چکے تو جبریل حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی صَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيْقِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا اور صدیق ہیں۔

(۴۳ عمدۃ التحقیق)(۱۰/۱ ملفوظات اعلحضرت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے بھی آپ کو صدیق کہا اور نوریوں کے سردار حضرت جبریل امین علیہ السلام نے بھی آپ کو صدیق کہنا سنت الٰہیہ بھی ہے سنت جبریل بھی ہے نتیجہ یہ نکلا کہ ابوبکر کو صدیق کہنا نوریوں کا طریقہ ہے ناریوں کا نہیں۔

ج:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پھر فرمایا ابوبکر کہاں ہے ابوبکر نے کہا میں حاضر ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلی رکعت میں میرے ساتھ شامل تھے ابوبکر نے عرض کی میں صف اول میں تھا کہ میرے دل میں طہارت کے متعلق وسوسہ پیدا ہوا میں مسجد کے دروازے کے طرف گیا ہاتف غیب سے آواز آئی اے ابوبکر میں نے توجہ کی میں نے دیکھا کہ سونے کا پیالہ ہے جس میں پانی ہے جو برف سے زیادہ سفید ہے اور اس پر ایک رومال ہے جس پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق میں نے وضو کیا پھر رومال کو اپنی جگہ پر رکھ دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جب میں قرأت سے فارغ ہوا مجھے محسوس ہوا کہ میرا گھٹنا کسی نے پکڑ لیا ہے مجھے رکوع نہ کرنے دیا یہاں تک کہ تم آ گئے جس نے تمہیں وضو کرایا وہ جبریل تھے جس نے تجھے رومال دیا وہ میکائیل تھے اور جس نے میرا گھٹنا پکڑا وہ اسرافیل تھے۔ (۲/۴۲ الحادی للفتاویٰ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رومال پر کلمہ طیبہ اور صدیق قلم قدرت نے لکھا تھا خدا تعالیٰ اس بات کو پسند نہ فرمایا کہ ابوبکر کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے اس لئے تین مقرب فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دی تا کہ ابوبکر صدیق دوبارہ پہلی رکعت میں مل جائیں کیا بلند مقام ہے آپکا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ۱:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر عمر اور عثمان غنی احد پہاڑ پر چڑھے احد حرکت کرنے لگا آپ نے احد پر ایک ٹھوکر لگائی اور فرمایا احد ٹھہر جا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (۳/۲۵۷ مشکوٰۃ)

حدیث نمبر ۲:

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی نے گواہی دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہادت کی موت آئی ہے اس کو حکومت کے سپاہیوں نے پکڑ لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا اور کہا اگر آپ نے منع نہ کیا ہوتا تو ہم اس کو قتل کر دیتے یہ گواہی دیتا ہے کہ حضرت عثمان شہید ہوئے ہیں اس گرفتار ہونے والے آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا انہوں نے عطا کر دیا پھر میں ابوبکر کے پاس آیا ان سے مانگا انہوں نے بھی عطا کر دیا پھر میں حضرت عمر کے پاس آیا ان سے مانگا انہوں نے بھی عطا کر دیا پھر میں نے عثمان کے پاس آ کر ان سے مانگا انہوں نے بھی عطا کر دیا پھر میں نے رسول پاک سے عرض کی کہ میرے لئے برکت کی دعا فرمادیں آپ نے فرمایا:

كَيْفَ لَا يُبَارَكُ لَكَ وَاَعْطَاكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ۔

تیرے لئے برکت کیوں نہ ہوگی تجھے نبی نے صدیق نے اور دو شہیدوں نے عطا کیا ہے۔ (۳/۱۷۷ مسند ابی یعلیٰ) (۹/۹۰ مجمع الزوائد)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہا۔

جبریل امین علیہ السلام

حدیث:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبریل سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کریگا عرض کی ابوبکر صدیق۔

(۵/۳ المستدرک)(۳۳۱/۸ کنز العمال)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا ذَاکَ اِمْرَاءٌ سَمَّاہُ اللّٰہِ الصِّدِّیْقَ عَلٰی لِسَانِ جِبْرِیْلَ وَعَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الصَّلٰوۃَ رَضِیَہٗ لِدِیْنِنَا فَرَضِیْنَاہُ لِدُنْیَانَا۔

(۶۸۰/۱ الریاض النضرۃ)(۲۱۶/۳ اسد الغابہ)

یہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل اور نبی کریم ﷺ دونوں کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا ہے وہ نماز میں رسول خدا کا خلیفہ تھا رسول خدا نے ان کو ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا اور ہم نے ان کو اپنے دیناوی معاملات کے لئے پسند کرلیا۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے باپ امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک آدمی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ابوبکر کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھتا ہے اس نے عرض کی آپ ان کو صدیق کہتے ہیں آپ نے فرمایا تری ماں تجھے گم کرے ان کو صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار نے کہا ہے اور جوان کو صدیق نہ کہے خدا دنیا اور آخرت میں اسکی تصدیق نہ کرے جا ابوبکر اور عمر سے محبت کیا کر۔ (۵۲ الصواعق المحرقہ)

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ:

کسی شخص نے امام محمد باقر سے پوچھا کہ تلوار کے قبضے کو سونے چاندی سے مزین کرنا کیسا ہے درست ہے یا نہیں تب امام صاحب نے جواب دیا ہاں جائز ہے اس لئے ابوبکر صدیق کی تلوار کے قبضے کو چاندی لگی ہوئی تھی اس شخص نے امام صاحب سے عرض کی یا حضرت آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں یہ سنتے ہی امام اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور کہنے لگے کہ ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں جو کوئی ان کو صدیق نہ کہے خدا انکی دنیا اور آخرت میں تصدیق نہ کرے۔ (۱۰/۱۷۱ آیات بینات)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں تھے تو آپ نے ابوبکر کو فرمایا گویا کہ میں جعفر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کشتی میں ہیں اور کشتی دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار مدینہ کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی مجھے بھی دیکھا دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہوں نے بھی اس

منظر کو دیکھا اور آپ نے ابوبکر سے فرمایا تو صدیق ہے۔ (تفسیر قمی ۱۵۷)

ان تمام شواہد سے پتہ چلا کہ ابوبکر کو صدیق کہنا خدا تعالیٰ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جبریل امین حضرت علی المرتضیٰ حضرت امام زین العابدین امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت ہے الحمد للہ ہم اہل سنت ابوبکر کو صدیق کہہ کر ان تمام متذکرہ پاکیزہ ہستیوں کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

صدیق کا معنی ہے سچ بولنے والا اور صادق کے معنی سچ بولنے والے کے ہیں لیکن باریک بین علماء نے ان دونوں میں فرق بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے صدیق وہ جو جھوٹ بول نہ سکے۔ صادق وہ جو مخلوق سے سچ بولے، صدیق وہ جو خالق سے سچ بولے صادق وہ جو نفسایت سے پاک ہو اور صدیق وہ جو انائیت سے پاک ہو صادق وہ کہ واقعہ جیسا دیکھے ویسا بیان کر دی اور صدیق وہ کہ جیسا وہ کہہ دے واقعہ اسی طرح ہو جائے مثلاً۔

حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام قید کر دیا گیا تو آپ کے ساتھ دو جوان اور قید ہوئے ان میں سے ایک کو خواب آیا کہ میرے ہاتھ میں انگور ہیں میں نے ان کو نچوڑ کر انکا جوس بادشاہ کو پلایا اور دوسرے کو خواب یہ آیا کہ اس کے سر پر روٹیاں ہیں پرندے آ کر ان کو کھاتے ہیں پھر دونوں نے حضرت یوسف سے اپنے خوابوں کی تعبیر پوچھی آپ نے پہلے سے فرمایا تو تین دن کے بعد قید سے آزاد ہو گا اور بادشاہ کا ساقی مقرر ہو گا۔ اور روٹیوں والے سے فرمایا تجھے سولی دی جائے گی تو وہاں لٹکا رہے گا پرندے آ کر تیرا دماغ کھائیں گے اس پر انہوں نے کہا ہم تو ہنسی کر رہے تھے ہم نے تو خواب نہیں دیکھے آپ نے فرمایا تم نے خواب دیکھے ہیں یا نہیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں اب تو جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے واقعہ ایسا ہی ہو کر رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پہلا بادشاہ کا ساقی مقرر ہوا اور دوسرے کو تختہ

دار پر لٹکا دیا گیا اور یہ وہیں لٹکا رہا فضا سے پرندے آتے اور اس کا دماغ کھا کر چل دیتے۔

اس واقعہ کے بعد بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات دبلی پتلی گائیں موٹی گائیوں کو کھا رہی ہیں اور سات خشک بالیاں ہیں وہ تر بالیوں سے لپٹ گئیں اور ان کو بھی خشک کر دیا اس خواب کی تعبیر کوئی نہ بتا سکا آخر ساقی نے بادشاہ سے کہا آپ کے قید خانے میں ایک قیدی سے جو بہت بڑا ماہر معبر ہے مجھے آپ اجازت دیں میں آپ کے خواب کی تعبیر اس سے پوچھ کر آتا ہوں بادشاہ نے اجازت دی اس ساقی نے آخر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔ یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا۔ اے یوسف اے صدیق ہمیں خواب کی تعبیر ارشاد فرمائیں اس نے آپ کو صدیق کہا کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ جیسا یہ کہہ دیتے ہیں ویسا ہی ہو جاتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ صدیق وہ ہوتا ہے کہ جیسا وہ کہہ دے واقعہ اسی طرح ہو جائے۔

حدیث نمبرا:

ایک انصاری عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے گھر میں کھجور کا درخت تھا جو گر پڑا مجھے اس سے بڑی پریشانی ہوئی کیونکہ میرا شوہر سفر میں گیا ہوا ہے آپ نے فرمایا صبر کرو تمہارا خاوند فوت ہو گیا ہے وہ روتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے باہر نکلی سامنے صدیق آئے ان کے سامنے جواب بیان کیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعبیر بیان نہیں کی آپ نے فرمایا اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آج شام تک تیرا خاوند تیرے گھر آ جائیگا یہ عورت گھر جا کر بیٹھ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول میں غور کرنے لگی شام ہوئی خاوند گھر آ گیا صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

حاضر ہوئی اور خاوند کی آمد کی اطلاع دی حضور ﷺ نے اس عورت کو غور سے دیکھا اتنے میں جبریل حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کے شوہر کا واقعی انتقال ہو چکا تھا لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوا کہ وہ شام کو گھر آ جائے گا تو خدا نے اسے زندہ کر دیا تھا کہ جس طرح صدیق نے کہا ہے واقعہ اسی طرح ہو جائے۔ (۲/۳۰۶ خیر المونس)

رفیق:

رفیق کے معنے ساتھی کے ہیں آپ نبی کریم ﷺ کے صحابی بھی ہیں اور ساتھی بھی اب دیکھنا ہے آپ کہاں کہاں نبی کریم کے ساتھ رہے۔

عالم انوار:

آپ عالم انوار میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو اللہ نے جبریل کو حکم دیا کہ زمین کے درمیانی حصے پر جاؤ اور وجود مصطفےٰ ﷺ کے لئے مٹی لاؤ جبریل نے جنت الفردوس کے فرشتوں کو ساتھ لیا اور نبی کریم کی قبر انور کی جگہ سے مٹھی بھر مٹی لی اور یہ سفید چمکدار تھی اسے ماء تسنیم میں گوندھا گیا اور جنت کی نہروں میں غوطہ دیا گیا حتیٰ کہ وہ سفید موتی کی طرح ہو گئی اور اس میں نوری شعاع پیدا ہو گئی فرشتوں نے اسے عرش اور کرسی کے گرد آسمان اور زمین پہاڑ اور سمندر میں پھرایا اور فرشتے اور دیگر مخلوق حضرت محمد ﷺ کو پہچان گئی اور آپ کی فضیلت سے واقف ہو گئی اس سے قبل کہ حضرت آدم علیہ السلام آپ کو پہچانیں جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے پیدا فرمایا تو یہ نور ان کی پشت میں رکھ دیا حضرت آدم اپنی پشت سے پرندے کی آواز کی طرح آواز سنتے تھے خدا کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ یہ آواز

کیسی ہے فرمایا یہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح کی آواز ہے اور یہ وہ خاتم الانبیاء ہے جس کو تمہاری پشت سے ظاہر کروں گا اور مجھ سے وعدہ کرو کہ تم پاک رحموں میں اس کو منتقل کرو گے عرض کی میں وعدہ کرتا ہوں کہ نور کو پاک مردوں اور پاک عورتوں میں منتقل کروں گا۔

فَكَانَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَالَأُ فِيْ ظَهْرِ آدَمَ وَكَانَتِ الْمَلَائِكَةُ تَقِفُ خَلْفَهُ صُفُوْفًا يَنْظُرُوْنَ اِلٰى نُوْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حضرت آدم کی پشت میں چمکتا تھا اور فرشتے صف بستہ پیچھے کھڑے ہو جاتے تھے اس نور کی زیارت کرنے کے لئے۔

اور کہتے تھے سبحان اللہ کہ ہمیں نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ یہ فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوتے ہیں فرمایا یہ خاتم الانبیاء کے نور کی زیارت کے لئے تمہارے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں جن کو میں تمہاری پشت سے ظاہر کروں گا عرض کی الٰہی مجھے اس کی زیارت کرادے خدا نے زیارت کرائی اور وہ حضور پر ایمان لائے اور انگشت شہادت سے اشارہ کر کے آپ پر درود پڑھا اسی لئے نماز میں خدا اور رسول کی گواہی دیتے ہوئے انگشت شہادت سے اشارہ کرتے ہیں حضرت آدم نے عرض کی یا اللہ یہ نور میرے آگے کر دے تاکہ فرشتے آگے آ جائیں پیچھے نہ رہیں خدا نے نور آپ کی پیشانی میں کر دیا وہ نور آفتاب یا ماہ تمام کی طرح آپ کی پیشانی میں نظر آتا تھا اور فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ہو کر اس نور کی زیارت کرتے تھے اور اس زیارت پر سبحان کہتے تھے پھر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ اس نور کو ایسی جگہ کر دے کہ میں اس نور کو دیکھ سکوں خدا نے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی انگشت شہادت میں کر دیا حضرت آدم علیہ السلام اس نور کی زیارت کرتے تھے پھر حضرت

آدم علیہ السلام نے عرض کی اس نور کا باقی حصہ میری پشت میں موجود ہے فرمایا ہاں اس کے صحابہ کا نور باقی ہے عرض کی یا اللہ ان کے نور کو میری انگلیوں میں منتقل کر دے خدا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نور بڑی انگلی میں اور اسکے ساتھ والی انگلی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نور سب سے چھوٹی انگلی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نور اور انگوٹھے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نور کر دیا جب تک حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہے یہ انوار آپکی انگلیوں میں چمکتے رہے اور جب آپ زمین پر تشریف لے آئے تو وہ انوار آپکی پشت میں آ گئے۔ (۲۲۵/۱ جواہر البحار)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی انگشت شہادت میں رہا تو اسکے ساتھ والی بڑی انگلی میں صدیق اکبر کا نور رہا یعنی عالم انوار میں دونوں نفوس قدسیہ کے انوار ایک دوسرے کے ساتھ رہے۔

عالم ارواح:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسموں سے دو ہزار سال پہلے روحوں کو پیدا فرمایا اللہ نے روحوں کو حکم دیا کہ میرے رسول کی اطاعت کرو اور ان پر سلام بھیجو تو سب سے پہلے جو روح مجھ پر ایمان لائی اور جس نے میری تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روح تھی اور عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روح مجھ پر ایمان لائی اور مجھے سلام کیا۔

(۳۷۱/۱ مسند الفردوس)

عالم دنیا:

دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے بعد صدیق سایہ کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں سفر وحضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ میسر ہوا ہر غزوہ میں

شریک سفر رہے غرضکہ کہ خلوت اور جلوت میں حضور ﷺ کے ساتھی اور رفیق رہے بطور مثال ایک واقعہ پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

جب سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی ام جمیل ایک بڑا پتھر لے کر حضور ﷺ کو مارنے آئی آپ اس وقت صدیق اکبر کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے وہ ان دونوں کے پاس آئی صدیق اکبرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ عورت بڑی بے حیا گستاخ ہے بے ادب ہے اگر آپ یہاں سے اٹھ کر چلے جائیں تو بہتر ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا وہ مجھے دیکھ نہ سکے گی اتنے میں ام جمیل بھی قریب آ گئی اس نے کہا اے ابوبکر تیرا صاحب کہاں ہے میں نے سنا ہے کہ اس نے میری ہجو کی ہے آپ نے فرمایا میرا نبی ہجو سے پاک ہے وہ شعر نہیں کہتا اس عورت نے کہا اگر میں تیرے صاحب کو دیکھ لیتی تو یہ پتھر اس کے منہ پر مارتی یہ کہہ کر وہ چلی گئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ عجیب بات ہے کہ وہ آپ کو نہ دیکھ سکی آپ ﷺ نے فرمایا خدا نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے مجھے اپنے پروں میں چھپا کر اسکی نگاہوں سے اوجھل کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۔

اور اے محبوب جب تم نے قرآن پڑھا تو ہم نے تم میں اور ان کے درمیان ایک پوشیدہ پردہ کر دیا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

(۴۴۴/۵ تفسیر مظہری)(۲۵۷/۱ مدارج النبوت)(۲۲۹/۱ شفا شریف)

عالم برزخ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر نے بوقت وفات مجھے اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا اے علی جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا اور مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں لے جانا اور میرے دفن کی اجازت مانگنا اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے میرے آقا کے پاس پہنچا دینا ورنہ مجھے عام سلمانوں کے قبرستان میں لے جانا یہاں تک کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان یصلہ فرمادے حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غسل یا گیا کفن پہنایا گیا تو میں سب سے پہلے جلدی سے دراقدس پر حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوبکر حاضر دربار ہیں روضہ میں حاضر ہونے کی اجازت انگتے ہیں مولائے کائنات فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ دروازہ کھل گیا اور میں نے یہ آواز سنی۔

اُدْخِلُو الْحَبِیْبَ اِلٰی حَبِیْبِهٖ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ۔

دوست کو دوست کے پاس داخل کردو کیونکہ دوست دوست کا مشتاق ہے۔ (۲/۲۸۲ خصائص کبریٰ)

وفات سے لے کر قیامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام فرما ہیں اور یارِ غار یارِ مزار بن کر عالم برزخ میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور قیامت کے دن ان کا حشر اس طرح ہوگا کہ ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور درمیان میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہونگے۔

جنت میں ساتھی:

رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَابَكْرٍ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَوْحٰی سُبْحَانَهٗ اِلَیْهِ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ اسْتَجَابَ لَكَ۔

اے اللہ قیامت کے روز ابوبکر کو میرے ساتھ میرے درجے میں رکھنا اللہ نے آپ کی طرف وحی کی اللہ نے آپکی دعا کو قبول فرمالیا۔

(۱/۹۰ الریاض النضرۃ)(۳۸/۱ حلبیہ)

صدیق اکبر اور خدمات اسلام

حدیث نمبر ۱:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز ہمیں حکم ہوا کہ خدا کی راہ میں صدقہ وخیرات دو حسن اتفاق سے میرے پاس کافی مال تھا میں نے اپنے دل میں کہا اگر ابوبکر سے بازی لے جانا میرے لئے ممکن ہے تو وہ آج کا دن ہے اور میں کافی خرچ کر کے سبقت لے جاؤ نگا چنانچہ میں آدھا مال لے کر حاضر خدمت ہوا حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تو نے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے میں نے عرض کی آدھا مال پھر ابوبکر تشریف لائے اور جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب لے آئے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا فرمایا خدا اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں میں نے دل میں کہا میں کبھی صدیق اکبر پر سبقت نہ لے جاسکوں گا۔ (۳/۲۴۰ مشکوٰۃ)

مکہ میں دو آدمی امیر تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امیہ بن خلف اور امیہ کے

بارہ غلام تھے ان کے ذریعے وہ امیر ہوگیا تھا ایک غلام کے ذمے زراعت کا کام ایک کے ذمے مویشی پالنا ایک مال تجارت ملک شام لے جاتا اور حضرت بلال کے ذمے بت خانے کا انتظام تھا یہ حضور ﷺ پر ایمان لے آئے امیہ کو پتہ چلا تو اس نے لمبے لمبے کیکر کے کانٹے منگوا کر آپ کے بازوؤں میں اس طرح چھبوئے کہ کانٹا ہڈی سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتا تھا دن کو بلا کی گرم ریت پر لٹا کر گرم گرم پتھر آپکے سینے پر رکھے جاتے ساری رات امیہ کے غلام آپ کو مارتے ایک صبح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گزر اس راستے سے ہوا بلال کی آواز آرہی ہے احد احد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی اور آپ نے بلال کو خرید کر آزاد کر دیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی خدمت کرنے لگے نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنا وزیر خزانہ بنالیا جب غزوہ بدر ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مقابلہ امیہ بن خلف کے ساتھ ہوگیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب امیہ کو دیکھا تو اس کو للکارا عبدالرحمٰن بن عوف زمانہ جاہلیت میں امیہ کے دوست تھے وہ امیہ کے اوپر لیٹ گئے تاکہ یہ قتل نہ ہو لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیہ آج یا تم نہیں یا میں نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ امیہ بری طرح قتل ہوگیا۔ قدرت نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذیت کا بدلہ لے لیا۔ (۲۸۶/۳ البدایہ النہایہ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا میں حاضر خدمت ہوا انہوں نے کہا یہ عمر موجود ہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ جنگ یمامہ میں حفاظ قرآن شہید ہوگئے ہیں اور اگر اسی طرح قرآن کے حافظ شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بہت سا حصہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جائیگا لہٰذا قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیا جائے میں نے ان سے کہا میں وہ کام کیوں کروں جو حضور نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا انہوں نے کہا واللہ اس میں بھلائی ہے یہ بار بار مجھے کہتے

رہے ہیں حتی کہ خدا نے میرا سینہ اس کام کے لئے کھولا جس کے کام کے لئے خدا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا پھر ابوبکر نے مجھ سے کہا اے زید تم ایک عقلمند جوان ہو ہم تمہیں متہم بھی نہیں کرتے تم رسول خدا کی وحی بھی لکھتے رہے ہو تم قرآن کو جمع کرو حضرت زید فرماتے ہیں اگر مجھے یہ کہہ دیا جاتا کہ یہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دو تو یہ میرے لئے دشوار نہ تھا لیکن قرآن کا جمع کرنا میرے لئے بڑا مشکل تھا میں نے ان دونوں حضرات سے کہا آپ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا صدیق اکبر نے فرمایا واللہ اس میں بھلائی ہے اور حضرت صدیق اکبر بار بار یہ کہتے رہے حتیٰ کہ میرا سینہ بھی خدا نے اس کام کے لئے کھول دیا جس کام کے لئے خدا نے حضرت صدیق اکبر کا سینہ کھول دیا تھا اور فاروق اعظم کا سینہ کھول دیا تھا میں نے قرآن کو جمع کرنا شروع کر دیا یہاں تک قرآن کو مصحف کی شکل میں جمع کر لیا۔ (۵/۱۴۷ طبرانی کبیر)

چونکہ قرآن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے جمع ہوا ہے اس لئے جن کے سینوں میں صحابہ کا بغض ہے ان کے سینوں میں قرآن محفوظ نہیں رہتا یہی وجہ کہ شیعہ جوان دونوں عظیم المرتبت ہستیوں کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کرتے ہیں قرآن کے حافظ نہیں ہوسکتے پوری دنیا میں ایک بھی قرآن کا حافظ ایسا نہیں جو شیعہ ہو یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ خدا ان لوگوں سے سخت ناراض ہے جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔

صدیق رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اور کامل فنائیت:

(۱) بچپن کے ساتھی تھے۔ قرآن نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین (نبی کا ثانی) قرار دیا۔ ہجرت کی رات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ کریم نے حضور نبی

کریم ﷺ کی جان کا محافظ منتخب فرمایا۔ جنگ بدر میں سب لوگ میدان میں تھے جب کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عریش بدر میں نبی کریم ﷺ کی جان کا پہرہ دے رہے تھے۔

(۲) جب نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کے لئے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے، مہمان کا احترام فرماتے ہیں، ہمیشہ اہل حق کا ساتھ دیتے ہیں۔

(بخاری جلد ۱، ص ۳)

ہجرت کے وقت یہی الفاظ ابنِ دغنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے استعمال کیے تھے۔ انك تكسب المعدوم و تصل الرحم وتحمل الكل و تقرئ الضيف وتعين على نوائب الحق ۔ (بخاری جلد ۱، ص ۵۵۲)

(۳) صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انی رسول الله ولست اعصیه وهو ناصری ...... فانك اتيه مطوف بـــه۔ یعنی میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہی میرا مددگار ہے، تم کسی دن طواف کرنے ضرور آؤ گے۔ اس کے بعد جب وہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی الفاظ فرمائے کہ انه رسول الله وليس يعصى ربه وهو ناصره ...... فانك اتيه مطوف به۔ (بخاری ج ۱، ص ۳۸۰)

(۴) حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح استعمال فرماتے تھے۔ (فضائل الصحابہ جلد ۱ ص ۷۲)۔ ہجرت کے وقت کفار نے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پکڑنے پر انعام مقرر کر دیا۔

(مستدرک جلد ۳، ص ۲۸۳)

(۵) حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں کسی آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین

طلاقیں دے دیں۔ آپ ﷺ جلال میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہر کم یعنی کیا اللہ کی کتاب سے کھیلا جائے گا جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ (مشکوٰۃ ص ۲۸۴)۔ جب سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مسندِ خلافت سنبھالی تو مرتدین نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اینقص وانا حی یعنی کیا دین میں نقص واقع ہو جائے گا جب کہ میں زندہ موجود ہوں؟ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶)۔ نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں کے الفاظ میں مشابہت کو محسوس فرمایئے۔ ایمان کی نگاہ اس نتیجے پر پہنچے گی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔

(۶) جب محبوب کریم ﷺ کا وصال ہوا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمے جس کسی کا قرض ہو یا آپ ﷺ نے کسی سے وعدہ فرمایا ہو تو وہ میرے پاس آ جائے، میں وہ قرض ادا کردوں گا اور وعدہ وفا کردوں گا۔ (بخاری جلد۱، ص ۴۴۳)

(۷) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں کہ لست تارکا شیئا کان رسول اللہ ﷺ یعمل بہ یعنی مجھ سے وہ کام نہیں چھوٹ سکتا جسے نبی کریم ﷺ کرتے رہے۔ (بخاری ج۱، ص ۴۳۵)۔

یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے جس صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی جیشِ اسامہ کی روانگی، منکرینِ زکوٰۃ سے قتال اور باغِ فدک جیسے معاملات کے بارے میں بات کی، آپ نے یہی جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کے طریقے پر گامزن رہنا میری مجبوری ہے۔

(۸) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمینی سے اس قدر فیض

ملا تھا کہ صحابہ کرام نے آپ کا نام الآواہ رکھ دیا تھا۔ یعنی پناہ گاہ۔

(الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۱، صواعق محرقہ ص ۸۵)

(۹) اللہ کریم جل مجدہٗ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ یعنی اے محبوب عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے (الضحیٰ: ۵)۔ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ولسوف یرضیٰ یعنی عنقریب وہ راضی ہو جائے گا۔ (اللیل: ۲۱)

(۱۰) آخری وقت میں آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کفن دیا جائے ففیها کفنونی (مستدرک ج ۳، ص ۲۸۱)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جتنی ہی عمر پائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی دفن ہوئے۔

(۱۱) فتح مکہ کے موقع پر بتوں کو گرانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر اُٹھ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کمزور پایا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آپ نیچے اُتر آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میرے کندھوں پر بیٹھ جاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے کر اُٹھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں۔ (السنن الکبریٰ للنسائی، ج ۵، ص ۱۴۲)

سبحان اللہ۔ اس حدیث میں مولا علی رضی اللہ عنہ کی کیسی پیاری فضیلت اور عظیم اعزاز مذکور ہے۔ تف ہے خوارج پر جو بغضِ علی میں جلے جا رہے ہیں۔ اب ذرا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں کی ہمت کا بھی اندازہ کیجئے۔ ہجرت کی رات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشان چھپانے کے لئے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور غار کے منہ پر لا اُتارا (الوفا، ص ۲۳۷)۔ تف ہے روافض پر جو بارِ نبوت کے متحمل ہمت کا انکار کر رہے ہیں۔

قوتِ عقلیہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبہ حاصل ہونا:

جاننا چاہیے کہ جب فیض الٰہی کسی کے نفس ناطقہ میں دور کرتا ہے تو اس کا اثر اس کی ذات میں مختلف صورتوں اور طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہی حال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ فیض الٰہی آپ کے اندر کئی طریقوں اور پیراؤں سے ظہور سے میں آیا۔ رؤیائے صادقہ کا دیکھنا جو حصول سعادت اور نفع عام کا باعث ہے اور یہی حال انبیاء علیہ السلام کا ہے کیونکہ واقعات آئندہ کا انعکاس طبائع ذکیہ میں بدوں ان دو وجہوں کے ممکن نہیں بوجہ رسالت اور یا بوجہ تشبہ بانبیاء علیہم السلام۔ انہیں دریائے صادقہ میں سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ خواب ہے جو آپ کے مشرف باسلام ہونے کا باعث ہوا۔ انہیں میں سے آپ کا وہ خواب ہے ملک شام کو امیروں کے بھیجنے کا باعث ہوا۔ انہیں میں سے وہ خواب بھی ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آپ کے خلیفہ بنانے کا باعث ہوا اور ان کا مفصل بیان خالی از طوالت نہیں۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ قریب بایام ہجرت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ماہتاب آسمان سے اُتر کر بطحا مکہ میں آیا اور اس کی روشنی سے تمام دشت و بیاباں روشن ہو گیا بعد ازاں ماہتاب آسمان کی طرف عود کر کے مدینہ میں اُترا اور بہت سے ستارے بھی اُس کے ساتھ ساتھ متحرک ہوئے۔ اس کے بعد ماہتاب نے آسمان کی طرف رجوع کیا اور بجز تین سو ساٹھ گھروں کے زمین مدینہ اُسی طرح روشن رہی اور ماہتاب کے آنے سے زمین حرم پھر منور ہو گئی اور آخر پھر وہ ماہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں شگاف زمین میں پوشیدہ ہو گیا اور بعینہٖ خارج میں بھی

اسی طرح واقع ہوا۔ دوم آپ کا تعبیر خواب صحیح درست کہنا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کی تعبیر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا کرتے تھے۔ محمد بن اسحٰق غزوۂ طائف کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی ثقیف کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک پیالہ مسکہ آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا گیا ایک مرغ نے اس پیالہ میں چونچ ماری جس سے سارا مسکہ گر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی تعبیر پوچھی آپ نے عرض کیا میں نہیں خیال کرتا آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی ثقیف پر فتح پا سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بہت سی کالی بکریاں دیکھیں اور پھر دیکھا کہ بہت سی سفید بکریاں ان میں آ کر مل گئیں ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر کہو عرض کیا اس سے مراد یہ ہے کہ عرب آپ کی اطاعت کریں گے اور ان کے بعد عجم بھی آپ کی اطاعت کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتہ نے بھی صبح یہی تعبیر کہی ہے۔ ابن ہشام نے زوائد السیر ۃ میں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں حلوہ کھایا جو مجھے لذیذ معلوم ہوا جب میں اسے نگلنے لگا تو حلق میں جا کر پھنس گیا۔ اور علی نے ہاتھ ڈال کر نکال لیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مراد سریہ ہے کہ جس وقت آپ لڑائی پر پہنچیں گے اور اس سے آپ کو بعض وہ شئے حاصل ہو گی جو آپ کو محبوب ہو گی اور بعض کے متعلق کچھ اعتراض ہو گا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ بھیجیں گے اور وہ جا کر اس اعتراض کو اٹھا دیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے تین چاند خواب میں دیکھے جو حجرے میں آئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ میرے حجرے میں دفن کیے گئے تو

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے اُن تین چاندوں میں سے ایک اور بہتر چاند آپ تھے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کے راوی ہیں (اور باقی دو چاند شیخین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں مدفون ہوئے) اسی طرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قصہ میں روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخ کے کنارے پر ہیں اور دوزخ اس قدر وسیع ہے کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے کہ وہ کس قدر وسیع ہے اور اُن کے باپ انہیں دوزخ میں دھکیل رہے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کمر پکڑے ہوئے ہیں اور انہیں دوزخ میں گرنے نہیں دیتے یہ خواب انہوں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے چاہیے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو کیونکہ تم عنقریب اسلام میں آنے والے ہو جو تمہیں دوزخ سے بچائے گا اور تمہارا باپ دوزخ میں جائے گا۔ پھر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ (اخرجہ ابوعمرو فی الاستیعاب)

سوم: آپ کی فراست کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست سے مطابق ہونا حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی اسلم کا ایک شخص حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور اپنی طرف اشارہ کر کے بیان کیا کہ یہ کمبخت و نامراد (آپ کا نام ماغر ہے) فعل شنیع و زناکاری کا مرتکب ہوا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اور کسی سے بھی اس کا ذکر کیا ہے اُس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر توبہ کر لو اور کسی سے ذکر نہ کرو۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لے اور تمہارے گناہ کو پوشیدہ رکھے مگر اُس شخص کی طبیعت قابو میں نہیں رہی تھی یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے تین دفعہ حسب عادت منہ پھیر لیا چوتھی دفعہ آپ نے اس کے گھر کہلا بھیجا کہ اسے کچھ

بیماری یا جنون تو نہیں انہوں نے کہا واللہ یارسول اللہ یہ صحیح و تندرست ہے آپ نے پوچھا یہ کنوارا ہے یا بیاہا ہوا عرض کیا کہ اس کی شادی ہو چکی ہے۔ غرض یہ شخص رجم کیا گیا۔ امام مالک اس کے راوی ہیں۔

چہارم: حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اور آپ کے کلام مرموز کی غرض پہچاننا یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے درمیان اعلم مشہور ہوئے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ان عبداً خیرہ اللہ الحدیث کے تحت میں بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ○ ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے سو عنقریب یہ ہلاک ہوں گے۔ بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان للہ علی نصرھم تقدیر۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس آیت میں اُن قتال ہے۔

پنجم: حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو حوادث خفیہ کا مکاشفہ ہوتا جیسا کہ جنگ بدر کے موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنا کہ آپ کا اللہ تعالیٰ کو قسم دلانا آپ کو کافی ہے انہیں مکاشفات میں سے یہ امر ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کچھ زمین دی مگر آپ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی حیات میں اس پر قابض نہ ہوسکیں وصیت کرتے وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ اگر تم اس وقت اس زمین پر قبضہ کرلو تو بہتر ہے ورنہ پھر میرے بعد وہ وارثوں کا حق ہوگا اور وہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میری ایک ہمشیرہ تو اسماء ہیں اور دوسری کون ہے فرمایا تمہاری دوسری ہمشیرہ بنت خارجہ کے شکم میں ہے کیونکہ

میں خیال کرتا ہوں کہ ان کے شکم میں لڑکی ہے چنانچہ بعد کو ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

قوت عملیہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبہ حاصل ہونا:

اسی طرح قوت عملیہ میں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تشبہ حاصل تھا اس کے شواہد بھی بکثرت ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا کہ آج تم میں روزہ دار کون ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں۔ پھر فرمایا تم میں سے آج مسکین کو کس نے کھانا کھلایا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے۔ پھر فرمایا آج تم میں سے مریض کی عیادت کس نے کی ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جمع ہوتیں یہ خصلتیں کسی شخص میں مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ شیخین اس کے راوی ہیں۔ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو جفت چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اہل صلوٰۃ باب صلوٰۃ سے اہلِ جہاد باب الجہاد سے اور اہلِ صیام باب الریان سے اور اہل صدقہ باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی دامی) کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم انہیں لوگوں میں سے ہو (شیخین و ترمذی اس کے راوی ہیں)۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند مہمانوں کے روبرو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل و عیال سے بمقتضائے بشریت کچھ ملال پہنچا۔ آپ نے قسم کھالی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ گھر کے لوگ اور مہمان اس سے گھبرائے اور ان سب نے

قسم کھالی کہ اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ جب ان سب نے بھی قسم کھالی تو عنایت الٰہی پہنچی اور آپ کے دل میں نقض قسم کا داعیہ وارد ہوا اور جان لیا کہ یہ داعیہ کس منبع سے جوش زن ہوئے۔ غرض قسم توڑ ڈالی اور کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر دو چار لقمہ تناول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بزیادت برکت طعام ظاہر کر دیا کہ اس قسم کا توڑنا مرضی الٰہی کا باعث تھا اور داعیہ نقض منبع فیض سے جوشزن ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے ساتھ اس قسم کے عجیب واقعات ظہور میں لایا کرتا ہے۔ (بخاری شریف میں یہ قصہ مفصل مذکور ہے) الاستیعاب میں ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ جب شہید ہو گئے تو بعض صحابہ کرام نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ وصیت کر رہے ہیں کہ ان کی زرہ فلاں شخص کے پاس ہے اس سے لے کر وہ فروخت کر دی جائے۔ آخرش یہ کہ جب تم مدینہ پہنچو تو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے کہنا کہ مجھ پر اس قدر قرض ہے (یعنی وہ ادا کر دیا جائے) اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت کو جائز رکھا اور ہمیں نہیں معلوم کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے سوا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور کسی کی بھی اس قسم کی وصیت کو نافذ کیا ہو۔

اجماعِ امت:

(۱) سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ مہاجرین و انصار علیہم الرضوان کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری ج ا ص ۵۲۳۔ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ کنا معاشر اصحاب رسول

اللہ ﷺ ونحن متوافرون نقول افضل هذه الامة بعد نبينا ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رواه ابنِ عساکر ۔ (مرام الکلام ص ۴۶ از علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ)

(۲) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: اجتمع المهاجرون والانصار على ان خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر و عمر و عثمان یعنی تمام مہاجرین اور انصار کا اس پر اجماع ہے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ ۔ (مرقاۃ ج ۱۱، ص ۳۴۴)

(۳) بیہقی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے تفضیل شیخین پر صحابہ و تابعین کا اجماع نقل کیا ہے (فتح الباری ج ۷، ص ۱۴)۔ اور اس میں شک بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ وہ لوگ بعد والوں کی نسبت احادیث اور فضائلِ صحابہ کو بہتر جانتے تھے۔ محبت میں سب سے سچے تھے اور سب سے زیادہ حق کا اتباع کرتے تھے۔ ان کے باطل پر متفق ہو جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اتفق اهل السنة ان افضلهم ابوبكر ثم عمر یعنی اس پر اہلِ سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہما۔ (شرح نووی، ج ۲، ص ۲۷۲)

(۵) چشتی سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ اپنی تصوف کی بلند پایہ تصنیف میں فرماتے ہیں کہ اس پر بھی اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت عثمان ذی النورین اور ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سبع سنابل، ص ۵۶)

(۶) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعد رسول الله ﷺ ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم

سائر العشرة ثم باقي اهل البدر ثم باقي اهل احد ثم باقي اهل البيعة ثم باقي الصحابة هكذا حكى الاجماع عليه ابو منصور البغدادي یعنی اہلِ سنت کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر باقی عشرہ مبشرہ، پھر باقی اہل البدر، پھر باقی اہل اُحد، پھر باقی اہلِ بیعتِ رضوان، پھر باقی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ابو منصور بغدادی نے بھی اس ترتیب پر اجماع نقل کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۷)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف افضلیتِ شیخین پر اجماع نقل کیا ہے بلکہ تمام صحابہ میں تفاضل کی ترتیب پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ اب فرمایئے اگر افضلیت خلافت کی ترتیب پر محمول ہے تو پھر عشرہ مبشرہ، بدری، اُحدی اور دیگر تمام صحابہ علیہم الرضوان کو خلافت کہاں سے فراہم کرو گے؟

(۷) علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ پوری اُمت کے پاس اس اجماع کی کیا بنیاد ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ (بنیاد تو قرآن اور بے شمار احادیث میں موجود ہے لیکن) اجماع بذاتِ خود ہر شخص پر حجت ہے۔ خواہ اس کی بنیاد معلوم ہو یا نہ ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو گمراہی پر متفق ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔ اس موضوع پر قرآن کی آیت بڑی واضح ہے کہ ويتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا۔

پھر افضلیت کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں خلافت کا حق دار بھی ٹھہرایا گیا ہے۔ (صواعقِ محرقہ، ص ۵۹)

علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ خلفاءِ ثلاثہ کی افضلیت پہلے سے ثابت تھی اور اسی افضلیت کی ترتیب پر انہیں خلافت ملتی گئی۔

یہی ونصلہ جہنم والی آیت کی وعید دکھا کر ہم تفضیلیوں پر سوال کرتے ہیں کہ تفضیلِ شیخین کے عقیدے پر کسی نے جہنم کی وعید نہیں سنائی جبکہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے والوں کو یہ آیت سنا کر جہنم سے ڈرایا جا رہا ہے۔ فرمایئے احتیاط کا تقاضا کیا ہے؟

(۸) حضرت ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: فھو افضل الاولیاء من الاولین والآخرین وقد حکی الاجماع علی ذلك ولا عبرۃ بمخالفۃ الروافض ھنالك، وقد استخلفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الصلوٰۃ فکان ھو الخلیفۃ حقا وصدقا یعنی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اولین وآخرین تمام اولیاء سے افضل ہیں، اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے، یہاں روافض کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا جس سے مکمل حق اور صدق کے ساتھ آپ کی خلافت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۶۱)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کئی وجوہ سے تفضیلیوں کے لئے مہلک ہے۔ افضلیتِ صدیق پر پوری اُمت کا اجماع، افضلیت کا تعلق ولایت سے نہ کہ سیاست سے، افضل الاولیاء من الاولین والآخرین کے الفاظ جو ایوانِ رافضیت میں زلزلہ برپا کر رہے ہیں، ولایت میں افضلیت کا انکار کرنے والوں کو رافضی کہنا، نماز میں استخلاف کو استحقاقِ خلافت کی دلیل بنانا، خلیفہ کے ساتھ حقاً و صدقاً کے الفاظ استعمال کرنا جو سیاست اور ولایت کی تفریق کے پرخچے اڑا رہے ہیں، یہ سب خوبیاں اس عبارت میں بیک وقت موجود ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۹) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے خلیفہ کے انتخاب کے وقت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں خیر الامۃ، افضل الناس، احق بالخلافۃ اور احق بھذا الامر کے الفاظ استعمال فرمائے اور

آپ رضی اللہ عنہ کو فقہاءِ صحابہ نے افضلِ امت قرار دیا اور اسی افضلیت کی بنا پر ان کو خلافت کا حق دار قرار دیا۔ باقی تمام صحابہ نے اس پر سکوت فرمایا اور تسلیم کر لیا اور یوں افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر صحابہ کا اجماع منعقد ہو گیا۔ یہ ساری بحث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۲۱۱ پر لکھی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ میں افضلیتِ شیخین کا مسئلہ قطعی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ تمام احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ شیخین کی افضلیت کا دارومدار چار خصلتوں پر ہے۔ اول امت میں صدیق اور شہید جیسے بلند ترین رتبے پر فائز ہونا۔ دوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا، اسلام کو ترویج دینا اور غربت کے دنوں میں امن الناس علی ابوبکر کا مصداق ٹھہرنا اور اسلام کی عزت جو عمر کا خاصہ ہے۔ سوم ان دو ہستیوں کے ہاتھ سے ان کاموں کا مکمل ہونا جو نبوت کا مطلوب اور مقصود ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دو ہستیوں کے بارے میں مختلف خواب دیکھنا۔ چہارم آخرت میں ان ہستیوں کے درجات کی بلندی اور ان کا جنتی بوڑھوں کا سردار ہونا، بلند ترین محلات میں ٹھہرنا، سب سے پہلے اٹھنا، صدیق کے لئے تجلیِ خاص، عمر کے لئے معانقۂ حق۔

(ازالۃ الخفا ج ا، ص ۳۰۲)

(۱۰) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المومنین امام المتقین عبداللہ ابنِ عثمان ابی بکر صدیقِ اکبر و جناب امیر المومنین امام العادلین ابوحفص عمر ابن الخطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ارضاھما کا جنابِ مولیٰ المومنین امام الواصلین ابوالحسن علی ابنِ ابی طالب مرتضیٰ اسد اللہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سے افضل وبہترینِ امت ہونا عقیدۂ اجماعیہ ہے۔ (مطلع القمرین، ص ۶۷)

(۱۱) یہی امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وفیھا رد علی مفضلۃ الزمان المدعین السنیۃ بالزور والبھتان حیث اولوا مسئلۃ ترتیب الفضیلۃ بان معنی الاولویۃ للخلافۃ الدنیویۃ وھی لمن کان اعرف بسیاسۃ المدن وتجھیز العساکر وغیر ذلک من الامور المحتاج الیھا فی السلطنۃ وھذا قول باطل خبیث مخالف لاجماع الصحابۃ والتابعین رضی اللہ تعالی عنھم بل الافضلیۃ فی کثرۃ الثواب وقرب رب الارباب والکرامۃ عند اللہ تعالیٰ یعنی اس میں تردید ہے آج کل کے تفضیلیوں کی جو سنی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور بہتان باندھتے ہیں، ان لوگوں نے فضیلت کی ترتیب میں یہ تاویل چلائی ہے کہ افضلیت سے دنیاوی خلافت مراد ہے، اور ملکی سیاست میں ماہر ہونا، لشکر تیار کرنا اور اس طرح کے معاملات مراد ہیں جن کی حکومت چلانے میں ضرورت پڑتی ہے۔ تفضیلیوں کا یہ قول باطل ہے خبیث ہے، اجماعِ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب، رب الارباب کا قرب اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کرامت ہے۔

(المستند المعتمد، ص ۱۹۷، ۱۹۸)

اکابرین اُمت کی تحقیق

(۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لااجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الاجلاتہ حدالمفتری۔

(صواعق محرقہ، ص ۶۰)

میں جسے پاؤں کہ مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہتا ہے تو اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسّی کوڑے ماروں گا۔

(۲) سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب کون تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہی لوگ قریب تھے جو آج بھی قریب ہیں اور وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔

(مسند امام احمد، ج ۴، ص ۹۶)

(۳) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

افضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوبكر الصديق ثم عمر بن خطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن ابي طالب۔ (فقہ اکبر مع شرح، ص ۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل صدیق اکبر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

(۴) اسی شرح میں ملا علی قاری نے بیان کیا۔

واولیٰ ما يستدل به على افضلية الصديق في مقام التحقيق نصبه عليه الصلوٰة والسلام لامامة الانام مدة مرضه في الليالي والايام ولذاقال اكابر الصحابة رضيه لديننا افلا نرضاه لدنيانا۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۶۳)

سب سے پہلی تحقیقی بات یہ ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر دلیل ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی بیماری کے ایام میں لوگوں کا امام مقرر فرمایا اسی لئے اکابر صحابہ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہمارا دینی رہنما بنایا ہم ان کو اپنا دنیاوی رہنما کیوں نہ پسند کریں۔

(۵) حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شيخ الاسلام واذ بعد انبياء خير الانام۔ (کشف المحجوب، ص ۶۷)

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام کے پیر ہیں اور نبیوں کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔

(۶) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اعلم انه ليس في امة محمد صلى الله عليه وسلم من هو افضل من ابی بکر غیر عیسیٰ علیه السلام۔

جان لو امت محمدیہ میں کوئی بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (الیواقیت والجواہر، ص ۴۳۸)

(۷) امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان افضل الاولیاء المحمديين بعد الانبياء والمرسلين ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله عنهم۔

انبیاء اور مرسلین کے بعد اولیاء محمدی میں سے سب سے افضل ابوبکر صدیق ثم عمر پھر عثمان اور پھر علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

(۸) شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے اس کا انکار کرنے والا جاہل یا متعصب ہے۔ (مکتوبات جلد دوم، مکتوب ۳۶، از مجدد الف ثانی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

اے نبی آپ کو اللہ اور اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں۔

حالات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

فاروق کیسے بنے:

ا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے آپ نے دعا فرمائی اے اللہ ابوجہل اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اسی سے اسلام کو عزت دے بعد ازاں بذریعہ وحی آپ پر منکشف ہوا کہ ابوجہل اسلام نہ لائیگا تو اس وقت آپ نے حضرت عمر کے لئے دعا مانگی اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً اے اللہ خاص عمر سے اسلام کو قوت دے اور آپ کی اسلام کا ظاہری سبب یہ ہے کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مخالف تھا اور دین اسلام سے سخت متنفر اور بیزار تھا ابوجہل نے اعلان کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کریگا اس کے لئے میں سو اونٹ کا کفیل اور ضامن ہوں عمر کہتے ہیں میں آپ کو قتل کے ارادے سے تلوار لے کر روانہ ہوا راستہ میں ایک بچھڑا نظر آیا جسے لگو ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے میں بھی دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا یکا یک میں نے سنا کہ بچھڑے کے پیٹ سے آواز آئی۔

اے آل ذریح ایک کامیاب امر ہے ایک مرد ہے جو فصیح زبان سے بول رہا ہے لوگو! گواہی دو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آواز سنتے ہی معاً میرے دل میں خیال آیا یہ یہ آواز مجھے ہی دی جارہی ہے۔ (۱۳۸/ ۷ فتح الباری)

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر بھی اپنے اردادے سے باز نہ آئے اور آگے بڑھے نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا اے عمر دوپہر کے وقت کس ارادے سے جارہے ہو کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جارہا ہوں نعیم نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح بچ سکو گے عمر نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ تو بھی بے دین ہوگیا ہے اور اپنا آبائی مذہب چھوڑ بیٹھا ہے نعیم نے کہا آپ کیا کہتے ہیں آپ کو معلوم نہیں آپکی بہن فاطمہ اور آپکے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ دونوں تمہارا دین چھوڑ کر اسلام قبول کر چکے ہیں حضرت عمر یہ سنتے ہی غصے میں بھرے بہن کے گھر پہنچے اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ جو انکی بہن اور بہنوئی کو تعلیم قرآن دے رہے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سن کر ہی چھپ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور بہن اور بہنوئی سے کہا شاید تم دونوں صابی ہوگئے ہو بہنوئی نے کہا اے عمر اگر تمہارا دین حق نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین حق ہو تو بتاؤ کیا کرنا چاہئے بہنوئی کا یہ جواب سن کر عمر ان پر پل پڑے بہن شوہر کو چھڑانے کے لیے آئیں تو ان کو اس قدر مارا کہ چہرہ خون آلود ہوگیا اس وقت بہن نے کہا اے خطاب کے بیٹے تجھ سے جو کچھ ہوسکتا ہے وہ کرلے ہم تو مسلمان ہوچکے ہیں ہم اپنے مذہب سے پھر نہیں سکتے۔

مگر ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ جو پڑھ رہے تھے یہ سنتے ہی حضرت خباب پوشیدہ جگہ سے باہر آ گئے اور بہن نے کہا اے عمر تم غسل جنابت نہیں کرتے تم ناپاک ہو قرآن کو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں جاؤ وضو کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر وضو یا غسل کیا اور قرآن ہاتھ میں لے کر اسے پڑھنا شروع کیا جب سورہ طٰہٰ کی اس آیت پر پہنچے۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

میں معبود برحق ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو نماز کو میری یاد کے لئے قائم کرو۔

بے ساختہ پکار اٹھے کیسا اچھا کلام ہے حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا اے عمر تم کو بشارت ہو میں امید کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے خباب مجھے آپ کے پاس لے چلو حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر دار ارقم کی طرف چلے وہاں پہنچے تو دیکھا دروازے بند تھے دستک دی اور اندر آنے کی اجازت لی یہ معلوم کر کے کہ عمر اندر آنا چاہتے ہیں کوئی دروازہ کھولنے کی جرأت نہ کرتا حضرت حمزہ نے فرمایا کہ دروازہ کھولدو اس لئے کہ

اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کر دونگا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دونگا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دروازہ کھولنے کی اجازت دے دی دروازہ کھول دیا گیا اور دو آدمیوں نے آپکے دونوں بازو پکڑے اور آپ کے سامنے کھڑا

کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کرتا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا کیسے آنا ہوا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرط مسرت سے نعرہ بلند فرمایا آپ کے اسلام لانے سے کعبہ میں علی الاعلان نماز پڑھنی شروع ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکا نام فاروق (رضی اللہ عنہ) رکھا۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بشر نامی ایک منافق تھا۔ اس کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا اس جھگڑے میں یہودی سچا تھا۔ منافق جھوٹا تھا۔ یہودی بولا چلو اسکا فیصلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائیں منافق بولا نہیں اسکا فیصلہ کعب بن اشرف سے کراتے ہیں یہودی نے کہا تو عجیب مسلمان ہے کہ اپنے نبی کے پاس جانے اور ان سے فیصلہ کرانے سے کتراتا ہے منافق شرمندہ ہو کر اس یہودی کے ساتھ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا بیان سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا کیونکہ وہ سچا تھا وہاں سے نکل کر منافق بولا کہ میں اس فیصلے سے راضی نہیں ہوں چلو یہ فیصلہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کرائیں چنانچہ وہ دونوں بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے آپ نے بھی دونوں کے بیان سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا وہاں سے نکل کر بشر منافق بولا میری تسلی اب بھی نہیں ہوئی چلو فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرائین چنانچہ یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے حق میں فیصلہ فرما دیا ہے مگر بشر راضی نہیں ہوا اب مجھے آپ کے پاس لایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا واقعہ

درست ہے بشر بولا ہاں آپ نے فرمایا تم دونوں ٹھہرو میں گھر سے ہوکر آتا ہوں چنانچہ آپ گھر میں تشریف لے گئے تلوار لائے اور منافق کی گردن کاٹ دی فرمایا جو رسول کریم ﷺ اور صدیق کے فیصلے سے راضی نہ ہو میرے پاس اسکا یہی فیصلہ ہے منافق کے رشتہ داروں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اصل واقعہ پوچھا آپ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ اس مردود نے آپ کے فیصلہ کو ٹھکرایا جو آپ کے فیصلے پر کسی اور کا فیصلہ چاہیے اسکا فیصلہ میرے پاس تو یہی ہے اسی دم جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ آیہ کریمہ لائے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔

اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

اور جبریل نے عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا عمر آج سے تم فاروق ہو۔

(تفسیر کبیر + روح المعانی زیر آیت متذکرہ)

(ج) حضرت النزال بن سیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خوش مزاجی کے موڈ میں تھے میں نے ان سے پوچھا یا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا:

ذَاكَ امْرَءٌ سَمَّاهُ اللّٰهُ الْفَارُوْقَ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔

یہ وہ انسان ہیں کہ خدا نے انکا نام فاروق رکھا ہے انہوں نے حق اور باطل میں تفریق کی ہے (۲۴۶/۱ الریاض النضرۃ)

(د) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا میں جبریل کے ساتھ مسجد میں باتیں کر رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے جبریل نے عرض کی یہ آپ کے بھائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے کہا جبریل واقعی معاملہ ایسا ہی ہے اے جبریل کیا آسمان میں انکا ایسا نام ہے جیسا زمین میں ہے جبریل نے عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ان کا آسمان میں نام زمین کی نسبت زیادہ مشہور ہے انکا آسمان میں نام فاروق ہے اور زمین انکا نام عمر ہے۔ (۲۴۶/۱ الریاض النضرۃ)

موافقات

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں گیا اور دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے میں نے کہا میں آج اس کو دریافت کر کے رہوں گا پہلے میں عائشہ صدیقہ کے پاس گیا اور کہا کہ عائشہ تمہارا یہ حال ہو گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے لگیں انہوں نے کہا عمر تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنوں کی خبر لو میں حفصہ کے پاس آیا کہا اے حفصہ تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے محبت نہیں کرتے اگر میں نہ ہوتا تو وہ تمہیں طلاق دے دیتے یہ سن کر وہ زار و قطار رونے لگیں پھر میں نے پوچھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں کہا آپ اپنے حجرے میں ہیں میں آپ کے پاس آیا دیکھا کہ آپکا خادم کھڑکی میں بیٹھا ہے میں نے کہا رباح رسول پاک سے میرے آنے کی اجازت لے لو میں خیال کرتا ہوں کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان ہو کہ میں آپ کے پاس حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر آپ فرمائیں گے تو حفصہ کی گردن ماردونگا رباح نے پھر کھڑکی کی طرف دیکھا اور مجھے ہاتھ سے اندر آنے کی طرف اشارہ کیا میں

اندر داخل ہوا تو آپ صرف ایک تہ بند باندھے ایک بورئے پر لیٹے تھے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے، اور بورئے کے نقش آپ کے جسم پر اچھلے ہوئے تھے میں نے حجرے میں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ایک طرف دو مٹھی جو رکھے ہوئے ہیں ایک مٹھی برگ سلم اور دو چمڑے نیم دباغت شدہ یہ دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں فرمایا اے عمر کیوں روتے ہو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ رووں آپ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں اور بہترین خلق ہے اور یہ قیصر و کسریٰ ہیں جو محلوں میں راحت و آرام سے ہیں اور آپ اس حال میں ہیں فرمایا اے ابن خطاب کیا تم راضی نہیں کہ ہمارے لئے آخرت ہے ان کے لئے دنیا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ کی حمد کرتا ہوں میں نے بہت کم معاملات میں گفتگو کی مگر یہ کہ اللہ نے میرے تصدیق نازل فرمائی میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے اگر آپ نے طلاق دے دی ہے تو اللہ جبریل میں ابوبکر اور صالح مومنین آپ کے ساتھ ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

اگر تم اس پر غلبہ کروگی تو اللہ اس کا مددگار ہے جبریل اور صالح مومنین

پھر میں نے عرض کی لوگ کہہ رہے ہیں کہ شاید آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے آپ کے چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے پھر آپ خوش ہوگئے اور آپ نے تکبیر کہی آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہوئے جو تمام لوگوں کے دانتوں سے زیادہ خوشنما تھے پھر فرمایا میں نے انہیں طلاق نہیں دی میں نے عرض کیا میں لوگوں کو اطلاع کر دوں کہ آپ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی فرمایا اگر تم چاہو تو اطلاع کردو میں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا

کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔

(۱۵۰/۱ مسند ابی لیلیٰ) (۳۴۰/۱ ازالۃ الخفاء)

(ب) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی نے انتقال کیا تو اس کا بیٹا عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ اپنی قمیض عنایت فرمائیں جس میں اسے کفن دیا جائے اور دوسری درخواست یہ کی کہ آپ اسکی نماز جنازہ پڑھائیں حضور اسکی نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر نے آپ کا دامن پکڑلیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اسکی نماز جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو نماز جنازہ پڑھانے سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔

ان کے لئے استغفار کرو یا نہ کرو اگرچہ ستر بار استغفار کر خدا ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

سو میں ستر سے زیادہ مغفرت کی دعا کرونگا آپ نے اسکی نماز جنازہ پڑھائی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

ہرگز ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں اور نہ انکی قبر پر کھڑے ہوں۔ (صحیحین)

(ج) تفسیر کبیر نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زمین مدینہ سے باہر تھی آپ اکثر اس کی دیکھ بھال کے لئے جاتے تھے وہاں سے قریب ہی یہودیوں کا ایک مدرسہ تھا آپ جب بھی اپنی زمین میں جاتے تو اس مدرسہ میں ضرور تشریف لے

جاتے اور وہاں یہودیوں کے وعظ اور نصیحت سنتے اتفاقاً ایک مرتبہ مدرسہ میں ایسے وقت میں پہنچے جبکہ وہاں سارے علماء یہود جمع تھے سب نے کہا مرحبا ہم آپ سے بہت محبت کرتے ہیں اور غالباً آپ بھی ہم سے محبت کرتے ہیں کیونکہ آپ کے سوا کوئی اور صحابی ہمارے مدرسہ میں نہیں آتا فرمایا کہ اے یہودیو! میں اس لئے نہیں آتا کہ مجھے تم سے محبت یا اپنے دین میں کوئی شک ہے یا تمہارے دین کی طرف کچھ میلان ہے میں تو صرف آتا ہوں کہ تمہاری کتابوں سے اپنے قرآن کی حقانیت اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل معلوم کر کے اپنے ایمان کو اور قوی کروں الحمدللہ اتنے روز کی آمدورفت میں اپنے دین اور ایمان پر میرا یقین اور بڑھ گیا اور تمہارے بدنصیبی پر افسوس کرتا ہوں کہ تم تورات میں اس نبی کے فضائل دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہیں لاتے تب یہودیوں نے کہا کہ جبریل ہمارے دشمن ہیں کہ ہمارے راز تمہارے نبی تک پہنچاتے ہیں اور ہم پر سارے مصائب انہیں کے ہاتھوں آئے میکائیل ہمارے دوست ہیں کیونکہ یہ بارش اور رحمت لاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جبریل اور میکائیل کا بارگاہ الٰہی میں کیا درجہ ہے وہ بولے دونوں اس بارگاہ کے مقرب ہیں دونوں پر تجلی ہوتی ہے جبریل دائیں اور میکائیل بائیں طرف رہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم گدھوں سے زیادہ بے عقل کون ہوگا جو دونوں مقبول بارگاہ ہیں پھر جو ایک کا دشمن ہے وہ دونوں کا دشمن ہے اور جو ان کا دشمن ہے وہ رب کا دشمن ہے یہ کہہ کر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے ابھی راستے میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے عمر رب نے تمہارے کلام کی موافقت فرمائی ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ

عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِيْنَ۔

جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

(د) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی ازواج کو پردے میں رکھیں آپ کے پاس فاسق وفاجر ہر قسم کے لوگ آتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ۔

جب ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

(ازالۃ الخفاء ۲/۳۳۴)

(ن) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا کہ اللہ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کی یارسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گردن مروا دیجئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا اور فرمایا کہ تمہیں اللہ نے ان پر قدرت دی ہے اور یہ تمہارے بھائی بند ہیں۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گردن مروا دیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا اور پھر تیسری دفعہ فرمایا اللہ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے اور یہ تمہارے بھائی بند ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا یارسول اللہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ انہیں معاف فرما دیں اور ان سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جو ملال تھا وہ دور ہو گیا اور آپ نے فدیہ لے کر چھوڑ دیا خدا تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

اگر اللہ کا لکھا ہوا سبقت نہ لے جاتا تو فدیہ لینے پر تمہیں عذاب عظیم میں مبتلا کیا جاتا۔ (ازالۃ الخفاء۲/۳۳۴)

(ی) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ آپ مقام ابراہیم کو مصلّٰی بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔

مقام ابراہیم کو جائے مصلّٰی بنالو۔ (ازالۃ الخفاء۲/۳۴۰)

عدالت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

(ا) حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل ذکر کر رہے تھے جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر سنا تو آپ بہت روئے حتیٰ کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی پھر فرمایا اللہ رحم فرمائے اس شخص پر جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اور حدود اللہ قائم کیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا حضرت عمر کو امر الٰہی میں لوم لائم کا خوف بالکل نہ ہوتا تھا میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے اپنے لڑکے پر حد قائم کی جس سے وہ جان بر نہ ہوسکا کہا گیا اے ابن عم رسول بیان کیجئے اس کی کیفیت کیسے ہے فرمایا میں ایک روز مسجد نبوی میں تھا اور بہت سے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے ایک جوان لڑکی آئی اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کیا تجھے کچھ کہنا ہے کہا ہاں یہ لڑکا آپ کا ہے جو میرے شکم سے ہے فرمایا میں تجھے پہچانتا بھی نہیں لڑکی رونے لگی اور عرض

کی یا امیر المومنین اگر چہ یہ آپ کی پشت سے نہیں لیکن یہ آپ کے لڑکے کا لڑکا ہے فرمایا حلال سے یا حرام سے عرض کی میری جانب سے حلال سے اور اس کی جانب سے حرام سے فرمایا یہ کس طرح ذرا اللہ سے ڈر کر سچ سچ بیان کر عرض کی اے امیر المومنین عرصہ ہوا میں ایک روز بنی نجار کے باغ سے گزر رہی تھی کہ آپ کا لڑکا ابوشحمہ بحالت مخمور میرے پاس آیا اور شراب اس نے یہودیوں کی قربان گاہ سے پی تھی اس نے مجھے ورغلایا اور باغ کی طرف کھینچ کر لے گیا اور مطلب برآری کی اور مجھے غشی طاری ہوئی میں نے اس معاملہ کو اپنے چچا اور ہمسایوں سے چھپایا حتیٰ کہ مجھے زمانہ ولادت محسوس ہوا اور میں فلاں مقام پر چلی گئی اور وہاں میں نے یہ لڑکا جنا میں نے چاہا کہ اسے مار ڈالوں مگر مجھے ندامت آئی سو اب آپ میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیں جو بھی حکم الٰہی ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کو حکم دیا اس نے منادی کی اور لوگ مسجد میں جمع ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ لوگ متفرق نہ ہوں میں ابھی آتا ہوں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا تم میرے ساتھ آؤ پھر آپ نے مکان پر آ کر پوچھا کیا یہاں ابوشحمہ ہے کہا ہاں وہ ابھی کھانا کھانے بیٹھے ہیں آپ اندر گئے اور کہا اے فرزند من کھانا کھا لو شاید یہ تمہارا آخری کھانا ہو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ لڑکے کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کانپ کر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ گیا آپ نے فرمایا اے فرزند من میں کون ہوں عرض کی آپ میرے والد اور امیر المومنین ہیں فرمایا کہ تم پر میری اطاعت کا حق ہے کہا مجھ پر آپ کے دو حق واجب الادا ہیں ایک والد ہونے کی حیثیت سے اور ایک امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے فرمایا بحق نبیک وابیک میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم کسی وقت یہودیوں کی قربان گاہ میں گئے اور وہاں تم نے شراب پی کہا مجھ سے ایسا ہوا ہے اور میں اس سے تائب ہو گیا ہوں

فرمایا مومنین کا رأس مال تو یہ ہی ہے پھر فرمایا فرزند میں تم سے اللہ تعالیٰ کی قسم
دے کر پوچھتا ہوں کہ تم بنی نجار کے باغ کی طرف گئے وہاں تم نے ایک عورت کو
پکڑ کر اس سے بدکاری کی ہے یہ سن کر ابوشحمہ ساکت ہو گئے اور رونے لگے فرمایا
اے فرزند من شرم کی کوئی بات نہیں سچ بولو اللہ سچ بولنے والے کو دوست رکھتا ہے
عرض کی ہاں مجھ سے ایسا ہوا ہے اور میں اس سے تائب ہوں جب آپ نے ان
کا یہ کلام سنا تو آپ نے انہیں پکڑ لیا اور گریبان پکڑ کر مسجد کی طرف لے گئے
ابوشحمہ نے کہا اے پدر من آپ تلوار لے کر میرے ٹکڑے کر دیجئے مگر مجھے
رسوا نہ کیجئے فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی ہے خدا فرماتا ہے۔

وَيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

چاہئے کہ ان دونون کی سزا کے وقت مومنوں کا ایک گروہ موجود ہو۔

آپ اس کو کھینچتے ہوئے مسجد میں اصحاب رسول کے سامنے لے آئے
اور فرمایا عورت سچ کہتی ہے ابوشحمہ نے اقرار کرلیا ہے پھر آپ نے غلام افلح سے
کہا اس میرے لڑکے کو پکڑ لو اور اسے درے مارو اور ہرگز مارنے میں ذرا بھی
کوتاہی نہ کرو افلح رونے لگے اور کہا میں یہ کام نہ کرسکوں گا فرمایا اے افلح میری
اطاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے تو کر جو میں کہتا ہوں حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ نے ابوشحمہ کے کپڑے اتروائے اور بآواز رونے
لگے اور ابوشحمہ کہنے لگا اے باپ رحم کرو مجھ پر رحم کرو آپ نے روکر فرمایا تمہارا
پروردگار تم پر رحم فرمائیگا میں تمہیں حد اس لئے مارتا ہوں کہ پروردگار تجھ پر رحم
کرے اور مجھ پر بھی پھر فرمایا اے افلح مارنا شرودع کرو اس نے مارنا شروع کیا
اور ابوشحمہ فریاد کرتے جاتے تھے جب افلح ستر تک پہنچا تو ابوشحمہ نے کہا اے
پدر من مجھے ایک گھونٹ پانی دیجئے فرمایا اے فرزند من اگر پروردگار تمہیں پاک

کردے گا تو حضرت محمد ﷺ تمہیں حوض کوثر کا پانی پلائیں گے جسکے بعد کبھی پیاسے نہ ہوگے پھر فرمایا اے افلح مارو جب اسی تک نوبت پہنچی تو ابوشحمہ نے کہا اباجان آپ کو سلام ہو فرمایا تم پر بھی سلام ہو اگر تم حضرت محمد ﷺ سے ملاقات کرو تو میری بھی ان کو سلام کہنا اور کہنا عمر قرآن پڑھ کر اس پر عمل کرتا ہے اور میں اس کو حدود قائم کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں پھر فرمایا افلح مارو جب نوے تک نوبت پہنچی تو ابو شحمہ خاموش اور ضعیف ہو گئے اور زبان بند ہو گئی اصحاب رسول نے کہا جب قدر حد باقی رہ گئی اس کو دوسرے وقت پر مؤخر کر دیجئے آپ نے فرمایا گناہ میں دیر نہیں کی گئی تو حد میں کیوں تاخیر کی جائے کسی نے ابوشحمہ کی ماں کو اطلاع کر دی وہ روتی ہوئی آئیں اور کہنے لگیں باقی جتنے درے رہ گئے ہیں ہر درے کے بدلے پیدل حج کرونگی صدقہ دونگی فرمایا حج اور صدقہ حد کا قائم مقام نہیں ہو سکتے افلح حد پوری کرو جب حد کا آخری درہ لگا تو ابوشحمہ چیخے اور زمین پر گر پڑے آپ نے اس کا سر گود میں لے لیا اور رو کر فرمانے لگے باپ تجھ پر قربان تجھے حق نے قتل کیا ہے جب لوگوں نے پاس آ کر دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی یہ بڑا سخت دن تھا لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں جب چالیس دن گزر گئے تو حذیفہ بن یمان صبح کو ہمارے پاس آئے اور بیان کیا کہ میں نے ابوشحمہ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ دیکھا اور وہ دو سبز جبے پہنے ہوئے ہیں اور حضور نے فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ قرآن پڑھو اور حدود قائم کرو اور ابوشحمہ نے کہا اے حذیفہ میرے والد کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ آپ کو پاک کرے جس طرح آپ نے مجھے پاک کیا۔

(۲/۳۰۹ ازالۃ الخفاء)(۸/۳۱۵ سنن کبریٰ)(۲/۴۲ الریاض النضرۃ)(۹/۲۴۰ مصنف عبدالرزاق)

(ب) حضرت عبداللہ بن ربیعہ بدری رضی اللہ عنہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کا عامل بنایا ہوا تھا اور قدامہ بھی بدری صحابی ہیں یہ ابن عمر اور حفصہ کے ماموں تھے جب جارود بحرین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور بیان کیا کہ میں نے قدامہ بن مظعون کو دیکھا کہ انہوں نے شراب پی پھر جب میں نے دیکھا کہ حد مارنے کے قابل ہوئے تو مجھ پر فرض ہوا کہ آپ تک میں یہ واقعہ پہنچاؤں آپ نے پوچھا اس پر اور بھی کوئی گواہ ہے عرض کی ابو ہریرہ آپ نے انہیں بلوایا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انہیں شراب پیتے نہیں دیکھا مگر میں نے انہیں مخمور اور قے کرتے دیکھا ہے فرمایا ابو ہریرہ تم نے شہادت میں اختلاف پیدا کر دیا اس کے بعد آپ نے قدامہ کو لکھا کہ مدینہ پہنچو جب وہ مدینہ آ گئے اور جارود بھی وہاں موجود تھے انہوں نے کہا اب آپ، ان پر کتاب اللہ کا حکم نافذ کریں آپ نے ان سے کہا تم مدعی ہو یا گواہ جارود نے کہا مدعی نہیں بلکہ گواہ ہوں آپ نے فرمایا تم اپنی شہادت دے چکے اس کے بعد جارود ساکت ہوا گئے پھر کہنے لگے میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ تم خاموش رہو ورنہ میں تم کو سزا دونگا جارود نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ شراب تو آپ کے چچازاد بھائی پئیں اور سزا آپ مجھے دیں بعدازاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آپ کو ہماری شہادت میں شک ہے تو آپ قدامہ کی بیوی سے پوچھ لیں آپ نے انکی زوجہ کی پاس آدمی بھیجا اور قسم دلا کر ان سے پوچھا چنانچہ انہوں نے اپنے شوہر کے خلاف شہادت دی آپ نے فرمایا قدامہ میں تمہیں حد مارنے والا ہوں وہ بیمار تھے لوگوں کے کہنے کی وجہ سے سزا کو مؤخر کر دیا گیا پھر آپ نے اسلم کو کوڑا لانے کا حکم دیا وہ کوڑا لایا اور آپ کو حد ماری گئی۔ (۳۱۴ ازالۃ الخفاء)

(ج) ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہیں جارہے تھے کہ راستے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی سلام کے بعد دونوں کھڑے ہوگئے اور امامین دونوں کے دائیں بائیں کھڑے ہوگئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کیوں رورہے ہیں فرمایا مجھ سے زیادہ رونے کا حقدار اور کون ہے میں اس امت کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں نہ جانے خیر کے ساتھ کرتا ہوں یا شر کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ تو عدل وانصاف کرتے ہیں پھر بھی آپ روتے ہیں یہاں تک کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے عدل وانصاف کا تذکرہ کیا پھر امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ذکر کیا اب آپ خاموش ہوگئے اور امامین سے فرمایا کیا آپ دونوں میرے عدل وانصاف کی گواہی دیتے ہیں دونوں شہزادوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا آپ نے فرمایا بے شک گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ شہادت دیتا ہوں۔

(۲/۳۱۹ ازالۃ الخفاء)(۲/۶۰ الریاض)

(د) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مار کر زخمی کر دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھنے آئے اس وقت آپ کا سر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا آپ نے کھجوروں کا شربت منگوا کر پیا وہ آپ کے زخموں سے باہر نکل گیا آپ سمجھ گئے کہ موت قریب ہے ابن عمر سے کہا میرا سر نیچے رکھ دو انہوں نے آپ کے سر اقدس کو نیچے رکھ دیا اس پر حضرت عمر نے کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم کرے اگر میرے پاس مشرق اور مغرب کی درمیانی جگہ بھر دولت ہوتی تو میں دے کر قیامت کے ہول سے نجات پالیتا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین آپ ایسی بات کیوں کررہے ہیں خدا کی قسم آپ کا سلام میں داخل ہونا باعث عزت تھا اور آپکی حکومت فتوحات کا سبب تھی اور آپ نے زمین

کو عدل سے بھر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو انہوں ذرا توقف کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس گواہی دو اور میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ (۱۶۷/۱۱ تاریخ بغداد)

(ن) ایک مصری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المومنین میں ظلم سے آپ کی پناہ لیتا ہوں امیر المومنین نے فرمایا تو نے سچی پناہ لی واقعہ یہ ہوا کہ عمرو بن العاص امیر المومنین کی طرف سے مصر کا گورنر تھا یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے ان کے بیٹے کے ساتھ دوڑ کی میں دوڑ میں آگے نکل گیا صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا میں دود کریم والدین کا بیٹا ہوں اس فریاد پر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ عمرو بن العاص اپنے بیٹے کو لے کر مدینہ حاضر ہو دونوں حاضر ہوئے حضرت عمر نے مصری کو حکم دیا کوڑا لے کر مار اس نے بدلہ لینا شروع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے تھے کہ مرد دولیموں کے بیٹے کو حضرت انس فرماتے ہیں جب اس نے مارنا شروع کیا تو ہمارا جی چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا بدلہ لے اس نے اتنا مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش اب ہاتھ اٹھا لے جب مصری فارغ ہوا تو حضرت عمر نے کہا اب یہ کوڑا عمر کو بھی مار انہوں نے کیوں نہ دادرسی کی اور بیٹے کا لحاظ کیوں کیا مصری نے کہا مجھے بیٹے نے مارا تھا میں اُس سے بدلہ لے چکا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے لوگوں کو کب سے اپنا غلام بنالیا ہے حالانکہ ماں کے پیٹ سے وہ آزاد پیدا ہوئے تھے عمرو بن العاص نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھے خبر ہوئی اور نہ یہ شخص میرے پاس آیا۔ (۲۴۴ الامن والعلیٰ)

(ی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب مدائن کا شہر فتح ہوا تو حضرت عمر نے مسجد نبوی میں چرمی بچھا

کر اس پر مال غنیمت جمع فرمایا سب سے پہلے امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا امیر المومنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے ہمیں عطا کرو آپ نے فرمایا بڑی خوشی سے لیجئے اور ایک ہزار درہم عطا کئے فوراً بعد امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے ان کو بھی ایک ہزار درہم عطا کئے بعد میں آپ کے اپنے صاحبزادے عبداللہ تشریف لائے ان کو آپ نے پانچ سو درہم عطا کئے اس پر حضرت عبداللہ نے عرض کی یا امیر المومنین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جوان نہیں تھا اور آپ کے حضور جہاد کرتا تھا اور حسنین اس وقت بچے تھے اور مدینہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم دئے ہیں اور مجھے پانچ سو درہم دئے ہیں آپ نے فرمایا بیٹا پہلے وہ مقام اور فضیلت تو حاصل کرو جو حسنین کو حاصل ہے پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرنا ان کے باپ علی المرتضیٰ ماں فاطمہ نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نانی خدیجہ الکبریٰ چچا جعفر طیار پھوپھی ام ہانی ماموں ابراہیم خالہ زینب رقیہ اور ام کلثوم دختران پیغمبر خدا ہیں یہ سن کر حضرت عبداللہ خاموش ہو گئے۔

(الریاض النضرۃ ۲/۲۸)

اس واقعہ کی خبر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حضرت عمر اہل جنت کے چراغ ہیں ان کے اس ارشاد کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی آپ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ حضرت علی کے دروازے پر تشریف لے گئے حضرت علی باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا اے علی کیا تم نے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چراغ اہل جنت فرمایا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں نے سنا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ حدیث اپنے ہاتھ سے لکھدو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔

یہ وہ بات ہے جس کے ضامن ہوئے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ واسطے عمر

کے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے جبریل نے ان سے اللہ تعالیٰ نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کے چراغ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا لے کر اپنے پاس رکھ لیا اور وصیت کی کہ میری وفات کے بعد تحریر کفن میں رکھدی جائے چنانچہ آپکی شہادت پر وہ کاغذ وصیت آپکے کفن میں رکھ دیا گیا۔ (۲۸۲/۱ الریاض)

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اوصاف حمیدہ

حدیث نمبر ۱:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی اس وقت حضور ﷺ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں اور زور زور سے باتیں کررہی تھیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی اور ان عورتوں نے انکی آواز سنی وہ عورتیں اٹھ کھڑی ہوئیں اور پردے کی طرف دوڑ ئیں اور عمر اندر آئے اور رسول خدا کو مسکراتا دیکھ کر کہا خدا تعالیٰ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنسائے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان عورتوں کی حالت پر مجھ کو تعجب ہے کہ تمہاری آواز سنتے ہی پردے میں چلے گئیں حضرت عمر نے ان کو مخاطب کر کے کہا اے اپنی جان کی دشمن عورتوں تم مجھ سے درتی ہو اور رسول خدا ﷺ سے نہیں ڈرتی انہوں نے کہا ہاں اس لئے کہ تم عادت کے سخت ہو پھر سخت گو ہو رسول خدا نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے اور کوئی بات کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

جب تم راستے پر چلتے ہو تو شیطان تم سے نہیں ملتا بلکہ جس راہ پر تم چلتے ہو اس کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلتا ہے۔ (۳/۲۴۲ مشکوٰۃ)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے غیر مفہوم سخت آواز اور بچوں کا شور وغل سنا یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور باہر تشریف لے جا کر دیکھا کہ ایک حبشی عورت اچھل رہی ہے اور بچے اس کے گرد جمع ہیں آپ نے دیکھ کر فرمایا اے عائشہ ادھر آ ؤ تم بھی دیکھو چنانچہ میں گئی اور آپ کے پیچھے کھڑی ہو کر ٹھوڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ کر کندھے اور سر کے درمیان سے اس عورت کو دیکھنا شروع کیا تھوڑی دیر بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کیا ابھی دیکھنے سے جی نہیں بھرا تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر یہی فرمایا اور میں نے ہر دفعہ یہی کہا کہ ابھی نہیں اور اس سے میرا منشاء یہ تھا کہ میں یہ معلوم کروں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں میرا کیا مرتبہ ہے اور مجھ سے کتنی محبت ہے اچانک حضرت عمر آ گئے اور جو لوگ کھڑے عورت کا تماشا دیکھ رہے تھے وہ ان کو دیکھتے ہیں منتشر ہو گئے رسول خدا نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَ نْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ جنوں اور انسانوں کے شیطان عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔ (۳/۲۴۵ مشکوٰۃ)

حدیث نمبر ۳:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے ایک جن سے کشتی کی اور اس کو گرالیا جن نے کہا

دوبارہ آؤ اس نے دوبارہ بھی اسے گرا لیا اس آدمی نے جن سے کہا تمہارے ہاتھ کتے کی طرح ہیں کیا تم جن اسی طرح کے ہوتے ہو اس نے کہا ہاں اور کہا میں جنوں میں سے ہوں پھر اس جن نے کہا تیسری مرتبہ مجھ سے کشتی لڑو اگر تم نے مجھے گرا لیا تو میں تجھے ایسی چیز بتاؤں گا جو تمہیں نفع دے اس آدمی نے اسے تیسری مرتبہ بھی گرا لیا اور جن سے کہا مجھے بتاؤ وہ کیا چیز ہے جن نے کہا کیا تم آیت الکرسی پڑھتے ہو کہا ہاں تو اسے جس مکان میں پڑھے گا شیطان اس مکان سے نکل جائیگا یہاں تک کہ صبح ہو جائے لوگوں میں سے کسی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا وہ آدمی کون تھا نبی کے صحابہ میں سے کیا وہ عمر تھا انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔ (۲۸۲/۱ الریاض)

حدیث نمبر ۴:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے ہیں انہوں نے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے جوان دیا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہوں ابن سلام نے کہا اٹھ قفل جہنم کے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انکی رنگت بدل گئی اور اپنے والد عمر کے پاس آئے اور عرض کی ابا جان آپ نے کچھ سنا ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کیا کہا ہے کہا اے بیٹا اس نے تجھے کیا کہا ہے کیا اس نے مجھے کہا ہے اٹھ قفل جہنم کے بیٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عمر کے لئے ہلاکت ہے اگر چالیس سال کی عبادت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری اور مسلمانوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے کے بعد بھی عمر جہنم میں جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے چادر اوڑھی اور درہ اپنے کندھے پر رکھا اور چلے سامنے سے حضرت

عبداللہ بن سلام سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا اے عبداللہ تمہاری یہ بات مجھ تک پہنچی ہے کہ تم نے میرے بیٹے سے کہا ہے اے قفل جہنم کے بیٹے انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا ہے آپ نے فرمایا تم نے یہ بات کیسے کہی کہ میں جہنم میں ہوں حتیٰ کہ میں جہنم کا قفل ہوں ابن سلام نے فرمایا معاذ اللہ اے امیر المومنین آپ جہنم میں نہیں لیکن قفل جہنم ہیں پوچھا وہ کیسے ابن سلام نے کہا میرے آباواجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انہوں نے جبریل سے خبر دی کی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک آدمی ہوگا جس کا نام عمر ہوگا وہ جب تک اس امت میں رہے گا جہنم کو قفل لگا رہے گا اور انکی موت پر یہ قفل کھل جائیگا۔ (۲۷۷/۱ الریاض النضرۃ)

حدیث نمبر ۵:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ حضرت ام کلثوم دختر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو بلایا انہوں ان کو روتے ہوئے پایا سبب پوچھا کہایا امیر المومنین یہ یہودی یعنی کعب احبار یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہیں امیر المومنین نے فرمایا جو خدا چاہے مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا فرمایا ہے پھر حضرت کعب کو بلا بھیجا انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی یا امیر المومنین مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجہ کا مہینہ گزرنے نہ پائیگا کہ آپ جنت میں پہنچ جائیں گے فرمایا یہ کیا بات ہوئی کبھی جنت میں کبھی نار میں عرض کی یا امیر المومنین قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں۔

(۳/۳۳۱ طبقات ابن سعد)

حدیث نمبر ۶:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کو اسکی کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو منکر نکیر آتے ہیں اور وہ دونوں سخت طبیعت کے ہیں ان کے رنگ سیاہ رات کی طرح آواز بجلی کی کڑک کی طرح آنکھیں نہایت چمکدار جیسے ستارے اور انکے دانت نیزوں کی طرح ہر ایک کے ہاتھ میں ایسی گرز کے سارے جن وانس اسے اٹھا نہ سکیں وہ قبر والے آدمی سے اس کے پروردگار نبی اور دین کے بارے میں سوال کرتے ہیں حضرت عمر نے عرض کی جب دونوں میرے پاس آئیں گے تو میں اسی ہوش وحواس میں ہونگا حضور نے فرمایا ہاں عرض کی پھر میں ان کے لئے کافی ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا جبریل نے مجھے خبر دی کہ نکیرین دونوں تیرے پاس آئیں گے اور تجھ سے پوچھیں گے تیرا رب کون ہے تو کہے گا میرا رب اللہ ہے تم دونوں کا رب کون ہے وہ پوچھیں گے تیرا نبی کون ہے تو کہے گا میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں کا نبی کون ہے پھر وہ پوچھیں گے تیرا دین کیا ہے تو کہے گا میرا دین اسلام ہے تم دونوں کا دین کیا ہے اس پر وہ دونوں کہیں گے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بندے کے پاس ہمیں امتحان لینے کے لئے بھیجا گیا ہے یا امتحان دینے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ (۲/۳۳ الریاض النضرۃ)

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے
قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
اور فرشتے مجھ سے پوچھیں تو میں ان سے یوں کہوں

کہ میں پائے ناز سے اے فرشتوں کہوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

حدیث نمبر ۷:

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کے گورنر کو خط لکھا۔ کہ دو سمجھدار آدمی میرے پاس بھیج دو میں ان سے عراق کے حالات دریافت کروں عراق کے گورنر نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو روانہ کر دیا جب یہ مدینہ پہنچے تو ان دونوں نے اپنی سواریاں مسجد کے باہر بٹھائیں اور دونوں مسجد میں داخل ہوئے انکی ملاقات عمرو بن العاص سے ہوئی ان دونوں نے ان سے کہا کہ ہم دونوں کے لئے امیر المومنین سے اجازت لے دو عمرو بن العاص نے کہا تم دونوں نے بڑا اچھا نام تجویز کیا ہے ہم مومن ہیں اور وہ ہمارے امیر ہیں حضرت عمرو حضرت عمر کے پاس تشریف لے گئے اور کہا اسلام علیک یا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس نام سے تم نہ کیوں پکارا انہوں نے جواب دیا لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم دونوں آئے ان دونوں نے اپنی سواریاں مسجد سے باہر بٹھائیں پھر وہ دونوں مسجد میں داخل ہوئے اور کہا اے عمرو ہمارے لئے امیر المومنین سے اجازت حاصل کرلو اور واللہ ان دونوں نے آپ کا نام بالکل ٹھیک رکھا ہے آپ امیر ہیں اور ہم مومن ہیں۔ (۲۷۹/۱ الریاض)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جن کو امیر المومنین کہا گیا۔

خدمت خلق

حدیث نمبر ۱:

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا راستے میں آپ کو ایک جوان عورت ملی اس نے عرض کی یا امیر المومنین میرا خاوند انتقال کر گیا ہے اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو کبھی ایک پاوا بھی نہیں پکا سکتے نہ ان کے لئے کوئی جانور ہے جسکا دودھ پیئیں اور نہ انکی کوئی کھیتی باڑی ہے مجھے خوف ہے کہ ننھے ننھے بچے کہیں ہلاک نہ ہو جائیں آپ جانتے ہیں کہ خفاف غفاری کی بیٹی ہوں اور وہ حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے آپ نے فرمایا بے شک تم ایک شریف آدمی کی بیٹی ہو اس کے بعد واپس ہوئے اور ایک اونٹ کھولا جو گھر میں بندھا ہوا تھا اس پر آپ نے دو تھیلے لادے جو کھانے پینے کی چیزوں اور پہننے کے کپڑوں سے بھرے ہوئے تھے پھر آپ نے اسکی مہار اس عورت کو پکڑا دی اور فرمایا انشاء اللہ یہ تمہارے لئے عمر بھر کے لئے کافی ہوگا ایک شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ نے انہیں بہت مال دے دیا فرمایا تجھے تیری ماں گم کرے میں نے اس کے باپ اور اس کے بھائی کو دیکھا کہ عرصہ تک ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس قلعہ کو فتح کر لیا اور ہم نے اسکا مال غنیمت تقسیم کیا۔ (۲/۳۱۶ ازالۃ الخفاء)

حدیث نمبر ۲:

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات گشت کرتے تھے کہ آپکا گزر ایک گھر سے ہوا جہاں بچے رو رہے تھے ایک ہانڈی پانی سے بھری

آگ پر رکھی تھی آپ اس دروازے کے قریب ہوئے اور پکار کر کہا اے اللہ کی بندی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں اور یہ اس وقت ہانڈی آگ پر کیوں رکھی ہے عرض کیا یہ بھوک سے رو رہے ہیں اور ہانڈی میں پانی ڈال کر آگ پر رکھی ہے تاکہ بچے یہ سمجھیں کچھ پک رہا ہے اور اسی طرح ان کو نیند آ جائے آپ اسکا کلام سن کی بیٹھ گئے اور رونے لگے پھر دارالصدقہ میں آئے اور ایک تھیلے میں آٹا چکنائی گھی کھجور کپڑے اور کچھ روپے بھر کر اپنے غلام اسلم سے کہا یہ بورا مجھے اٹھوا دو اسلم نے کہا یاامیر المومنین میں اٹھا لیتا ہوں آپ نے فرمایا نہیں میں ہی اٹھا کر لے جاؤنگا قیامت کے دن اس قسم کے امور کا سوال تو مجھ سے ہوگا غرض آپ اپنی کندھے پر اٹھا کر اس عورت کے مکان پر لائے اور اسکی ہانڈی میں کچھ آٹا گھی اور کھجور ڈالکر (حلوہ) پکایا پکاتے وقت آگ میں پھونک بھی آپ ہی مارتے اور دھواں آپکی داڑھی کے درمیان سے نکل جاتا تھا کیونکہ آپکی داڑھی بڑی تھی پھر پکا کر آپ نے خود ہی بچوں کو کھلایا۔ (۲/۳۱۶ ازالۃ الخفاء)

حدیث نمبر ۳:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک تاجروں کی جماعت مدینہ آئی ہوئی تھی آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چل کر انکی حفاظت کر سکتے ہو چنانچہ آپ اور وہ گئے اور انکی حفاظت کرتے رہے نمازیں بھی پڑھتے رہے اسی اثنا میں آپ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی آپ اسکی طرف گئے اور اسکی ماں سے کہا اے بندی خدا کی خدا سے ڈر اور اس بچے کو نہ رلا یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ لوٹ آئے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اسکی آواز پھر سنی آپ نے اسکی ماں سے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور پھر اپنی جگہ لوٹ آئے آخری

شب میں آپ نے اس بچے کے رونے کی آواز پھر سنی فرمایا تو کیسی ماں ہے میں نے نہیں سمجھ سکا کہ تیرا بچہ اول شب سے کیوں رو رہا ہے بچے کی ماں نے کہا اے بندہ خدا اوّل شب سے تو نے مجھے تنگ کرنا شروع کیا ہے میں اپنے لڑکے کو دودھ چھڑانے کی عادت ڈال رہی ہوں اس لئے وہ روتا ہے آپ نے پوچھا دودھ چھڑانے کی وجہ کیا ہے عورت نے کہا عمر وظیفہ مقرر نہیں کرتے جب تک بچے کا دودھ نہ چھڑایا جائے آپ نے پوچھا یہ بچہ کتنے مہینوں کا ہے عورت نے بتلایا کہ یہ اتنے مہینے کا ہے آپ نے فرمایا اچھا جلدی نہ کرو جب آپ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو رونے لگے اور فرمانے لگے اے عمر افسوس تو نے اس طرح کتنے بچے ہلاک کیئے ہونگے اس کے بعد منادی کرادی کہ بچوں کے دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کیا کرو ہم بچے کے پیدا ہوتے ہی وظیفہ مقرر کردیا کرینگے اور یہی حکم آپ نے تمام علاقوں میں جاری کرادیا۔ (۲/۳۱۷ ازالۃ الخفاء)

حدیث نمبر ۴:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت کرتے ہوئے ایک اعرابی کے خیمے کے قریب پہنچے اور بیٹھ کر اس سے باتیں کرنے لگے آپ نے اس سے پوچھا ادھر آلے کا سبب کیا ہوا اسی اثناء میں اس کے خیمے سے رونے کی آواز آئی آپ نے پوچھا یہ آواز کیسی ہے اس نے کہا میری بیوی کو دردزہ ہو رہا ہے آپ وہاں سے واپس ہوئے گھر آکر ام کلثوم سے کہا کپڑے پہن کر میرے ساتھ چلو پھر آپ نے اس اعرابی سے آکر کہا ان کو عورت کے پاس جانے کی اجازت دو تاکہ یہ اسے تسلی وتشفی کرسکیں اعرابی نے اجازت دے دی ام کلثوم کے اندر جانے کے تھوڑی دیر بعد انہون نے کہا یاامیر

المومنین اپنے دوست کو مبارکباد دو کہ ان کو خدا نے لڑکا عطا فرمایا ہے جب اعرابی نے امیر المومنین کا لفظ سنا تو بازو سے اٹھ کر سامنے آ بیٹھا اور معذرت کرنے لگا آپ نے فرمای کوئی حرج نہیں تم صبح میرے پاس آنا میں تمہارے بچے کا وظیفہ مقرر کرونگا وہ اعرابی صبح حاضر ہوا آپ نے ذریات کے صیغہ سے اسکا وظیفہ مقرر کردیا۔ (۲/۳۱۷ ازالۃ الخفاء)

حدیث نمبر ۴:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام سے واپس ہوئے تو آپ تنہا ہو کر لوگوں سے حالات دریافت کرنے لگے ایک بڑھیا کے پاس سے گزرے اس کا حال پوچھا بڑھیا نے پوچھا اے شخص عمر کیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا عمر ابھی شام سے واپس ہوئے ہیں بڑھیا نے کہا اسے اللہ میری طرف سے جزائے خیر نہ دے آپ نے کہا بڑھیا عمر کو تیرا حال کیسے معلوم ہوگا جب تک تو اطلاع نہ دے اس نے کہا سبحان اللہ میں نہیں سمجھ سکتی کہ جو شخص خلیفہ ہوا اسے یہ خبر نہ ہو کہ مشرق و مغرب کے درمیان کیا ہو رہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے اے عمر افسوس ہے تجھ پر تیری رعایا تجھ سے کیسی جھگڑتی ہے ہر شخص تجھ سے زیادہ فقیہہ ہے اس کے بعد آپ نے کہا تو اپنی داد خواہی کتنے میں فروخت کرسکتی ہے عمر کو اس پر راضی کرونگا بڑھیا نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے ہمارے ساتھ مذاق نہ کرو آپ نے کہا بڑھیا عمر مسخرہ نہیں غرضکہ بیس درہم میں اسکی داد خواہی خرید لی اسی اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے انہوں نے کہا اسلام علیک یا امیر المومنین بڑھیا سر پر ہاتھ رکھ کر افسوس کرنے لگی کہ اس نے امیر المومنین کے سامنے ان کو برا کہا

پ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم فرمائے افسوس نہ کر تو نے کوئی الزام کی بات نہیں کی
بعدازاں آپ نے چمڑے کا ٹکڑا طلب کیا مگر ملا نہیں آپ نے پوستیں کا ٹکڑا کاٹ
پھر اس پر یہ عبارت لکھی۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ تحریر اس امر کے متعلق ہے کہ عمر نے فلاں بڑھیا
سے اسکی دادخواہی ابتدائے خلافت سے اب تک ۲۵ درہم میں خرید لی ہے اب وہ
قیامت کے دن کوئی دعویٰ نہ کریگی پھر اس پر علی اور ابن مسعود کی گواہی بھی ہوگئی
تحریر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی اگر میری وفات تم سے پہلے ہوئی تو اس تحریر کو
میرے کفن میں رکھ دینا۔ (۷۵/۲ الریاض النضرۃ)

حدیث نمبر ۵:

خلافت فاروقی میں ایک سال مدینہ طیبہ میں ایک عظیم قحط پڑا اس سال
کا نام عام الرمادہ یعنی ہلاکت وتباہی کا سال رکھا گیا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا یہ خط ہے بندہ خدا عمر کی طرف
سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام سلام کے بعد واضح ہو کہ مجھے اپنی جان کی قسم اے
عمرو جب تم اور تمہارے ملک والے سیر ہوں تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں کہ میں اور
میرے ملک والے ہلاک ہوجائیں فیاغوثاہ فیاغوثاہ ارے فریاد کو پہنچ ارے فریاد کو
پہنچ اور اس کلمے کو بار بار لکھا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ عرضی
ہے بندہ خدا کی طرف سے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو بعد سلام عرض ہے میں بار بار
خدمت کو حاضر ہوں میں نے آپ کی خدمت میں غلہ سے لدا اونٹوں کا وہ کارواں
روانہ کیا ہے جس کا اول اونٹ آپ کے پاس ہوگا اور آخری اونٹ میرے پاس
مصر میں ہوں گا آپ پر سلام ہو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کارواں

بھیجا کہ مدینہ طیبہ سے لے کر مصر تک تمام منزلیں اونٹوں سے بھری تھیں یہ
سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں اور آخری اونٹ
میں تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ تمام اونٹ تقسیم کر دیئے ہر گھر کو ایک اونٹ مع ا
بوجھ کے عطا ہوا کہ اناج کھاؤ اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت کھاؤ چربی کھاؤ ا
کھال کے جوتے بناؤ جس کپڑے میں اناج بھرا تھا اس کا لحاف وغیرہ بنا لوا
طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مشکلات کو دور فرمایا۔ (صحیح ابن خزیمہ ۶۸/۴)

حدیث نمبر ۶:

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسجد نبوی مسلمانوں پر تنگ
ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اردگرد کے مکانات خرید کر مسجد میں شامل کر کے اس
وسیع کر دیا صرف امہات المومنین کے حجرے اور حضرت عباس کا مکان رہنے د
پھر حضرت عمر نے حضرت عباس سے فرمایا کہ مسجد مسلمانوں پر تنگ ہو گئی ہے او
میں نے امہات المومنین اور آپ کے مکان کے علاوہ باقی تمام مکانات خرید کر
مسجد کو وسیع کر دیا ہے جہاں تک امہات المومنین کے حجروں کا تعلق ہے ان کو
میں کچھ نہیں کر سکتا اور رہا آپ کا مکان وہ آپ میرے ہاتھ فروخت کر دیں تا ک
میں مسجد میں وسعت کر دوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسا نہیں کر
حضرت عمر نے فرمایا میں آپ پر تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سی آپ ایک
قبول فرمالیں یا تو میرے ہاتھ فروخت کر دیں یا پھر آپ کو اس کے بدلے مکان ب
دیتا ہوں یا آپ یہ مکان مسجد کو دے دیں تا کہ مسجد میں وسعت کر دی جائے
حضرت عباس نے فرمایا مجھے ان میں سے ایک بات بھی منظور نہیں حضرت عمر نے
فرمایا آپ ثالث مقرر کر لیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابی بن کعب کو ثالث ب

ے ہیں یہ دونوں حضرات حضرت ابی بن کعب کے پاس گئے اور ان پر یہ قصہ بیان
یا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر چاہیں تو میں ایک حدیث بیان کروں
میں نے نبی کریم سے سنی ہے ان دونوں نے فرمایا آپ حدیث بیان فرمائیں
یا میں نے نبی کریم سے سنا اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے
لئے ایک گھر تعمیر کرو کہ اس میں میرا ذکر ہو بیت المقدس کے لئے جگہ تجویز ہوئی
ن ایک آدمی کا مکان آڑے آتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس آدمی سے فرمایا
مکان میرے ہاتھ فروخت کردو اس نے انکار کیا حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں
یال آیا کہ یہ مکان اس سے ویسے ہی لے لیتے ہیں خدا نے آپ کو وحی کی میں
نے تمہیں ایک گھر بنانے کو کہا تا کہ اس میں ذکر ہو اور تم اس میں غصب شدہ زمین
شامل کرنا چاہتے ہو اب آپ کو حکم ہے کہ میرا گھر نہ بناؤ عرض کی اس گھر کی تعمیر
میری اولاد کے لئے مختص کر دی جائے خدا نے فرمایا ہاں تیری اولاد میرا یہ گھر تعمیر
کرے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب کا دامن پکڑا اور آپ کو مسجد میں نبی
کریم کے صحابہ کے سامنے لے آئے اور فرمایا اے اصحاب رسول کیا تم نے نبی
کریم سے یہ حدیث سنی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مسجد بیت
المقدس تعمیر کرنے کا حکم دیا پھر یہ حکم لے لیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ
حدیث حضور سے سنی ایک اور آدمی نے کہا میں نے بھی سنی ہے ایک اور آدمی نے
کہا میں نے بھی یہ حدیث سنی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب کو چھوڑ دیا
حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نبی کریم کی حدیث کے بارے
میں مجھ پر تہمت لگانا چاہتے تھے فرمایا ایسی بات نہیں بلکہ میں چاہتا تھا کہ یہ
حدیث سب پر ظاہر ہو جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا
اب آپ تشریف لے جائیں مجھے آپ کے مکان سے کوئی سروکار نہیں حضرت

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب میں یہ مکان مسجد کو دیتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان
اس مکان کے بدلے اور مکان بنا دیا۔ (طبقات ابن سعد ۲۱/۴)

کرامات

انسان چار عناصر سے مرکب ہے آگ پانی ہوا اور مٹی حضرت عمر رضی اللہ
نے چاروں عناصر میں کرامات ظاہر کی ہیں مثلاً:

آگ میں کرامت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکثر مدینہ طیبہ میں
ایک آگ ظاہر ہوا کرتی تھی جس کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں کو بڑی پریشانی ہوتی
تھی ناچار لوگوں نے اس کی شکایت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی آپ نے
سن کر اپنے غلام سے فرمایا اب ایسا اتفاق ہو تو تم میری چادر لے کر آگ کے
سامنے چلا جانا اور اس چادر کو اپنے منہ پر ڈال کر آگ سے یہ کہنا اے آگ
دیکھ لے یہ چادر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے اگر اس کو جلایا تو پھر دیکھنا کہ تو کیسے
عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گی آپ کی چادر کو دیکھ کر آگ غائب ہو گئی پھر مدینہ میں
ظاہر نہ ہوئی۔ (احسن ۷۵)

پانی پر کرامت:

جب شہر مصر فتح ہوا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وہاں کے گورنر مقرر
ہوئے تو کچھ عرصہ کے بعد آپ نے سنا کے دریائے نیل خشک ہو گیا آپ نے
لوگوں سے پوچھا کیا یہ دریا ہمیشہ اس طرح خشک ہو جاتا ہے لوگوں نے بیان کیا
کہ حضرت ہر سال یہ دریا اسی طرح سوکھ جاتا ہے پھر جب تک ایک کنواری

خوبصورت لڑکی کو بھینٹ نہ لے گا اسی طرح سوکھا پڑا رہے گا آخر لوگ تنگ آ کر بھینٹ دیں گے تب پانی جاری ہو گا حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ رسم نہایت بری لگی لوگوں سے کہا ہماری اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کیا جائے آپ نے یہ سارا حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا خط سن کر ایک خط عمرو بن العاص کے نام اور دوسرا خط دریائے نیل کے نام تحریر فرمایا جو خط دریائے نیل کے نام تھا اس کا مضمون یہ تھا یہ خط ہے اللہ کے بندے عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام اے دریائے نیل۔

اِنْ كُنْتَ تَجْرِيْ بِاَمْرِاللّٰهِ فَاِنَّا نَسْئَلُ اِجْرَاكَ مِنَ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتَ تَجْرِيْ مِنْ عِنْدِكَ فَلَاحَاجَةَ لَنَابِكَ۔

اگر تو خدا کے حکم سے بہتا ہے تو ہم اللہ سے تیرا جاری ہونا مانگتے ہیں اور اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں۔

پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بجائے عورت کی بھینٹ کے میرا یہ خط دریائے نیل میں خشک ریت پر ڈال دینا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے خط کے پہنچتے ہی سارے مصر میں دھوم مچ گئی لاکھوں لوگ یہ نظارہ دیکھنے کے لئے آ گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خشک دریا کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط نیل کو پہنچا کر واپس باہر چلے آئے چند لمحوں کے بعد دریائے نیل اس زور سے جاری ہوا کہ کبھی بھینٹ لے کر بھی ایسا جاری نہ ہوا تھا۔

(ازالۃ الخفاء ۲/۳۴۷)

ہوا پر کرامت:

ایک لشکر مسلمانوں کا خلافت فاروقی میں نہاوند کے علاقے میں جہاد کے لئے گیا ہوا تھا اتفاقاً عین جمعہ کے خطبہ میں ان لوگوں کو کافروں کے ساتھ

لڑائی کا اتفاق ہوا لشکر اسلام کی پشت پر ایک پہاڑ تھا اور مسلمان اس پہاڑ کو خالی جان کر ادھر سے مطمئن تھے مگر کافروں نے بہت سا لشکر پہاڑ کے پیچھے کی طرف مخفی طور پر مسلمانوں کو گھیرنے کے لئے روانہ کیا اس بات کی کسی مسلمان کو خبر نہ تھی اگر یہ لشکر بے خبری میں مسلمانوں پر حملہ آور ہو جاتا اور اوپر سے یہ سامنے والا لشکر حملہ کرتا تو مسلمان پس کر رہ جاتے ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ بے ساختہ خطبہ کے اندر سپہ سالار لشکر اسلام حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو پکارا اے ساریہ ذرا پہاڑ کا خیال کرلو ادھر سے کیا ہونے والا ہے یکایک ان کے کان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز پہنچی کہا واللہ یہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز ہے گھبرا کر پہاڑ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ کفر نے بڑا حملہ کیا ہے اور ہمیں دھوکا دیا ہے فوراً آدھا لشکر پہاڑ کی طرف متوجہ کر دیا اور آدھا لشکر سامنے والے کفار کے ساتھ برسرپیکار رہا جب کفار نے دیکھا کہ مسلمان ہمارے مکر سے آگاہ ہو گئے ہیں تو وہ لوگ بھاگ گئے اور مسلمانوں سے مقابلہ نہ کر سکے اسی دن لشکر اسلام کو فتح ہوئی جس وقت خطبہ کے اندر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں فرمائی تھیں صحابہ کو بڑا تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا فرمایا فرمایا کہ میں نے خطبہ کی حالت میں دیکھا کہ کفار نے لشکر اسلام کو دھوکا دیا ہے مجھ سے صبر نہ ہو سکا فوراً میرے منہ سے یہ کلام صادر ہوا مسلمانوں نے وہ دن وہ وقت یاساریۃ الجبل کے الفاظ لکھ لئے جب ساریہ کا لشکر فتحیاب ہو کر واپس آیا تو لوگوں نے ان سے لڑائی کا سارا حال دریافت کیا کہا کفار نے ہمیں دھوکا دیا یکایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نے ہمیں ان کفار کے مکر سے آگاہ کر دیا اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے خدا نے لشکر اسلام کو فتح سے ہمکنار کر دیا۔ (باب الکرامات مشکوٰۃ احسن ۲۷۲)

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئی:

(ا) نہاوند مدینہ طیبہ سے سولہ سو میل کے فاصلے پر ہے درمیان میں پہاڑ بھی ہوں گے کئی درخت بھی ہوں گے کئی بستیاں اور مکانات بھی ہوں گے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اتنی دور سے جنگ کا نقشہ دیکھ لیا جب حضرت عمر کی نگاہ کا یہ کمال ہے تو بھی امام الانبیاء کی نگاہ کا کیا کمال ہوگا۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سولہ سو میل کے فاصلہ پر رہنے والے ساریہ کو یا ساریۃ الجبل کہہ کر پکارا تو ثابت ہوا کہ دور والے کو یا کے خطاب سے پکارنا جائز ہے لہٰذا اگرچہ پاکستانی مدینے سے بہت دور رہتے ہیں مگر اسکے باوجود حضور کو یارسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ہے شرک نہیں۔

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

(ج) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اتنی دور سے ساریہ کو پکارا معلوم ہوا کہ خدا کے مقبول بندے دور کی آواز سن لیتے اسی عقیدے کے تحت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پکارا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ساریہ اتنی دور کی آواز کو سن سکتا ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم پاکستانی غلاموں کا درود وسلام بھی سن سکتے ہیں۔

مٹی پر کرامت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خلافت عمر میں مدینہ نہایت شدید زلزلہ آیا حضرت عمر نے زمین پر اپنا کوڑا مارا اور فرمایا کیوں ہلتی ہے جب کہ عمر جیسا عادل تجھ پر موجود ہے پھر کبھی زلزلہ نہیں آیا۔ (احسن ۷۴)

شیر کا حفاظت کرنا:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر صدر نشین ہوئے آپ کی خلافت کا

چرچا مشرق ومغرب میں پہنچا جس وقت شاہ ہرقل نے آپ کا ذکر سنا تو نہایت بے چین ہو کر آپ کے قتل کے لئے ایک نصرانی پہلوان جس کا نام طلیحہ تھا کو روانہ کیا بہت سا مال ودولت دینے کا وعدہ کیا اور کہا اگر تو نے مدینہ جا کر مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کر دے تو تیرا بہت بڑا احسان ہو گا یہ حکم سن کر نصرانی مدینہ کی جانب روانہ ہوا جب مدینہ کے قریب پہنچا تو حضرت عمر کو مدینہ سے ملک شام کے راستے پر دیکھا اس وقت آپ یتیموں کی زمین اور باغات وغیرہ کے ملاحظہ کے لئے جارہے تھے ایک درخت کے نیچے محوخواب ہوئے وہ نصرانی اس درخت کے اوپر چڑھا ہوا تھا آپ کو سوتا دیکھ کر وہ نصرانی درخت سے نیچے اترا اور تلوار لے کر آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا فوراً آپ کے پاؤں کی طرف سے ایک شیر ظاہر ہوا جس کی صورت دیکھ کر وہ نصرانی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور وہ شیر چاروں طرف سے آپ کی حفاظت کرنے لگا اور آپ کے تلوے چاٹنے لگا اس نصرانی کے گرنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے جب آنکھ کھلی تو شیر غائب ہو گیا آپ نے اس نصرانی سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا خدا نے آپ کا رتبہ بہت بلند کیا ہے میں بے عقل آپ کے قتل کے لئے یہاں تک آیا تھا لیکن جب آپ سوئے تو آپ کی حفاظت کے لئے جنگل کا ایک شیر آ گیا یہ سن کر آپ نے چاروں طرف دیکھا اور فرمایا یہاں تو کوئی شیر نہیں وہ شیر کدھر چلا گیا جس درخت کے نیچے آپ سوئے تھے اس سے آواز آئی اے عمر تو ہمارے دین کی حفاظت کر ہم تیرے دشمنوں سے تیری حفاظت کریں گے یہ غیبی آواز سن کر وہ نصرانی متعجب ہوا کہ شیر آپ کی حفاظت کرتے ہیں اور فرشتے آپ کی تعریف کرتے ہیں پھر آپ کے ہاتھ پر وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (اعلام واقدی، احسن ۷۵)

نظر ایمان:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں میں نے ایک رات خواب دیکھا گویا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقید حیات ہیں اور مسجد نبوی میں صبح کی نماز پڑھا رہے ہیں میں بھی آپ کے ساتھ نماز میں ہوں سلام پھیرنے کے بعد آپ نے مسجد کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی اور بیٹھ گئے سامنے سے ایک عورت اپنے ہاتھ میں کھجورون کا ایک طبق لئے آئی اور حضور کے سامنے وہ طبق رکھ دیا حصور نے اس طبق سے ایک کھجور اٹھا کر میرے منہ میں رکھ دی باقی کھجوریں باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیں مگر میرا دل چاہتا تھا حضور مجھے ایک کھجور اور دیں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی زبان پر کھجور کا ذائقہ موجود تھا دل میں حضور کی زیارت کا سرور موجود تھا ٹھیک صبح کے نماز کے وقت آنکھ کھلی فوراً مسجد نبوی میں آیا دیکھا بجائے سید المرسلین کے حضرت عمر نماز پڑھا رہے ہیں فوراً نماز میں شریک ہو گیا نماز کے بعد حضرت عمر بھی مسجد کی دیوار کے ساتھ ٹھیک لگا کر بیٹھ گئے ذرا سی دیر میں ایک عورت کھجوروں کا ایک طبق لے کر حاضر ہوئی جس طرح خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور مجھے دی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی عطا فرمائی اور باقی کھجوریں نمازیوں میں تقسیم فرما دیں میں نے عرض کی یا امیر المومنین مجھے ایک کھجور اور عطا فرمائیں یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر رات کو نبی کریم آپ کو دوسری کھجور عطا فرما دیتے تو میں بھی آپ کو دوسری کھجور عطا کر دیتا جب رات کو دوسری کھجور نہیں ملی تو میں کیسے دے سکتا ہوں میں نے دل میں کہا میرے خواب کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیسے ہو گیا آپ نے فرمایا بندہ مومن ایمان کے نور سے دیکھتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے سچ فرمایا جو مزہ

حضور ﷺ کی کھجور کا تھا وہی ذائقہ آپ کی عطا کردہ کھجور کا ہے۔

(الریاض النضرۃ ۲/۲۰، ازالۃ الخفاء ۲/۳۴۱)

نارِ گلزار:

اسود بن قیس رضی اللہ عنہ نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ابو مسلم خولانی سے کہا کیا تو میری نبوت کی گواہی دیتا ہے آپ نے انکار کیا پھر اس نے آپ سے پوچھا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس نے کہا ہاں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں اسود نے آپ کو ایک عظیم جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا اس آگ نے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا اس اسود نے آپ کے لئے حکم دیا کہ ان کو یمن سے نکال دیا جائے آپ مدینہ تشریف لے آئے جب باب مسجد سے داخل ہوئے تو حضرت عمر نے کہا یہ تمہارے وہ ساتھی ہیں کہ اسود نے گمان کیا کہ ان کو آگ جلا دے گی لیکن اللہ نے ان کو آگ سے نجات دی حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور لوگوں نے ابو مسلم کا واقعہ کسی سے سنا نہ تھا پھر حضرت عمر کھڑے ہوئے اور ان کو گلے لگایا اور فرمایا کیا تو عبداللہ بن ثوب ہے اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِنَا مِثْلَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ ۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے امت نبوی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مثل بنائے ہیں۔ (خصائص کبریٰ ۲/۸۰)

یہ تھیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امیر المومنین چند کرامات جو اس بات کی بین دلیل ہیں آپ بارگاہ الٰہی کے عظیم مقبول بندے تھے خدا نے آپ کو بہت بڑا مرتبہ فرمایا تھا۔

مساوات

نمبر ا:

جبلہ بن الہیم غسانی جو اپنے علاقے کا حکمران تھا اسلام لانے کے بعد کعبہ کا طواف کر رہا تھا اتفاقاً کسی کا پاؤں اس کی زرتار قبا پر پڑ گیا اس کی نظر میں یہ فعل بڑا جرم تھا کہ کوئی شخص بادشاہ کی قبا کو پامال کر دے اس نے اس شخص کو طمانچہ دے مارا اس کے جواب میں اس شخص نے بھی جبلہ کے منہ پر طمانچہ رسید کیا جس پر جبلہ آپے سے باہر ہو گیا مگر کچھ سوچ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی توہین کی داستان سنائی آپ نے جبلہ سے کہا بھائی ہمارے مذہب میں مساوات کا قانون نافذ ہے تم نے غلطی کی اس کی سزا تمہیں مل گئی جبلہ نے کہا ہمارے یہاں تو یہ قانون ہے جو بادشاہ کی توہین کرے اس کی سزا قتل ہے آپ نے فرمایا ہمارے ہاں سرے سے بادشاہت کا تصور ہی نہیں ہم سب مسلمان ہیں اور سب برابر ہیں اگر بادشاہ مسجد میں دیر سے آئے گا تو اسے بھی پچھلی صف میں کھڑا ہونا پڑے گا یہ سن کر جبلہ قسطنطنیہ چلا گیا اور وہاں جا کر عیسائی ہو گیا مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے قانون مساوات میں کوئی لچک پیدا نہیں کی۔ (میثاق ۶۸)

نمبر ۲:

قیصر روم کا سفیر مدینے میں آتا ہے اور مسلمانوں سے پوچھتا ہے کہ قصر شاہی کہاں ہے مسلمان جواب دیتے ہیں ہمارے دین میں شاہی کا تصور نہیں تو قصر خارج از بحث ہے ہاں ہم نے ایک مسلمان کو اپنا امیر منتخب کر لیا ہے اور وہ

مسجد میں بیٹھتا ہے جہاں ہر شخص آزادی سے مل سکتا ہے اس کا کوئی دربان نہیں یہ
عجیب وغریب اطلاعات سن کر وہ بہت حیران ہوا القصہ جب وہ مسجد کے
دروازے پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اس لئے خود
امیرالمومنین اسے تلاش کرنے گئے ہوئے ہیں ایک مسلمان کی رہنمائی میں وہ سفیر
حوائی مدینہ میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک اونٹ درخت کی شاخ سے بندھا ہوا ہے اور
ایک شخص جس کی قمیض پر پیوند لگے ہوئے ہیں ایک پرانی چادر کا تہبند باندھے اس
درخت کے سایے میں محو استراحت ہے رہنما نے کہا یہی ہمارے امیرالمومنین ہیں
وہ شخص حیران رہ گیا کبھی اونٹ کو دیکھتا ہے اور کبھی پیوند زدہ قمیض کو اس رہنما
مسلمان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جگایا یا اللہ کا شیر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا برحق جانشین
اشداء علی الکفار یتیموں کا والی بیواؤں کا سہارا بیدار ہوا اور سفیر سے پوچھا تو کون
ہے اس سفیر پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ڈرو نہیں میں بھی ایک انسان ہوں اس نے کہا یہ بتائیں کہ مجھ
پر ہیبت طاری کیوں ہوئی میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں کبھی
ایسا نہیں ہوا فرمایا یہ ہیبت میری نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی ہے پھر اس سفیر کے اوسان
بجا ہوئے۔ (میثاق ۶۴)

نمبر ۳:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک غلام کو ساتھ لیا اور ملک
شام کا سفر کیا اونٹ پر امیرالمومنین اور غلام باری باری سوار ہوتے ہیں کیونکہ پچھلی
نشست پر ان کا زاد راہ تھا یعنی ستو اور کھجور کی گٹھلیاں لدی ہوئی تھیں جب آخری
منزل میں اسلامی کیمپ میں خلیفہ کے داخلے کا وقت تھا اور تمام فوج مع سپہ سالار

اپنے حلیمۃ المسلمین کے استقبال کے لئے کھڑی تھی اور مختلف اقوام کے لوگ خلیفہ کا احترام دیکھنے کے منتظر تھے اس وقت تماشائیوں نے دیکھا کہ گرد راہ سے ایک اونٹ نمایاں ہوا اور سب افسر اس طرف کو بڑھے ایک اونٹ کے لئے آگے بڑھنا غیر مسلموں کے لئے تعجب خیز تھا ان میں سے ایک نے پوچھا آپ کا خلیفہ یہی ہے جو اونٹ پر سوار ہے غازی نے نہایت متانت سے جواب دیا وہ نہیں ہمارا خلیفہ اور امیر المومنین تو وہ ہے جو اونٹ کی مہار پکڑے آ رہا ہے سوار تو ان کا غلام ہے۔(علم القرآن ۲۸۷)

کس شان سے امت کا امام آتا ہے
خود تو پیدل ہے سواری پہ غلام آتا ہے

مردم شناسی

(۱) حضرت کعب بن سور رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے ایک عورت آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے شوہر سے افضل کسی کو نہ پایا کہ وہ ساری رات قیام کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے وہ سخت گرمی کے دن بھی روزہ رکھتا ہے آپ نے اس عورت کے لئے دعا مغفرت مانگی اور اس عورت کی تعریف کی کہ تو اپنے شوہر کی تعریف کرتی ہے بعدازاں وہ عورت شرم وحیا سے اٹھ بیٹھی اور اپنا مطلب صاف لفظوں میں بیان نہیں کیا کعب بن سور نے عرض کی یاامیر المومنین آپ نے اس عورت کے شوہر کے معاملے اسے مدد کیوں نہ دی کیونکہ وہ اسی غرض سے آئی تھی آپ نے فرمایا اچھا یہ بات ہے عرض کی ہاں اس کا مقصد یہی تھا فرمایا جاؤ اسے بلاؤ پھر آپ نے اسے بلا کر فرمایا حق بات سے شرمانے کی کوئی وجہ نہیں ان کا خیال یہ ہے کہ تم اپنے شوہر کی شکایت کرنے آئی تھی

کہ وہ تمہارے پاس نہیں سوتا عورت نے کہا ہاں یہی بات ہے چونکہ میں جوان ہوں اس لئے میں وہی چاہتی ہوں جو عورتوں کو چاہنا چاہیے آپ نے اس کے شوہر کو بلایا اور کعب بن سور سے فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو انہوں نے عرض کی آپ کے ہوتے میں کون ہوں فیصلہ کرنے والا آپ نے فرمایا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کیونکہ تم نے ان کا مقصود سمجھا ہے اور میں نہ سمجھ سکا کعب نے کہا میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں کہ ایک دن اور رات اس عورت کا اور تین دن اس کے شوہر کے لئے ان تین دنوں میں یہ قیام وصیا کیا کرے کیونکہ اگر اس کی چار بیویاں ہوتیں تب بھی یہ مرد ایک دن اور ایک رات اس عورت کے پاس رہ سکتا تھا لہٰذا زیادہ سے زیادہ اس کی زوجہ کا حق ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کا تین دن تین راتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری یہ رائے پہلی رائے سے بھی عجیب تر ہے اسی وجہ سے حضرت عمر نے ان کو بصرہ کا حاکم مقرر فرما دیا۔

(الاستیعاب ۳/۳۰۳)

(ب) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط آیا آپ نے فرمایا میری طرف سے کوئی اس کا جواب لکھ سکتا ہے عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول میں لکھ سکتا ہوں انہوں نے جواب لکھا اور نبی کریم کی خدمت میں پیش کیا آپ نے اسے پسند فرمایا اور اسے آپ نے ارسال کر دیا حصرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس وقت موجود تھے آپ بھی بہت خوش ہوئے اور اس سے آپ کے دل میں عبداللہ کی وقعت جم گئی آپ فرمایا کرتے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وہی لکھا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا اس لئے آپ نے بیت المال کا داروغہ مقرر کر دیا اپنے دور خلافت میں اور فرمایا میں نے عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی نسبت اللہ سے ڈرنے والا کسی اور کو نہ پایا۔ (الاستیعاب ۲۶۰/۲)

شہادت

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور ایک شخص ان میں سے تین گز اونچا ہے میں نے کہا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ عمر ہے میں نے وجہ پوچھی کہ یہ کیوں انہوں نے کہا اس لئے کہ ان میں تین خصائل ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں لوم لائم سے خوف نہیں کھاتے دوم یہ کہ آپ خلیفہ مستخلف ہیں اور تیسری بات یہ کہ آپ شہید ہونے والے ہیں حضرت عوف بن مالک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب بیان کیا آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا وہ بھی خوشخبری سن لیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ اپنا خواب بیان کریں انہوں نے خواب بیان کرنا شروع کیا جب اس فقرہ پر پہنچے کہ آپ خلیفہ مستخلف ہوں گے تو آپ نے ان کو جھڑکا اور فرمایا خاموش رہو ابوبکر ابھی زندہ ہیں اور تم مجھے خلیفہ بناتے ہو بعد میں جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ شام میں منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا کر کہا اپنا خواب بیان کر انہوں نے بیان کیا کہ وہ خدا کے معاملے میں لوم لائم سے خائف نہیں ہوتے آپ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ خدا مجھے اپنے ہی لوگوں میں کر لے اور جب میں نے خلیفہ مستخلف کہا تو آپؓ نے فرمایا خدا نے مجھے بنایا تم دعا کرو کہ خلافت کے فرائض ادا کرنے میں وہ میری مدد کرے جب میں نے کہا شہید ہوں گے آپ نے فرمایا مجھے شہادت کیسے مل سکتی ہے جہاد میں تم جاتے ہو میں نہیں جاتا ہاں اگر اللہ چاہے گا تو شہادت مل جائے گی۔ (الاستیعاب ۲/۴۷۱، ازالۃ الخفاء ۲/۳۴۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے زیر ناف ٹھونگیں

ماریں اسما بنت عمیس کو خواب کی تعبیر میں کمال حاصل تھی انہوں نے یہ سن کر کہا
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہہ دو جو وصیت کرنی ہے کرلیں یعنی ان کی موت قریب ہے
ایک دن مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولولوء مجوسی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہا مغیرہ
نے مجھ پر مال مقرر کیا ہے آپ نے پوچھا کتنا مال مقرر کیا ہے اس نے اس کی
مقدار بیان کی آپ نے پوچھا کیا کام کرتے ہو اس نے کہا چکیاں بناتا ہوں آپ
نے فرمایا یہ مقدار تم پر زیادہ نہیں کیوں اس شہر میں تمہارے سوا کوئی اور اس کام کو
نہیں جانتا آپ نے فرمایا ایک چکی ہمیں بھی بنا دو اس نے کہا بخدا آپ کے لئے
ایسی چکی بناؤں گا جس کی آواز دور والے سنیں گے۔

ایک دن آپ صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو جگاتے ہوئے مسجد میں پہنچے
نماز کے لئے صفیں بنائی گئیں آپ کا دستور تھا کہ صفوں کے اندر پھرتے تھے جہاں
خلل ہوتا فرماتے برابر ہو جاؤ جب صفیں درست ہوگئیں تو آپ آگے بڑھے
اور اللہ اکبر کہا اکثر پہلی رکعت میں سورۃ یوسف پڑھتے تا کہ لوگ جمع ہو جائیں ابھی
نیت باندھی تھی کہ آپ پر دو دھاری خنجر کا وار ہوا آپ نے فرمایا مجھے کتے نے قتل
کر دیا کافر ابولولوء دودھاری خنجر چلاتا ہوا آپ پر وار کر کے باہر نکلا اور اس نے
تیرہ آدمی اور زخمی کر دیئے جن میں سے سات آدمی شہید ہو گئے پھر ایک مسلمان
نے اس پر کپڑا ڈال کر اس کو گرفتار کر لیا جب اس نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا
ہوں تو اس نے خودکشی کر لی آپ نے حضرت عبدالرحمٰن کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا
انہوں نے نماز پڑھائی جب نماز ہو چکی تو حضرت عمر نے عبداللہ بن عباس سے
فرمایا پتہ کرو مجھے کس نے قتل کیا ہی انہوں نے عرض کی مغیرہ کے غلام نے آپ
نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ میری موت کا سبب کوئی مسلمان نہیں بنا آپ کو گھر لایا
گیا آپ کو شربت بلایا گیا وہ زخموں کے راستے سے باہر نکل گیا پھر دودھ پلایا گیا
وہ بھی نکل گیا لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ زندہ نہ بچیں گے آپ نے اپنے بیٹے

عبداللہ سے فرمایا جاؤ حضرت عائشہ کے پاس اور ان کو کہو کہ مجھے نبی کریم اور صدیق اکبر کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دے دیں انہوں نے اجازت دے دی لوگوں نے کہا آپ کسی کو خلیفہ مقرر کردیں آپ نے فرمایا ان چھ آدمیوں میں کسی ایک کو اپنا خلیفہ مقرر کرلو۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم پھر آپ کا انتقال ہوگیا اور آپ کو لے جاکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے آپ کے دونوں صاحبوں کے پاس آپ کو دفن کردیا گیا۔ نوراللہ مرقدہ نوراللہ مرقدہ

کاش اس امت کو ایک اور فاروق اعظم مل جاتا

رحماء بینھم

وہ آپس میں مہربان ہیں

اس مضمون میں یہ بیان کیا جائے گا کہ اصحاب ثلاثہ یعنی صدیق اکبر فاروق اعظم اور عثمان غنی اور قرابت داران نبوت علی المرتضی رضی اللہ عنہم اور ان کے خاندان کے درمیان تعلقات اور باہمی روابط خوشگوار تھے آپس میں شیروشکر تھے ایک دوسرے کی دل سے عزت کرتے تھے محبت اور الفت باہمی شیوہ تھا ان میں کوئی دشمنی لڑائی جھگڑا اور شدید اختلاف نہ تھا مشکل کے وقت میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے تھے۔

حضرت علی و شیخین حضرات

ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر عمر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے بارے

میں بات چیت ہونے لگی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش کے شرفاء نے فاطمہ کی خواستگاری کے متعلق گفتگو کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا ہے کہ فاطمہ کا معاملہ اس کے پروردگار کے سپرد ہے جس کو چاہے گا اس کو ترویج کر دے گا اور علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہیں کی اور نہ اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور نے کوئی بات کی ہے میرا خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خواستگاری کے لئے صرف تنگدستی مانع ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے محفوظ کر رکھا ہے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا اٹھو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں اور ان کو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خواستگاری کے لئے تیار کریں اگر ان کو تنگدستی مانع ہو تو ان کی مدد کریں گے سعد نے کہا اے ابوبکر آپ نے بالکل ٹھیک تجویز کی ہے اسی وقت اٹھ کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر چلے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت گھر پر نہ تھے بلکہ اپنا اونٹ لے کر ایک انصاری کے ہاں اس کے باغ میں اجرت پر آب پاشی کے لئے تشریف لے گئے تھے یہ تینوں اس باغ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیسے آنا ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نیک خصائل میں دوسروں سے سبقت کئے ہوئے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار بھی ہیں ہم نشینی بھی دائمی نصیب ہے آپ کو خواستگاری فاطمہ سے کوسا امر مانع ہے میرا گمان ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رشتہ آپ کے لئے رکھا ہوا ہے دوسروں کو اس سے منع کر دیا ہے حضرت علی نے ابوبکر کی یہ بات سنی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمانے لگے اے ابوبکر تم نے میرے غم کو تازہ کر دیا میرے سینے کی پوشیدہ آرزو کو ظاہر کر دیا کون شخص ہے جو اس خوارستگاری کے لئے خواہاں نہ ہو

لیکن تنگدستی کی وجہ سے میں اس چیز کے اظہار میں شرم محسوس کرتا ہوں ان تینوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے آمادہ کیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اونٹ کھولا اور باغ سے گھر آ گئے اونٹ باندھ دیا اور پاپوش پہن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چلے گئے۔ (جلاء العیون ۱۲۰)

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے مشورہ دیا جو ایک دوسرے کے حق کی خیر خواہی کی بین دلیل ہے اور یہ خیر خواہانہ مشورہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا اور اس کارِ خیر کے لئے تیار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے گئے یہ بھی باہمی اخلاص اور قدردانی کی علامت ہے کیونکہ دشمنوں کے مشورے لائق تسلیم نہیں ہوتے۔

حضرت صدیق اکبر اور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم

نمبرا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کاشانہ نبوی میں حاضری کے لئے آئے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر سے کہا پہلے آپ دروازہ پر دستک دیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ آگے بڑھئے اس کے بعد جو دونوں کے درمیان مکالمہ ہوا وہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارے میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کسی ایسے شخص پر سورج نہ طلوع ہوگا نہ غروب ہو
گا جو میرے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص سے آگے بڑھنے کی جرأت کیسے کرسکتا ہوں جس کے بارے میں رسول خدا نے فرمایا میں نے سب سے بہتر عورت کو سب سے بہتر شخص کے نکاح میں دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص سے آگے کیسے بڑھوں جس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی صَدْرِ اِبْرَاھِیْمَ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ۔

جو حضرت ابراہیم کے سینے کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کے سینے کو دیکھ لے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں بھلا آپ سے پہل کیسے کروں رسول گرامی کا یہ ارشاد سنا۔

جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کا سینہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد وتقویٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم دیکھنا چاہے وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص سے پیش قدمی نہیں کرسکتا جس کے بارے میں خدا کے حبیب نے فرمایا۔

جب میدان محشر میں لوگ جمع ہوں گے تو حق تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی

ندا کرے گا اے ابوبکر تم اپنے محبوب کی معیت میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور حنین کے موقع پر جب آپ کی خدمت میں دودھ اور کھجور کا ہدیہ پیش کیا گیا تو فرمایا

یہ ہدیہ طالب وغالب کی طرف سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں آپ سے کیونکر آگے بڑھوں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا ابوبکر تم میری آنکھ ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسی شخصیت سے آگے کیسے ہو جاؤں جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

روز قیامت علی رضی اللہ عنہ جنتی سواری پر آئیں گے تو کوئی ندا کرنے والا ندا کرے گا اے محمد دنیا میں آپ کے ایک بہترین باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ایک بہترین بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسی شخصیت پر فوقیت کیسے حاصل کر سکتا ہوں جس کی بابت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے روز قیامت رضوان جنت، جنت اور دوزخ کی چابیاں لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرے گا اور کہے گا اے ابوبکر رب کریم آپ کو سلام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ یہ جنت ودوزخ کی چابیاں ہیں اپنے

پاس رکھ لیں جسے چاہیں جنت میں بھیج دو، اور جسے چاہے دوزخ میں بھیج دو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا۔

جبریل امین علیہ السلام نے مجھے آکر بتایا کہ اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں تم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں میں نے سجدہ شکر ادا کیا پھر کہا اللہ فرماتا ہے میں فاطمہ سے محبت کرتا ہوں میں نے پھر سجدہ شکر ادا کیا پھر کہا اللہ فرماتا ہے میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں اس پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے بزرگ سے کیسے آگے بڑھوں جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا۔

اگر روئے زمین کے تمام لوگوں کے ایمان کا ابوبکر کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان سب سے وزنی ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے آدمی سے آگے کیسے بڑھوں جس کے بارے میں نبی کریم نے ارشاد فرمایا۔

قیامت کے دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی اہلیہ اور اولاد اونٹوں پر سوار ہوکر آئیں گے تو لوگ کہیں گے یہ کون ہیں منادی کہے گا یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسی محترم شخصیت سے آگے کیسے بڑھوں جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آواز سنیں گے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص سے آگے نہ بڑھوں گا جس کے حق میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ علی کا محل میرے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محل کی درمیان ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں اس ہستی سے آگے نہ بڑھوں گا جس کے حق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آسمانوں کے فرشتے کروبیین روحانیین اور ملاء اعلیٰ روزانہ ابوبکر کا دیدار کرتے رہتے ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کی اولاد اور خود ان کے حق میں خدا نے فرمایا:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْناً وَيَتِيْماً وَاَسِيْراً۔

وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں ایسے متقی سے کیونکر فائق ہو سکتا ہوں جس کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

وہ جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس سچائی کی تصدیق کی، یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

ان دونوں جلیل القدر شخصیات کا محبت بھرا مکالمہ جاری تھا کہ جبریل امین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور عرض کی اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس وقت ابوبکر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا دیدار کر رہے ہیں اور ان کی ادب واحترام سے لبریز گفتگو سن رہے ہیں اللہ نے ان کو رحمت ورضوان سے سرفراز فرمایا ہے آپ ثالث کی حیثیت سے باہر تشریف لائیں آپ نے آ کر دونوں کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا خدا کی قسم اگر سارے سمندر سیاہی بن جائیں درخت قلمیں بن جائیں اور زمین وآسمان والے لکھنے بیٹھ جائیں پھر بھی تمہاری فضیلت اور اجر بیان کرنے سے عاجز رہ جائیں۔(نور الابصار ٦)

نمبر۲:

ایک بار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی آپ مسکرائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکراہٹ کی وجہ دریافت فرمائی آپ نے فرمایا میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا علی کی تحریر کردہ راہداری کے بغیر کوئی شخص پل صراط سے گزرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ابوبکر کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں رسول خدا نے مجھ سے فرمایا اے علی یہ راہداری صرف اس کو لکھ کر دینا جسے صدیق اکبر سے محبت ہوگی۔ (الریاض النضرۃ ۱۸۴)

نمبر۳:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا وصال کی خبر سنتے ہی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم پہنچ گئے جب نماز کے لئے جنازہ لایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر نماز جنازہ آپ پڑھائیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں آگے بڑھئے بخدا آپ کے علاوہ اور کوئی نماز جنازہ نہ پڑھائے گا چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور رات ہی کو آپ کی تدفین ہوئی۔

(طبقات ابن سعد ۲۹/ ۸، الریاض النضرۃ ۱/۱۵۶)

نمبر۴:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ساتھ وعدہ کیا کہ تمہیں کھجوریں عنایت کرونگا آپ کا انتقال ہوگیا وہ شخص خلیفۃ المسلمین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ وعدہ نبوی کے مطابق آپ مجھے کھجوریں دیں اس وقت آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اس شخص کو وعدہ نبوی کے مطابق تین مٹھیاں بھر کر دے دو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار ہر دو مشت بھر کر اس کو دے دئے اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ایک دفعہ ڈالی ہوئی ہر دو مشت کے کھجور کے دانے شمار کرو چنانچہ شمار کیا گیا تو وہ ساٹھ عدد ہوئیں اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے سچ فرمایا وہ اس طرح کہ ہجرت کی رات جو ہم مکہ سے نکلے اور مدینے کی طرف جارہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

يَا اَبَابَكْرٍ كَفِّيْ وَكَفُّ عَلِيٍّ فِي الْعَدْلِ سَوَآءٌ۔

اے ابوبکر میری اور علی کی ہتھیلی عدل میں برابر ہے۔

(۲/۲۱۷ الریاض النضرۃ)(۵/۳۷ تاریخ بغداد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر نبی کریم ﷺ کے وعدے پورے کرتے تھے اور نبوت کے وعدوں کا پورا کرنا آپ کا فرض منصبی تھا صدیق اکبر ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دوران امور خلافت سر انجام دینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شامل رہتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو برحق سمجھتے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان تعلقات خوشگوار تھے۔

نمبر ۵:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی تو سلام کہنے میں پہل کرتے ایک دن ملاقات ہوئی تو سلام کرنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سلام کرنے میں پہل کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میرا معمول یہ ہے کہ وہ مجھ پر سلام کرنے میں پہل کرتے ہیں لیکن آج انہوں نے معمول کے خلاف کیا نہ جانے کیوں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور خلاف معمول کرنے کی وجہ پوچھی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ شب گزشت میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں داخل ہوا ہوں اور اس میں ایک

عظیم محل دیکھا کہ اس جیسا محل جنت میں اور کوئی نہ تھا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے کہا گیا یہ اس کے لئے ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے تو میں نے چاہا کہ وہ محل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے ہو اس لئے میں نے تاخیر کی اور انہوں نے سبقت کی یہ ہے رحماء بینھم کی تصویر۔ (۱۷۸ عمدۃ التحقیق)

نمبر ۶:

ابو المعتمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ دونوں بزرگ ستہ آدمیوں کے اس وفد میں شامل ہونگے جو روز قیامت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوکر اللہ کی بارگاہ میں پہنچے گا اور ان دونوں حضرات کو (عالم ارواح) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے طلب کیا تھا لیکن یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے۔ (۶/۳۶۶ کنز العمال)

نمبر ۷:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرما رہے تھے اے ابوبکر آدم سے لے کر قیامت تک جو لوگ میرے ساتھ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے مجھ کو عطا کیا اور میری بعثت سے لے کر قیامت تک جو لوگ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے تجھے دے دیا۔

(تاریخ بغداد ۴/۲۵۶) (۱/۱۶۷ الریاض النضرۃ) (۶/۳۱۸ کنز العمال)

نمبر ۸:

حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار

ہوئیں تو ان کے ہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حاضر ہونے کی اجازت لی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے فاطمہ ابوبکر اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ان کا آنا آپ کو پسند ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور ان سے عذرا معذرت ذکر کی پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئیں۔ (طبقات ابن سعد ۸/۱۷ (۶/۳۰۱ سنن کبریٰ) (۱/۱۵۶ الریاض النضرۃ) (انسان العیون ۳/۳۹۹)

حضرت عمر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما

تعریفی جملے: نمبر ۱:

نزال سے روایت ہے کہ ایک روز ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اس وقت آپ خوشی اور مسرت کی حالت میں تھے ہم نے عرض کی یا امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ بیان فرمائیں انہوں نے فرمایا:

ذَاكَ اِمْرَؤٌ سَمَّاهُ اللهُ الْفَارُوْقَ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔

یہ وہ بزرگ تھے جن کا نام اللہ نے فاروق رکھا یعنی حق اور باطل میں فرق کرنے والا (۱/۲۴۶ الریاض النضرۃ)

نمبر ۲:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک چادر اکثر اوقات استعمال کیا کرتے تھے آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے آپ اس چادر کو اکثر استعمال کرتے ہیں فرمایا کہ:

اِنَّهٗ كَسَانِيْهِ خَلِيْلِيْ وَصَفِيَّتِيْ وَصِدِّيْقِيْ وَخَاصَّتِيْ عُمَرُ اِنَّ عُمَرَنَا صَحَّ اللهَ فِنَصَحَهٗ ثُمَّ بَكٰى۔

یہ میرے مخلص ومہربان خصوصی دوست عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے

پہنائی بے شک عمر اللہ کے دین کی خیر خواہی کرنے والے تھے پس اللہ نے انکی خیر خواہی کی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ (۲۹/۱۲ مصنف ابن ابی شیبہ)

نمبر۳:

ابوبکر عبسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں بھی صدقہ کے اونٹوں کے باڑے میں داخل ہوا (اور حضرت عثمان بھی پہنچے) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سایہ میں بیٹھ گئے اونٹوں کو انف اور تعداد تحریر کرنی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود جا کر اونٹوں کے پاس سخت گرمی میں کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنے اوپر سا ہی مائل دو چادریں کی ہوئی تھیں ایک کی تہہ باندھ رکھی تھی اور دوسری چادر سے سر ڈھانپ رکھا تھا صدقہ کے اونٹوں کا شمار کر کے ان کے رنگ اور عمر بیان کرتے جاتے تھے ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھواتے جاتے تھے (اسی دوران میں) میں نے سنا حضرت علی حضرت عثمان کو کہہ رہے تھے قرآن مجید میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکی نے اپنے باپ سے کہا تھا اس شخص (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو اجرت پر رکھ لیں جن کو آپ اجرت پر رکھیں گے ان میں سے یہ شخص قوی اور امین ہے یہ بات کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کر کے کہا یہ شخص قوی بھی ہے اور امین بھی۔

(۱۷۸/۲ الریاض النضرۃ)

نمبر۴:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ منبر نبوی اور قبر شریف کے درمیان بدری صحابہ کرام تشریف رکھا کرتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے ان حضرات کی

طرف آدمی بھیجا اور ان سے پوچھا کہ تمہیں قسم دے کر عمر کہتے ہیں تم ایسے واقعہ پر رضا مند ہو یا تمہاری رضا مندی سے ہوا ہے تو وہاں موجود تمام لوگ رونے لگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے ہرگز نہیں وَدِدْنَا اِنَّا زِدْنَا فِیْ عُمْرِہٖ مِنْ اَعْمَارِنَا۔

ہم تو دوست رکھتے ہیں کہ ہماری زندگیوں میں سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو زندگی دے دی جائے۔(۱۹۹/۳ حلیۃ الاولیاء)(۵۱/۶ مصنف عبدالرزاق)

نمبر۵:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں پہنچے دیکھا کہ روشنی کا انتظام ہے (لوگ نماز تراویح میں مشغول ہیں) قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہے یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔

نَوَّرَا اللّٰہُ عَلٰی قَبْرَہٗ کَمَا نَوَّرَ عَلَیْنَا مَسَاجِدَنَا۔

اللہ عمر کی قبر کو روشن فرمائے جس طرح انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔
(۲۷/۱۱ الریاض النضرۃ)(۲۸۴/۴ کنز العمال)(ص تاریخ الخلفاء)
(۵۷۶/۱۲ کنز العمال)۔

نمبر۶:

ابو مطہر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے جب مجوسی غلام ابولولو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اس وقت رو رہے تھے میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کو رونے کی وجہ کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے حق میں جو آسمانی فیصلہ ہے وہ

مجھے معلوم نہیں جنت میں جاؤنگا یا دوزخ میں اسی وجہ سے روتا ہوں میں نے کہا آپ کو جنت کی خوشخبری ہو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار دفعہ سنا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پختہ عمر کے جنتیوں کے سردار ہیں اور یہ بڑے عمدہ سردار ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے علی آپ بشارت کے گواہ ہیں میں نے کہا ہاں میں گواہ ہوں اور اپنے بیٹے حسن سے کہا تو بھی اس امر کی شہادت دے کہ بفرمان نبوی عمر اہل جنت سے ہیں۔ (کنز العمال ۱۲/۷۰۰)

مشورے ۷: نمبرا:

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے مہاجرین دیگر بزرگوں کو جمع کر کے اسلامی تاریخ چلانے کی غرض سے مشورہ کیا بعض نے رائے دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تاریخ جاری کی جائے اور بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تاریخ شروع کی جائے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیگر احباب کے ساتھ یہ مشورہ دیا کہ ہجرت نبوی کے روز سے تاریخ چلائی جائے اس لئے کہ یہ سفر مولد نبوی اور بعثت نبوی سے زیادہ مشہور ہے۔ اور ہر ایک شخص کو معلوم ہے بس اس آخری مشورہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا اور اسی سال سے ہجرت نبوی سے اسلامی تاریخ جاری کرنے کا حکم جاری فرمایا۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۷۴)

نمبر۲:

ابن وہرہ کہتا ہے کہ مجھے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا میں حضرت کے پاس پہنچا تو ان کے پاس حضرت عثمان عبدالرحمٰن بن عوف علی المرتضٰی طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے یہ حضرات مسجد نبوی میں تھے میں نے حاضر ہوکر کہا مجھے خالد بن ولید نے آپ کی خدمت

میں بھیجا ہے وہ سلام کہتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ لوگ شراب خوری میں منہمک ہو رہے ہیں اور موجودہ سزا کو معمولی سمجھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حضرات تیرے سامنے موجود ہیں ان سے دریافت کر لو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری رائے یہ ہے کہ انسان جس وقت شراب پیتا ہے تو بدمست ہو کر بکواس کرتا ہے بکواس بکنے کی حالت میں لوگوں پر بہتان تراشی کرتا ہے اور بہتان باندھنے کی سزا اسی کوڑے ہیں لہٰذا شراب خور کی سزا بھی اسی درے ہونی چاہئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب خوری کی سزا اسی درے مقرر فرما دی پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہی سزا دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں شراب نوشی کی حد یہی مقرر فرما دی۔

(المستدرک ۴/۳۷۵)(مصنف عبدالرزاق ۷/۳۷۸)

نمبر ۳:

ایک شخص یعلیٰ نامی قاضی کی پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ آدمی میرے بھائی کا قاتل ہے قاضی یعلیٰ نے اس آدمی کو مدعی کے حوالے کر دیا مدعی نے اس آدمی پر تلوار سے وار کر کے اس کو کاٹ ڈالا اور خیال کیا کہ یہ آدمی اب قتل ہو گیا ہے اس کے آخری سانس تھے مجروح کو اس کے وارثوں نے اٹھا لیا علاج کیا وہ ٹھیک ہو گیا پھر مدعی نے قاضی کے پاس آ کر کہا کہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہے قاضی نے کہا میں نے اس کو تیرے حوالے کر دیا تھا اس نے کہا وہ تو بچ گیا ہے قاضی نے اس کو بلا کر اس کے زخم شمار کیے ان پر شرعاً تاوان ادا کرنا لازم آتا تھا قاضی نے کہا یا تو اس کے زخموں کے عوض تاوان ادا کر کے اس کو قتل کر دے اور یا اس کو بالکل چھوڑ دے اس کے بعد وہ مدعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور قاضی کی شکایت کی آپ نے مشورہ طلب کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی یعلیٰ کے فیصلے کی

یلات دوہرائیں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں بزرگوں
ے اس فیصلہ کو درست قرار دیا۔ (مصنف عبدالرزاق ۴۳۲/۹)

بر ۴:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت کا قصہ پیش ہوا جو شدت
س کی وجہ سے ایک چرواہے کے پاس گئی اس سے پانی طلب کیا اس نے پانی
ینے سے انکار کر دیا مگر اس صورت میں کہ وہ عورت اس کو بدفعلی کرنے دے
تب پانی ملے گا) عورت نے مجبور ہوکر یہ فعل کرنے دیا اس مسئلے کے لئے
ضرت عمر نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا لوگوں نے مشورہ دیا کہ عورت کو رجم
یا جائے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رائے یہ دی کہ یہ عورت مجبور ہے اس کو چھوڑ
یا جائے اس کو چھوڑ دیا گیا۔
(سنن سعید بن منصور) (مصنف عبدالرزاق ۱۰۸/۴) (سنن کبریٰ ۲۳۶/۸)

نمبر ۵:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں امیر المومنین کے ہاں مال آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے اہل اسلام کو یہ مال تقسیم کر دیا اس مال سے کچھ بچ گیا اس بقیہ مال کے متعلق
صحابہ سے مشورہ طلب کیا بعض نے مشورہ دیا کہ وقتی ضرورت پیش آ جاتی ہے اس
کے لئے آپ بقایا مال کو محفوظ کر دیں تا حال حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش تھے امیر
مومنین نے فرمایا آپ کیوں خاموش ہیں کچھ بیان فرمائیے حضرت علی نے کہا یہ
تیز دوسرے حضرات نے بیان کر دی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ بھی اپنی
رائے کا اظہار کریں اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ
اموال کے مصارف کو اللہ نے بیان فرما دیا ہے پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ ایک

مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں بحرین کا مال آیا تھا پھر رات آ گئی تو اس تاخیر کی
وجہ سے نبی کریم ﷺ کے چہرہ پر پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے پھر جب تک
تقسیم نہ ہوا حضور ﷺ کو چین نہ آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ مال کو ض
تقسیم کردیں پھر یہ مال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں تقسیم ہوا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں مجھے بھی اس سے آٹھ سو درہم حصہ میں ملے۔ (۲۳۸/۱۰ مجمع الزوائد)

نمبر ۶:

۱۵ھ میں فتح بیت المقدس کے موقعہ پر حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ عنہ نے
بیت المقدس کا محاصرہ کر کے کفار کو تنگ کر دیا حتیٰ کہ وہ صلح کے لئے تیار ہو گئے
اس شرط پر کہ خود امیر المومنین انکی طرف بیت المقدس پہنچیں یہ شرط حضرت
ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ارسال کر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس
معاملہ میں صحابہ سے مشورہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے یہ دی کہ آپ
وہاں تشریف نہ لے جائیں اس میں کفار کی حقارت شرم سے انکی ناک خاک آلود
ہوگی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ یا امیر المومنین آپ انکی طرف جائیں
تاکہ اس محاصرہ کے حالت میں آپ کا تشریف لے جانا مسلمانوں کے معاملہ کو
کردیگا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف میلان کیا اور حضرت عثمان
کی رائے کی طرف توجہ نہ فرمائی اور لشکر لے کر ان کی طرف چل دیئے اور مدینہ
طیبہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کاروان
کے آگے مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے چل رہے تھے۔ (۵۵/۷ البدایہ والنھایہ)

ان واقعات سے پتہ چلا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر
اور ہر آڑے وقت میں حضرت عمر ان رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیتے اور ان کے قیم

وروں پر عمل کرتے تھے اور یہ بات اظہر من الشمس کہ مشکل وقت میں مشورہ
لص دوستوں سے لیا جاتا ہے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیرالمومنین
رضی اللہ عنہ کے مخلص اور سچے دوست تھے دونوں کے باہمی تعلقات خوشگوار تھے
نوں حضرات اسلام کی خدمت میں مخلص تھے۔

طیبات نمبرا:

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شاہ ایران یزدگرد کی
بی مال غنیمت میں حضرت عمر کے پاس آئی تو مدینہ کی کنواری لڑکیاں اس کو دیکھنے
ئیں اور جب وہ مسجد میں داخل ہوئی تو مسجد اسکی روشنی سے چمکنے لگی حضرت عمر
نے اسکی طرف دیکھا تو اس نے کہا ہرمز کا برا ہو جسکی تدبیر سے ہمیں یہ کچھ دیکھنا پڑا
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ مجھے گالی دیتی ہے اور اس کی سزا دینے کا ارداہ کیا تو
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئے آپ اس کو اختیار
دے دیجئے کہ جس مسلمان کو چاہے پسند کرلے اور اس کو اسکے حصے میں سمجھ لیجئے تو
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اختیار دے دیا اس نے جا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر
ہاتھ رکھ دیا امیر المومنین نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا جہاں شاہ امیر
المومنین نے فرمایا نہیں بلکہ شہر بانو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس سے تمہارا
ایک فرزند ہوگا جو تمام روئے زمین سے بہتر ہوگا چنانچہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا
ہوئے۔ (۲۹۶ اصول کافی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ خلافت میں باریاب رہتے تھے اور فتوحات عمر سے جو مال
غنیمت حاصل ہوتا تھا اس سے برابر حصہ لیتے تھے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت

علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے شہزادے حسین سے اس قدر محبت تھے کہ آپ نے شا
خاندان کی پری جمال خاتون جو بیش قیمت زیورات پہنے ہوئے تھے حضرت اما
حسین رضی اللہ عنہ کا بخش دی نیز یہ بات بھی معلوم ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ فارو
اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کو برحق جانتے تھے اسی لئے یہ عطیہ قبول فرمایا ورنہ ایک کا
ومنافق کی فتوحات کا مال غنیمت ایک متقی اپنی ذات اور اولاد کے لئے لینا ہرگ
جائز نہیں سمجھتا۔

نمبر ۲:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بدری صحابہ کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم
سالانہ وظیفہ مقرر کیا اور بدری صحابہ کے لڑکوں کے دو دو ہزار درہم مقرر کئے مگر امام
حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کے لیے ان کے والد علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے مطابق پانچ پانچ
ہزار درہم سالانہ مقرر ہوئے اس لئے کہ عزیز ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ کے
قریبی رشتہ دار تھے اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وظیفہ بھی پانچ ہزار درہم سالانہ
مقرر ہوا۔ (۳۲۹۶ طبقات ابن سعد)

اس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ امیر المومنین حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور قریبی رشتہ داروں سے کتنی محبت تھی ان کے
ساتھ کس قدر عقیدت تھی انکی عظمت کے پیش نظر اور انکے شایان شان وظائف
مقرر کئے اور ہاشمی بزرگ ان کو جائز سمجھ کر وصول کرتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو
خلیفہ برحق تصور کرتے تھے۔

نمبر ۳:

۱۶ھ میں جب مدائن فتح ہوا وہاں سے کافی اشیاء ازقسم لباس زیورات

ور زیب وزینت کا سامان کثیر تعداد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا مجاہدوں کو ان کا حصہ دے کر مزید
چیزیں مدینہ بھیج دیں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کو دیکھ کر فرمایا قوم
نے امانت دار لوگوں کی طرف اس مال کو بھیجا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ قوم
کے ساتھ احتیاط کا معاملہ کرتے ہیں اس بنا پر رعیت بھی احتیاط کا برتاؤ کرتی ہے
گر آپ غفلت کرتے تو آپکی رعیت بھی ایسا ہی کرتی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان
چیزوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس مال سے ایک بیش قیمت
بچھونے کا ایک ٹکڑا ملا جس کو آپ نے بیس ہزار درہم میں فروخت کیا۔

(البدایہ والنہایہ ۷/۶۷)

ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان
خزائن کو پیمانوں سے ماپ کر تقسیم کیا جائے یا دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے
اندازہ کر کے دیا جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ہاتھ کی ہتھیلی سے دینا
کافی ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے امام حسن رضی اللہ عنہ کو بلا کر ہتھیلیوں
سے ماپ کر دیا پھر حضرت امام حسین کو بلا کر ان کو بھی اسی طرح دیا پھر اور لوگوں کو
بلا بلا کر دینا شروع کیا اور لوگوں کے ناموں کے اندراج کے لئے رجسٹر بنائے
گئے اور ہر مہاجر کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیے اور ہر انصاری کے لئے چار
چار ہزار درہم مقرر کئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر زوجہ کے لئے بارہ ہزار درہم سالانہ
وظیفہ مقرر ہوا۔ (مصنف عبدالرزاق ۱۱/۱۰۰)

ان واقعات سے ہر باشعور مسلمان نتیجہ نکال سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روابط نہایت بہتر تھے یہ حضرات ایک دوسرے
کے عطیات قبول کرتے تھے جو دوستانہ ماحول کے واضح نشانات تھے جو کسی تشریح

وتوضیع کے محتاج نہیں۔

نمبر۴:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات ہونے پر باہر سے کپڑا آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی اولاد کو پوشاکیں عنایت کیں ان میں امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے شایان شان کوئی لباس نہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ یمن کی طرف ایک آدمی بھیجا اور وہاں کے حاکم کو حکم دیا کہ دونوں صاحبزادوں کی شان کے لائق لباس تیار کر کے ارسال کیا جائے جب وہ لباس تیار ہوکر آیا اور دونوں شہزادوں نے زیب تن فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب میری طبیعت خوش ہوئی ہے۔

(۲/۲۸ الریاض النضرۃ)(۸/۲۰۷ البدایہ والنہایہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امامین کریمین سے محبت تام تھی وہ دونوں شہزادوں کی امتیازی شان کے قائل تھے۔

فیصلے نمبر۱:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ شاہ روم کی طرف ایک قاصد روانہ کرنے لگے تو انکی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے چند دیناروں کی خوشبو خرید کر دو شیشیاں بھریں اور قاصد کے ہاتھ شاہ روم کی بیوی کو تحفۃً ارسال کر دیں جب قاصد واپس آیا تو اس خوشبو کے عوض دونوں شیشیاں جواہرات سے پرشدہ لاکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا دیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو انکی زوجہ ام کلثوم جواہرات کو گود میں لئے بیٹھی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ جواہرات تمہارے پاس کہاں سے آئے ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے تمام قصہ بیان کر دیا حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے جواہرات پر قبضہ کرلیا اور فرمایا کہ یہ تمام مسلمانوں کے ہیں ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا وہ کس طرح یہ تو میرے ہدیہ کے عوض آئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے اور تیرے درمیان جو تمہارا باپ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فیصلہ کردے وہ معتبر ہوگا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا اے ام کلثوم رضی اللہ عنہا اس تحفہ کی خریداری میں جتنے دینار خرچ ہوئے تھے ان جواہرات سے تو اتنی مقدار لے سکتی ہے باقی جواہرات مسلمانوں کے ہیں یعنی یہ بیت المال میں جائیں گے اس لئے ان کو عامۃ المسلمین کا قاصد اٹھا کرلا یا ہے۔ (۲/۱۸۵سنن سعید بن منصور)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں دوسرے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رشتہ داری پر راضی تھے ناراض نہ تھے نیز یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں آنا جانا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خانگی معاملات میں دلچسپی لیا کرتے تھے یہ واقعہ ان حضرات کی باہمی محبت اور خوشگوار تعلقات کا آئینہ دار تھے۔

نمبر۲:

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا ایک خادم وغلام فوت ہوگیا (اس کے متروکہ مال) کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان تنازعہ ہوگیا اس مقدمہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں لئے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے یہ میری پھوپھی کا خادم اور غلام تھا اپنی پھوپھی کے حق میں عصبہ ہوں انکی دیت اور ضمانت ادا کرنا میرے ذمے ہے لہٰذا میں زیادہ حقدار ہوں اور زبیر کہتے تھے صفیہ میری ماں تھی یہ میری ماں کا خادم تھا اس غلام کا میں جائز وارث ہوں حضرت فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ نے اس تنازعہ کا فیصلہ یہ دیا کہ صفیہ کا بیٹا زبیر اس مال کا زیادہ حقدار ہے۔ (۳۵/۹ مصنف عبدالرزاق)

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے قاضی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاضی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کو دل جان سے قبول فرما کر ثابت کردیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت برحق تھی۔

شادی:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے انکی لڑکی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی لڑکیاں اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں کے لئے روک رکھی ہیں اس کے بعد پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ سے نکاح کردیں میں اس رشتہ کی حسن معاشرت کو اس طرح نگاہ میں رکھوں گا کہ اور شخص ملحوظ نہ رکھ سکے گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نکاح کردیا اس کے بعد حضرت عمر مہاجرین کی مجلس میں گئے وہاں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زبیر طلحہ عثمان اور سعد اور حضرت علی یہ سب حضرات تشریف فرماتے حضرت عمر ان سے اپنے امور میں مشورہ کیا کرتے تھے حضرت عمر نے ان سے فرمایا مجھے مبارک باد دیجئے انہوں نے کہا کس بات کی حضرت عمر نے فرمایا حضرت علی کی لڑکی سے میرا نکاح ہوگیا ہے جسکا نام ام کلثوم ہے پھر نبی کریم کی حدیث سنائی آپ نے فرمایا۔

كُلُّ نَسَبٍ وَّسَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ۔

ہر نسب وسبب قیام کے دن منقطع ہوجائیگا مگر میرا حسب ونسب مفید ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مصاحب وہم نشین تو

رہا ہوں اور میں پسند کرتا تھا کہ نسبی تعلق بھی قائم ہو جائے تو وہ اب حاصل ہو گیا ہے۔
(سنن سعید بن منصور)(۳/۱۴۲ المستدرک)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رضا مندی کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا ہے کوئی جبر وا کراہ نہیں ہوا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس نکاح کو سعادت مندی تصور کرتے ہوئے قبول کیا اور یہ رشتہ باہمی حسن تعلق کی بڑی مضبوط دلیل ہے ایسی واضح دلیل کے ہوتے ہوئے بھی ان حضرات کی باہم دشمنی وعداوت کا تصور قائم کرنا عدل وانصاف کے خلاف ہے۔

معاشرے میں یہ دستور چلا آتا ہے کہ خوشی اور غمی کے موقع پر دوست واحباب ایک دوسرے کو شریک حال کرتے ہیں اس دستور کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریب نکاح اور شادی میں دیگر لوگوں کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی مدعو کر کے شامل کیا اور انہوں نے اس دعوت کو منظور کر کے شمولیت فرمائی واقعہ یہ ہے کہ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عاتکہ بنت زید کے ساتھ شادی کی اور آپ نے ولیمہ کیا دوست واحباب کو مدعو کیا ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی شامل دعوت کیا (خورد ونوش کے بعد) خوش طبعی کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا عاتکہ سے کلام کرنے کی اجازت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خانگی پردے سے باہر رہتے ہوئے عاتکہ کو ان کے چند اشعار یاد دلائے (جو اس نے اپنے سابق خاوند عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی موت پر کہے تھے) ان میں سے ایک شعر کا مفہوم یہ تھا اے خاوند میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میری آنکھ ہمیشہ غمناک رہے گی اور ہمیشہ جسم میرا غبار آلود رہے گا اس

یاددہانی پر عاتکہ رونے لگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا اے ابوالحسن عورتیں تو اسی طرح کرتی ہیں۔

(الاستعیاب ۴/۳۵۵)(اسد الغابہ ۵/۴۹۸)

حضرت عثمان اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما

نمبر ۱:

نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ عثمان کے مقام کے بارے میں بیان فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

ذَاكَ اِمْرَأٌ يُدْعٰى فِي الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى ذَالنُّوْرَيْنِ كَانَ خَتَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِبْنَتَيْهِ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جن کو آسمان پر فرشتوں کی جماعت میں ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے حضور علیہ السلام کے داماد ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔

(کنز العمال ۱۳/۳۵)

نمبر ۲:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بعض آدمیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا:

(ا) وہ بہترین آدمی تھے چوتھے آسمان پر ان کا نام ذوالنورین ہے انکے نکاح میں یکے بعد دیگرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزاریاں آئیں۔

(ب) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک مکان خرید کر مسجد میں اضافہ کر دیگا اللہ

تعالیٰ اسکی مغفرت فرمادیگا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ مکان خرید کر مسجد میں ملا دیا۔

(ج) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں قبیلے کا باڑہ خرید کر عام مسلمانوں کے لئے وقف کریگا اس کے لئے مغفرت اور بخشش ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ باڑہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔

(د) پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غزوہ تبوک کے لئے تیاری کا سامان جو پیش کریگا اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادے گا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سامان لشکر مہیا کردیا۔ (۶۰/۱۳ کنز العمال)

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

نمبر۳:

ایک دفعہ کوفہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا فرمایا کہ اے لوگو! رات کو میں نے عجیب خواب دیکھا اللہ تعالیٰ عرش پر قائم ہے سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عرش کے ایک پائے کے قریب قیام فرما ہوئے پھر ابوبکر تشریف لائے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر ہاتھ رکھا پھر عمر آئے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا پھر عثمان آئے (بروایت دیگر) انہوں نے عمر کے کندھے پر ہاتھ رکھا عثمان سر بریدہ لئے ہوئے تھے اور آکر عرض کیا کہ یا اللہ اپنے بندوں سے پوچھ کہ کس بنا پر انہوں نے مجھے قتل کیا پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ آسمان سے زمین کی طرف دو پرنالے اترتے دکھائی دیئے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے کہا آپ دیکھتے نہیں کہ حسن کیا بیان کررہے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ دیکھا ہے

وہی بیان کر رہے ہیں۔ (البدایہ والنھایہ ۲۹۴/۷) (مجمع الزوائد ۹۶/۹)

نمبر ۴:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا جا کر اپنی زرہ فروخت کر دو اور دام میرے پاس لے آؤ تاکہ تمہارے اور فاطمہ کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں انکی تیاری کی جائے حیدر کرار فرماتے ہیں میں نے زرہ اٹھائی اور بازار چلا گیا یہ زرع میں نے حضرت عثمان کے ہاتھ چار سو درہم میں فروخت کر دی جب میں نے دام لئے عثمان نے زرہ اپنے قبضہ میں لے لی اس وقت عثمان نے مجھے کہا اب زرع کا میں آپ سے زاید حقدار ہوں اوران دراہم کے آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں میں نے کہا بالکل ٹھیک ہیں اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ زرہ میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے زرہ اور دراہم دونوں چیزیں لے لیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں اور سارا واقعہ آپکی خدمت میں بیان کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کلمات خیر فرمائے پھر ابو بکر کو بلا کر ان دراہم سے ایک مٹھی بھر کر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ ان داموں کے عوض فاطمہ کے لئے ضروری اشیاء خرید کر لاؤ اور سلمان فارسی اور بلال کو ابو بکر کے ساتھ کر دیا کہ خرید شدہ چیزوں کو اٹھا کر لانے میں ان کی مدد کریں ابو بکر کہتے ہیں آپ کے عطا کردہ دام تریسٹھ تھے ان سے ایک مصری بچھونا ایک چمڑے کا گدا ایک چمڑے کا بالین جو کچھ کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا ایک خیبر کی چادر پانی کے لئے ایک مشکیزہ کوزے گھڑے وضو کے پانی کے لئے ایک برتن صوف کا ایک باریک کپڑا ابو بکر کہتے ہیں یہ سامان کچھ میں نے اٹھایا کچھ بلال اور کچھ سلمان

نے اٹھایا یہ سب چیزیں حضور کی خدمت میں پیش کر دیں۔

(۲/۳ زرقانی) (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے جو سامان جہیز خریدا گیا اسکی قیمت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بطور ہدیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی تھی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے لئے دعائے خیر کی۔

نمبر ۵:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کے تنازعات کے فیصلے کے لئے تشریف فرما ہوتے تو انکی خدمت میں فریقین حاضر ہوتے ایک سے فرماتے کہ جاؤ علی ابن ابی طالب کو بلاؤ اور دوسرں کو حکم دیتے کہ صحابہ کی ایک جماعت بمعہ طلحہ اور زبیر کو بلالاؤ اس کے بعد فریقین کو ارشاد فرماتے اب اپنے اپنے بیان پیش کرو بیانات کے بعد صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوتے کہ آپ حضرات کی اس مقدمہ کے بارے میں کیا رائے ہے اگر حضرت عثمان کی رائے ان حضرات کی رائے کے موافق ہوجاتی تو اسی وقت اسکا فیصلہ فرما کر اجرا کر دیتے تھے اور اگر رائے میں اختلاف ہوتا تو بعد میں غور فکر کرتے پس دونوں فریق اس حال میں اٹھ کر جاتے کہ وہ اپنے فیصلے کے متعلق راضی ہو چکے ہوتے۔ (۱۱۲/۱۰ سنن کبریٰ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معاملات کے فیصلے اور اجراء احکام کی ضرورت پیش آتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان مواقع میں شامل رکھا جاتا تھا۔

نمبر ۶:

حصین بن سا ھان رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر

ہوا اس وقت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا انہوں نے شراب نوشی کی تھی اس پر دو گواہوں نے شہادت دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا اس پر حد قائم کی جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ولید کو حد لگایئے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے درے لگانے شروع کیے حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ شمار کرتے گئے حتیٰ کے چالیس درے لگائے گےء پھر فرمایا ٹھہر جاؤ فرمانے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس درے لگائے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس درے لگائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی ابتداء میں چالیس درے لگائے اور تمام عدد سنت کا طریقہ ہے اور یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۳۸۹/۱ مسند ابی یعلیٰ)

نمبر ۷:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک روز حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے میں نے فلاں زمین اتنے میں خرید کی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت کے پاس جا کر مجھ پر پابندی لگوانا چاہتے ہیں تو جضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس بیع میں تمہارے ساتھ شریک ہو جاتا ہوں اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فلاں چیز خریدی ہے آپ ان پر پابندی لگا دیجئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے اور فرمایا اس خرید میں بھی شامل ہوں اس وقت حضرت عثمان نے فرمایا جس بیع میں زبیر جیسے بزرگ شریک ہو جائیں اس پر میں پابندی نہیں لگا سکتا۔ (۶۱/ ۸ سنن کبریٰ) (۲۶۷/ ۸ عبدالرزاق)

نمبر ۸:

ابو ملیح بن اسامہ کہتے ہیں کہ ایک عورت بہیمہ بنت شیبانیہ نے مجھ سے بیان کیا ایک غزوہ میں اس کا خاوند مفقود الخبر ہوگیا پتہ نہیں چلتا تھا کہ زندہ ہے یا فوت ہوگیا ہے وہ عورت چار برس تک انتظار کرتی رہی اس کے بعد اس نے دوسرا نکاح کرلیا اس کے بعد پہلا خاوند بھی آ گیا (تنازعہ رونما ہوا) فیصلہ کرانے کے لئے میرے دونوں خاوند حضرت عثمان غنی کی خدمت میں حاضر ہوئے ان ایام میں حضرت عثمان غنی باغیوں کے محاصرے میں تھے زوجین نے اپنا مسئلہ پیش کیا حضرت عثمان نے فرمایا ان حالات میں دریافت کرتے ہو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کی یہ واقعہ پیش آ گیا ہے اس کا فیصلہ ضروری ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے خاوند کو دو صورتوں میں سے ایک اختیار کرنی چاہئے یا تو عورت کو اختیار کرلے یا اپنا مہر لے لے۔ کچھ دن گزرے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور (حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے) پھر میرے دونوں خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں حاضر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فیصلہ طلب کیا تو انہوں نے بھی فرمایا ان پریشان کن حالات میں پوچھتے ہو جواب میں دونوں نے عذرخواہی کرتے ہوئے فیصلہ کے لئے اصرار کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بھی سنایا تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا وہی فیصلہ ہے جو حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے دیا ہے میری وہی رائے ہے جو عثمان (رضی اللہ عنہ) نے قائم کی ہے تو پہلے خاوند نے مہر لینا پسند کیا عورت کہتی ہے کہ مہر کی رقم چار ہزار درہم تھی مہر ادا کرنے میں میں نے اپنے خاوند کو دو ہزار دے کر اسکی مدد کی۔

(۷/۸۸ مصنف عبدالرزاق)

نمبر ۹:

۳۰ھ میں حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے خراسان کا علاقہ آمل اور مر فتح کیا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ واپس مدینہ پہنچے اور حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی اس کے بعد اہل مدینہ کو عطیات دینے شروع کیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین ہزار درہم بھجوائے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تیرا برا ہو تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے یہ قلیل رقم ارسال کی ہے اس پر عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص کو زیادہ دینے کو میں نے ناپسند کیا اور اس کے متعلق آپکی رائے بھی معلوم نہ تھی امیر المومنین نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زیادہ دیجئے اس کے بعد عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بیس ہزار درہم ارسال کیے اسکے ساتھ دیگر اشیاء بھی بھجوائیں مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگا ہوا تھا اس کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے وہ لوگ قریش کے متعلق عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے ہدایا اور عطا کا باہم تذکرہ کر رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ قریشی جوانوں کے سردار ہیں ان کی بات مزاحمت کے قابل نہیں۔

(۵/۳۳ طبقات ابن سعد)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق جانتے تھے اور عثمانی عطیات کو جائز سمجھ کر قبول فرماتے تھے ورنہ آپ جیسے متقی کو یہ جائز نہ تھا کہ اگر عثمان غنی رضی اللہ عنہ پکے اور مخلص مومن نہ ہوتے تو ان کے عطیات کو قبول فرماتے۔

دوران محاصرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کی خدمات

نمبر ۱:

ابن رباح کہتے ہیں میری ملاقات حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی محاصرہ کے دوران وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے ہم لوگ ان دونوں حضرات کی گفتگو سننے کے لئے ان کے ساتھ ہوئے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا یا امیر المومنین آپ جو حکم دیں بجالاؤنگا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے اپنی جگہ تشریف رکھئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم تقدیر پورا فرما دے مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں یا فرمایا مجھے جنگ وجدال کی کوئی حاجت نہیں۔(۴۴۷/۱۱ مصنف عبدالرزاق)

نمبر ۲:

جن وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اس وقت انکی نگرانی کرنے والوں میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ موجود تھے تلوار گلے میں ڈالے ہوئے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں موجود تھے ان حضرات میں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، حسن بن علی، حسین بن علی، مروان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے خدام وغلام موجود تھے۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو نہ روکتے تو یہ باغیوں کو منع کرسکتے تھے لیکن آپ نے ان کو قسم دے کر کہا جس شخص پر میرا حق ہے وہ اپنا ہاتھ روک لے اور اپنے گھر روانہ ہوجائے حالانکہ اکابر صحابہ اور انکی اولاد کا ایک جم غفیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں موجود تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جس نے اپنی تلوار میان میں کرلی وہ آزاد ہے۔(۱۸۱/۷ البدریہ والنہایہ)

نمبر ۴:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصو[ر] کر دیئے گئے تو ان کو پینے کا پانی نہ ملا ان کی حویلی میں ایک فقیر اور قلاش آدمی [کی] مجبوری کی حالت میں اس سے پانی لیتے تھے یہ حالات دیکھ کر میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا آپ کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے یعنی عثمان اس حالت میں محصور ہیں کیا آپ اس حال پر راضی ہیں پانی پینے کو نہیں مل رہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ انہوں نے حالت یہاں تک پہنچا دی ہے میں نے کہا بالکل اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی لانے والے جانوروں پر پانی ارسال کر کے پلانے کا انتظام کیا۔ (انساب الاشراف ۷۷/۵)

نمبر ۵:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں باغی لوگ پانی نہیں پہنچنے دیتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر آواز دی کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں حاضرین نے جواب دیا کہ موجود نہیں عثمان خاموش ہو کر نیچے چلے گئے کسی نے یہ بات علی تک پہنچا دی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام قنبر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور پیغام دیا کہ آپ نے مجھے بلایا ہے کیا ضرورت ہے فرمائیں عثمان نے کہا قوم مخالف نے ہمارا پانی روک رکھا ہے میرے فرزند اور دیگر عزیز پیاسے ہیں تشنگی غالب ہے اگر ہو سکے تو پانی بھجوا دیجئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغی قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا لوگو جو معاملہ کر رہے ہو نہ مومنوں کا طریق کار ہے نہ کافروں کا فارسی اور رومی قیدیوں کو قید میں کھانا دیتے ہیں پینے کو پانی دیتے ہیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں ان کا پانی بند نہ کرو لیکن باغیوں نے

انکار کر دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین مشکیں چند آدمیوں کے ہاتھ عثمان کی طرف روانہ کیں اور انہوں نے پانی پیا۔ (ناسخ التواریخ ۲/۵۳۱)

نمبر ۶:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے تو انکی بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے مکان کی چھت پر چڑھ کر کہا امیر المومنین قتل کر دیے گئے ہیں لوگ ان کے گھر داخل ہوئے دیکھا کہ آپ کو ذبح کر دیا گیا ہے لوگوں کی عقلیں دنگ رہ گئیں اور انہوں نے استرجاع کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تم دونوں دروازے پر تھے تمہارے ہوتے ہوئے امیر المومنین کیسے قتل کر دیے گئے پھر آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کے منہ پر طمانچہ مارا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے سینے پر مارا اور محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو سخت سست کہا اور بہت ناراض ہو کر گھر واپس چلے گئے۔ (۱۲۴ تاریخ الخلفاء)

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سخت پیاس کی حالت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہل خانہ کے لئے پانی بھیجا اپنے بیٹوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حالات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خدا فرماتا ہے: اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ الَّيْلِ سَاجِداً وَّقَائِمًا۔

کیا وہ جس نے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزاریں سجود اور قیام میں

یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے آپ تہجد کی نماز پابندی سے ادا فرمایا کرتے تھے اس وقت سارے کام خود کرتے تھے کسی غلام کو بیدار نہ کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کچھ فضائل وہ ہیں جن میں باقی تین خلفاء بھی شامل ہیں پہلے وہ بیان کیے جاتے ہیں۔

فضائل خلفاء راشدین

حدیث نمبر ۱:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَكْرٍ اَسَاسُهَا وَعُمَرُ حِيْطَانُهَا وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔

میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اسکی بنیاد ہے اور عمر اسکی دیواریں ہیں اور عثمان اسکی چھت ہے اور حضرت علی اسکا دروازہ ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ ۱۹۲)

حدیث نمبر۲:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔

اَنَا مَدِیْنَةُ السَّخَاءِ وَاَبُوْبَکْرٍ بَابُھَا وَاَنَا مَدِیْنَةُ الشَّجَاعَةِ وَعُمَرُ بَابُھَا اَنَا مَدِیْنَةُ الْحَیَاءِ وَعُثْمَانَ بَابُھَا وَاَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔

(۲/۱۹۳ نزہۃ المجالس)

میں سخاوت کا شہر ہوں ابوبکر اس کا دروازہ ہے میں بہادری کا شہر ہوں عمر اس کا دروازہ ہے میں شرم وحیاء کا شہر ہوں عثمان اس کا دروازہ ہے اور میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔

حدیث نمبر۳:

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اخْتِلَافاً کَثِیْراً فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ۔

میرے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد تم میں جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا تم پر میری خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

(مشکوٰۃ ۳۰)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

صدیق عکس حسن کمال محمد است
فاروق ظل جاہ وجلال محمد است
عثمان ضیاء شمع جمال محمد است
حیدر بہار باغ خصال محمد است

ایمان ما اطاعت خلفائے راشدین

اسلام ما محبت آل محمد است

حدیث نمبر۴:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَایَجْتَمِعُ حُبُّ ھٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعَةِ اِلَّا فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ ایک اور جگہ فرمایا یُحِبُّھُمْ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ وَیُبْغِضُھُمْ اَعْدَاءُ اللّٰہِ۔

میرے چاروں خلفاء کی محبت مومن کے علاوہ کسی اور کے دل میں جمع نہیں ہوسکتی اور وہ ابوبکر عمر عثمان اور علی المرتضیٰ ہیں...... اور ان سے اللہ کے ولی محبت کرتے ہیں اور اللہ کے دشمن ان سے بغض رکھتے ہیں۔

حدیث نمبر۵:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَبُوْبَکْرٍ کَعَیْنَیَّ مِنْ رَّاْسِیْ وَعُمَرُ کَلِسَانِیْ وَعُثْمَانُ کَیَدِیْ وَعَلِیٌّ کَرُوْحِیْ مِنْ جَسَدِیْ۔

ابوبکر ایسے ہیں جیسے میرے سر کی دو آنکھیں اور عمر ایسے ہیں جیسے میری زبان اور عثمان ایسے ہیں جیسے میرا دست سخاوت اور علی ایسے ہیں جیسے میرے جسم کی روح۔ (۲/۱۹۳ نزہۃ المجالس)

ا: جس طرح آنکھ والے کو آنکھ سے زبان والے کو زبان سے ہاتھ والے کو ہاتھ سے اور روح والے کو روح سے محبت ہوتی ہے اسی طرح مجھے ان چاروں سے محبت ہے۔

ب: جس طرح کسی کی آنکھ زبان ہاتھ اور روح کو تکلیف پہنچانا بعینہ اس شخص

کو دکھ دینا ہے اسی طرح ان خلفاء کی شان میں گستاخی کرنا بعینہ میری شان میں گستاخی کرنا ہے۔

ج: جس طرح آنکھ کے ذریعے حق کو دیکھا جاتا ہے اور زبان کے ذریعے حق بات کہی جاتی ہے اور ہاتھ کے ذریعے راہ حق میں خرچ کیا جاتا ہے اور روح کے ذریعے تمام جسم اللہ کی عبادت میں مصروف رہتا ہے اسی طرح میرے چاروں خلفاء جب نظر کرتے ہیں تو انہیں حقائق ومعارف نظر آتے ہیں اور جب بولتے ہیں تو حقائق ومعارف بیان کرتے ہیں اور جب خرچ کرتے ہیں تو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور میری امت کی مشینری انہیں کی تبلیغ کے سبب میری اطاعت اور خدا کی عبادت میں مصروف اور قیامت تک مصروف رہے گی۔

حدیث نمبر۶:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ یُوْجِبُ الْغُفْرَانَ وَحُبُّ عُمَرَ یَمْحُوْالْعِصْیَانَ وَحُبُّ عُثْمَانَ یُقَوِّیْ الْاِیْمَانَ وَحُبُّ عَلِیٍّ یُخْمِدُالنِّیْرَانَ۔

ابوبکر کی محبت سے مغفرت ہوجاتی ہے عمر کی محبت گناہوں کو ختم کردیتی ہے عثمان کی محبت ایمان کو قوی کرتی ہے اور علی کی محبت آگ کو بجھادیتی ہے۔

(۲/۳۴۶ مسند الفردوس)

حدیث نمبر۷:

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ کَمَا فَرَضَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوۃَ وَالصِّیَامَ وَالْحَجَّ وَالزَّکَاۃَ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِدًا

مِنْهُمْ فَلَا صَلوٰةَ لَهٗ وَلَا صِيَامَ لَهٗ وَلَا حَجَّ لَهٗ وَلَا زَكَاةَ لَهٗ وَيُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ قَبْرِهٖ إِلَى النَّارِ۔ (۲/۱۰۱ مسند الفردوس)

بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ابوبکر عمر عثمان اور علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت فرض فرمادی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے تم پر نماز روزہ حج اور زکوٰۃ فرض فرمائی جو ان چاروں میں سے ایک کے ساتھ بغض رکھے گا اسکی نماز روزہ حج اور زکوٰۃ قبول نہیں اور ایسا آدمی قیامت کے دن جب اپنی قبر سے اٹھے گا تو سیدھا جہنم میں داخل کردیا گا جائیگا۔

حدیث نمبر ۸:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا کریگا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہاں ہیں حضرت ابوبکر عمر عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لایا جائیگا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا جائیگا جنت کے دروازے پر کھڑے ہوجاؤ اور جس کو چاہو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل کردو اور جس کو چاہو اللہ کے علم کے مطابق جنت میں داخل نہ ہونے دو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جائیگا میزان کے پاس کھڑے ہوجاؤ جسکا نامہ اعمال چاہو اللہ کی رحمت سے بھاری کردو اور جس کا نامہ اعمال چاہوں اللہ کے علم کے مطابق ہلکا کردو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دو حلے پہنائے جائیں گے ان سے کہا جائیگا ان کو پہن لو میں نے ان کو زمین وآسمان کی پیدائش کے وقت سے تمہارے لئے تیار کررکھا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنتی درخت کا ایک عصا دیا جائیگا اللہ فرمائے گا جس کو چاہو حوض کوثر سے روک دو۔

(۱/۴۶ الریاض النضرۃ)

حدیث نمبر ۹:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ نَظِيْرٌ فِيْ اُمَّتِيْ فَاَبُوْبَكْرٍ نَظِيْرُ اِبْرَاهِيْمَ وَعُمَرُ نَظِيْرُ مُوْسٰى وَعُثْمَانَ نَظِيْرُ هَارُوْنَ وَ عَلِيُّ بِنِ اَبِيْ طَالِبٍ نَظِيْرِيْ۔

(۲۳۲۲ مسند الفردوس)(۴۳/۱ الریاض النضرۃ)

ہر نبی کی نظیر میری امت میں موجود ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ، ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہے عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہے عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میری نظیر ہے۔

حدیث نمبر ۱۰:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دنیا کی تین چیز پسند ہیں خوشبو عورتیں (ازواج مطہرات) اور نماز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہین دیدار رسول، رسول پاک پر مال خرچ کرنا آپکی قرابت کا توسل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں بھوکوں کو کھلانا پیاسوں کو پانی پلانا اور ننگوں کو لباس پہنانا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں سلام بکثرت کرنا نماز تہجد پڑھنا بھوکوں کی خبر گیری کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں گرمی کا روزہ مہمان نوازی اور جہاد فی سبیل اللہ تلك عشرة كاملة۔ (۵۲/۱ الریاض النضرۃ)

اصحاب ثلاثہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی حاجت کے لئے مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا جب آپ باغ میں داخل ہوئے تو اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور میں نے کہا آج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بن کر بیٹھوں گا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ارشاد نہ فرمایا تھا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اپنی حاجت پوری فرمائی اور کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا اور پاؤں کنویں میں لٹکا کر تشریف فرما ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔اور اجازت طلب کی میں نے کہا ٹھہرو میں آپ کے لئے اجازت لے لوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اجازت مانگ رہے ہیں فرمایا اسے اجازت دے دو اور ان کو جنت کی بشارت دے دو وہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب پنڈلیاں ننگی کر کے پاؤں کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی میں نے کہا ٹھہرو میں آپ کے لئے اجازت لے لوں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی آپ نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو وہ بھی آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب اپنی پنڈلیاں ننگی کر کے پاؤں کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے وہ جگہ پر ہوگئی مزید کسی کے بیٹھنے کی گنجائش باقی نہ رہی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے میں نے کہا ٹھہرو میں آپ کے لئے اجازت لے لوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجازت دے دو اور ان کو جنت کی بشارت دے دو لیکن مصیبت کے بعد جو ان کو پہنچے گی آپ تشریف لائے جگہ نہ

ہونے کی بنا پر ان کے قریب نہ بیٹھے ان حضرات کے سامنے اپنی پنڈلیاں ننگی کر کے کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ (۱۶۸ الادب المفرد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(۱) کہ کنویں سے اشارۃ قبور کی طرف ہے کہ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگا اور آپکی قبر بنے گی بعد میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر بنے گی پھر بعد میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر بنے گی اور ان کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر بنے گی لیکن ان کے قریب نہیں بلکہ ہٹ کر یہی وجہ ہے کہ آپ کی قبر جنت البقیع میں ہے۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس ترتیب سے یہ تینوں حضرت تشریف لائے یہ اشارہ تھا انکی ترتیب خلافت کی طرف۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خدمت اسلام

غزوہ تبوک میں امداد:

حدیث نمبر ۱:

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ جیش عسرت یعنی غزوہ تبوک کے لئے لوگوں کو جوش دلا رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو اونٹ مع جھولوں اور کجاووں کے خدا کی راہ میں پیش کرونگا اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سامان لشکر کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سو اونٹ مع ضروری سامان کے خدا کی راہ میں پیش کرونگا اس کے بعد نبی کریم نے پھر لوگوں کی توجہ

سامان کی فراہمی کی طرف مبذول کرائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو اونٹ مع ضروری سامان کے راہ خدا میں پیش کرونگا پھر رسول پاک منبر سے اترے اور فرماتے تھے ماعلی عثمان ماعمل بعد ھذہ آج کے بعد عثمان جو عمل کریگا وہ اس کو نقصان نہ دیگا یہ بات آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔ (۲۵۲/۳ مشکوٰۃ)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبدالرحمٰن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیش عسرت کی تیاری کے زمانے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں بھر کر لائے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈالدیا میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے ماضر عثمان ماعمل بعد الیوم آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں گے وہ ان کو نقصان نہ دے گا۔

جب آپ نے غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کے لئے متذکرہ سامان اونٹ اور دینار دیئے تو خدا تعالیٰ نے آپ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی خدا فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

ان کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہین اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیں اگائیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

ان متذکرہ دونوں احادیث میں ہے کہ آج کے بعد عثمان غنی کوئی عمل

نقصان نہ دے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان گناہ کرتا ہے نفس امارہ کی بنا پر اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نفس امارہ ختم کر کے اس کو نفس مطمئنہ بنا دیا ہے لہٰذا عثمان کے دل میں کبھی گناہ کا خیال بھی پیدا نہ ہوگا اس لئے نہ وہ گناہ کرے گا اور نہ اس کو نقصان ہوگا۔

قرآن کی خدمت

حدیث نمبر۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے موقع پر شامی اور عراقی دونوں ملکر معرکہ آرائی میں شریک تھے حضرت حذیفہ بھی وہاں موجود تھے انہوں نے قرآن کی قرأت کے بارے میں مسلمانوں کا اختلاف دیکھا تو گھبرا گئے اس وقت آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا امیرالمومنین یہودیوں کی طرح اور عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی کتاب اللہ میں اختلاف کا شکار ہونے والے ہیں انکی خبر لیجئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیج کر وہ صحائف منگوائے جو ان کے پاس اماناً رکھے تھے اور فرمایا ان سے نقلیں لے کر ہم وہ صحائف تمہیں واپس کر دیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کو ان کی نقل پر مقرر کیا اور تینوں قرشی بزرگوں سے کہا جہاں کہیں قرآن کے تلفظ میں تمہارے اور زید بن ثابت کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے وہاں اس لفظ کو خاص قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ انہیں کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے چنانچہ قریشیوں کی اس جماعت نے ملکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور جب وہ نقل کر چکے تو حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ صحائف بدستور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کردیئے اور اپنے لکھوائے ہوئے تمام ممالک کو ارسال کردیئے اور حکم دیا کہ جو تمہارے پاس پہلے صحائف موجود ہیں ان کو ختم کر کے ہمارے صحائف کو رائج کیا جائے۔

(۱۴۹/۱ الاتقان)(۹۲/۱ مسند ابی یعلیٰ)

بئر رومہ:

جب مہاجرین ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے تو مدینہ کا پانی ان کو راس نہ آیا مدینہ میں ایک کنواں تھا جو بنی غفار کے ایک آدمی کی ملکیت میں تھا اس کنویں کا نام بئر رومہ تھا اور وہ ایک مشکیزہ ایک مد کے بدلے فروخت کرتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اس کو جنتی چشمے کے بدلے میں میرے ہاتھ فروخت کردو اس نے عرض کی میرے اہل وعیال کی گزر اوقات اسی پر ہے میں اس کو فروخت نہیں کرسکتا یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے اس آدمی سے یہ کنویں ۳۵ ہزار درہم میں خرید لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اَتَجْعَلُ لِیْ مِثْلَ الَّذِیْ جَعَلْتَ لَہٗ عَیْناً فِی الْجَنَّۃِ اِنِ اشْتَرَیْتُہَا قَالَ نَعَمْ

کیا جس طرح آپ اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ خریدلوں تو آپ مجھے بھی عطا فرمائیں گے فرمایا ہاں عرض کی میں نے بئر رومہ خرید کرلیا ہے اور مسلمانوں پر وقف کردیا۔

(۴۱/۲ طبرانی کبیر)(۱۲۲/۲ الریاض النضرۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کا چشمہ مانگا کیونکہ انکا عقیدہ تھا خدا تعالیٰ نے حضور کو جنت اور اسکی نعمتوں

کا مالک بنایا ہے آپ جنت کی نعمتیں جس کو چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں اور یہی عقیدہ ہم اہلسنت و جماعت کا ہے لہٰذا ہمارا عقیدہ وہی ہے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی کا عقیدہ ہے اور صحابی کا عقیدہ غلط ہو نہیں سکتا لہٰذا ہمارا عقیدہ بھی سچا ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ بئر رومہ ایک یہودی کی ملکیت میں تھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس سے سودہ کیا اس نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا آپ نے فرمایا مجھے آدھا کنواں دے دو وہ مان گیا آپ نے آدھا کنوان بارہ ہزار درہم میں خرید لیا اب ایک دن وہ یہودی پانی فروخت کرتا ہے اور دوسرا دن آتا ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اعلان فرما دیتے ہیں مسلمانوں جتنا چاہو پانی لے جاؤ کوئی قیمت نہ لی جائیگی مسلمان اتنا پانی لے جاتے کہ ان کو دوسرے دن پانی کی ضرورت محسوس نہ ہوتی دوسرے دن یہودی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا کوئی پانی لینے نہ آتا اس نے عثمان غنی سے کہا دوسرا آدھا بھی خرید لو آپ نے دوسرا آدھا آٹھ ہزار درہم میں خرید کر لیا۔ (۱۲۲/۳ الریاض النضرۃ)

فراہمی اشیائے خورد و نوش:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ چار دن رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں پر بے آب و دانہ گزر گئے یہاں تک کہ ہمارے بچے بھوک سے رونے لگے رسول خدا ﷺ آئے اور پوچھا اے عائشہ میرے بعد تم کو کچھ ملا میں نے کہا خدا آپ کے ہاتھ سے نہ دلائے تو مجھ کو کہاں سے مل سکتا ہے آپ نے وضو کیا اور تسبیح کرتے ہوئے نکل گئے کبھی یہاں نماز پڑھتے اور کبھی وہاں اور خدا سے دعا کرتے وہ کہتی ہے کہ تیسرے پہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے چاہا کہ ان کو منع کر دوں پھر میں نے کہا

وہ مالدار صحابہ میں سے ہیں شاید خدا نے ان کو اس واسطے بھیجا ہو کہ ان کے ذریعے نفع پہنچائے اور میں نے اجازت دے دی انہوں نے پوچھا اے ماں رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں میں نے کہا میرے بیٹے محمد ﷺ کے گھر والوں نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا رسول خدا ﷺ پریشان آئے اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کا سوال اور اپنا جواب بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا برا ہو دنیا کا پھر کہا ام المومنین آپ کو زیب نہیں دیتا کہ آپ پر یہ مصیبت نازل ہو اور تم مجھ سے یا عبدالرحمٰن یا ثابت بن قیس وغیرہ مالداروں سے ذکر نہ کرو پھر وہ چلے گئے اور آٹا گندم خرما اونٹوں پر لدوائے اور کھال اتری ہوئی بکری اور تین سو درہم ایک تھیلی میں بند کر کے بھجوا دیے اور کہا تم کھاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے واسطے رکھ چھوڑو یہاں تک کہ وہ آجائیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ کو قسم یاد لائی کہ جب کبھی ضرورت پیش آئے مجھ کو خبر کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور پوچھا میرے بعد تم کو کچھ ملا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ جانتے ہیں آپ خدا سے دعا کرنے گئے تھے اور خدا آپ کی دعا رد نہیں کرتا آپ نے پوچھا کیا ملا میں نے کہا اتنے اونٹ آٹا اور اتنے گندم اور اتنے خرمے کے اور تین سو درہم کی ایک تھیلی اور ایک کھال اتری بکری اور بہت سی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت آپ نے پوچھا کس سے میں نے کہا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا عثمان روئے اور دنیا کو برا بھلا کہا اور مجھ کو قسم دلائی کہ جب کبھی ایسی حالت پیش آئے تو ان کو ضرور خبر کروں آپ کھڑے ہوئے اور مسجد کو چلے گئے اور ہاتھ اٹھ کر دعا کی اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

(۱۳/۴۷ کنز العمال)(۲/۴۳۹ ازالۃ الخلفاء)(۹/۹۲ مجمع الزوائد)

...ط میں اہل مدینہ کی امداد:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سال حضرت ...بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبح ہوتے ہی ...ہاری تکلیف دور ہو جائیگی جب صبح ہوئی تو ایک شخص نے خبر دی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ...ے ایک ہزار اونٹ گندم اور غلے سے لدے ہوئے آئے ہیں تاجر لوگ حضرت ...ثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ...پ ایسی چادر اوڑھے جس کے دونوں کنارے کندھوں پر ڈالے تھے آئے اور ...چھا کیا چاہتے ہو ان لوگوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ایک ہزار ...ٹ غلہ سے بھرے آئے ہیں آپ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں تاکہ مدینہ کے ...ریب لوگوں پر کشادگی کر دیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اندر آجاؤ وہ ...وگ اندر چلے گئے اتنے میں ہزار اونٹ کا غلہ آپ کے گھر میں گرایا گیا آپ نے ...رمایا تم لوگ شام کی خرید پر کتنا نفع دو گے تاجروں نے کہا دس کے بارہ آپ نے فرمایا اور لوگ زیادہ دیتے ہیں تاجروں نے کہا ہم دس کے چودہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ ملتے ہیں انہوں نے کہا ہم دس کے پندرہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ ملتے ہیں انہوں نے کہا وہ زیادہ دینے والا کون ہے مدینہ کے تاجر تو ہم ہیں آپ نے فرمایا مجھے ایک درہم کے بدلے دس ملتے ہیں آپ نے فرمایا اے مدینہ کے تاجروں گواہ ہو جاؤ یہ غلہ میں مدینہ کے غریبوں پر صدقہ کرتا ہوں۔ (۲/۴۴۰ ازالۃ الخلفاء)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رات کو سویا ہوا تھا مجھے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی کہ آپ ایک خچر پر سوار ہیں اور آپ

نے نور کا حلہ پہنا ہوا ہے ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے نعلین مبارک کے تسمے نور ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مدت سے آپکی ملاقات کا مشتاق تھا آپ نے فرمایا مجھے جلدی ہے عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ غلہ کا صدقہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قبول کرلیا ہے اور جنت میں اسکی شادی کا انتظام کیا اور مجھے عثمان شادی میں شریک ہونا ہے۔ (۲/۱۴۶ الریاض النضرۃ)

فضائل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ :

نمبر ۱:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا حضرت عثمان غنی کو اس حال میں لایا جائیگا کہ ان کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا خون کا رنگ سرخ ہوگا لیکن خوشبو کستوری کی ہوگی اور ان کو نور کے دو حلے پہنائے جائیں گے اور ان کے لئے پلصراط کے نزدیک منبر بچھا جائیگا اور لوگ ان کے چہرے کے نور کی روشنی میں پلصراط کو پار کرلیں گے لیکن ان کے دشمن کو کوئی حصہ نہ ملے گا۔ (۲/۱۴۸ الریاض النضرۃ)

نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَشْفَعُ عُثْمَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفاً عِنْدَالْمِيْزَانِ مِنْ اُمَّتِيْ مِمَّنْ اسْتَوْجَبُوْ النَّارَ۔

قیامت کے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میزان کے قریب میری امت کے

ے ستر ہزار آدمیوں کی شفاعت کریگا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔
(۲/۱۴۲ الریاض النضرۃ)

نمبر ۳:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو
ان غنی رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے چلیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ
رہیں فرمایا ہاں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
ر آئے ہم نے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے دیکھا کہ
ضرت عثمان رضی اللہ عنہ منہ کے بل لیٹے ہوئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان کیا بات
نہیں اٹھاتے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ سے حیا آتی ہے فرمایا یہ کیوں
رض کی مجھے خوف ہے کہ کہیں خدا مجھ سے ناراض نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
رمایا کیا تو نے بئر رومہ مسلمانوں پر وقف نہیں کیا تو نے جیش عسرت کی مدد نہیں کی
جھ سے فرشتے حیا نہیں کرتے کیا تو نے مسجد میں توسیع نہیں کی کیا تو نے خدا کی
رضا کے لئے خرچ نہیں کیا یہ جبریل خدا کی طرف سے خبر دے رہے ہیں کہ تم اہل
آسمان کے نور ہو اہل زمین اور جنت کے چراغ ہو۔ (۲/۱۴۴ الریاض النضرۃ)

نمبر ۴:

حضرت سہم بن خنیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی
شہادت کے وقت موجود تھے آپ کے قتل کے دن جب شام ہوئی تو ہمارے دلوں
میں خیال آیا اگر ہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دفن نہ کیا تو ان کو ان کے دشمن
مثلہ کردیں گے ہم نے رات کے وقت ان کا جنازہ اٹھایا اور جنت البقیع کی طرف
لے کر چلے اتنے میں ہم نے اپنے پیچھے ایک سیاہی دیکھی ہم خوفزدہ ہوئے یہاں

تک کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم منتشر ہو جائیں اتنے میں آواز آئی ڈرو نہیں جنازے میں شریک ہونے کے لیئے آئے ہیں ابن خیس نے کہا یہ فرشتے ہیں۔

(الریاض النضر ۲/۱۳۴)

نمبر ۵:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں توسیع فرمانی چاہی آپ نے ایک آدمی سے فرمایا اپنا مکان میرے ہاتھ فروخت کر دو میں مسجد حرام میں توسیع کروں میں تیری جنت کا ضامن ہوں اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا میرا کوئی مکان نہیں ہے میرا اور میری اولاد کا کوئی ٹھکانا نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا میرے ہاتھ یہ مکان فروخت کر دو میں مسجد حرام میں توسیع کر دوں تیرے لیئے جنت کا ضامن ہوں اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کی حاجت نہیں یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ آدمی زمانہ جاہلیت میں آپ کا دوست تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سے بات چیت کی یہاں تک کہ آپ نے وہ مکان اس آدمی سے دس ہزار دینار میں خرید لیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فلاں آدمی سے مکان لے کر مسجد میں توسیع کرنا چاہتے ہیں اور آپ نے اس سے فرمایا ہے کہ میں تری جنت کا ضامن ہوں اب وہ مکان میرا ہے کیا آپ جنت کے مکان کے عوض مجھ سے لینا چاہتے ہیں فرمایا ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی سے مکان لے لیا اور جنت میں آپ کے لئے مکان کی ضمانت دی اور مسلمانوں کو اس پر گواہ بنالیا۔

(الریاض النضرۃ ۲/۱۲۵)

جب مسجد نبوی نمازیوں پر تنگ ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے

جو بنی فلاں کا باڑہ خرید کر مسجد میں توسیع کر دے خدا تعالیٰ اس کو بخش دے گا ایک روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو اس سے بہتر جگہ جنت میں عطا فرمائیگا حضرت عثمان نے وہ باڑہ خرید کی مسجد نبوی میں توسیع کر دی۔ (۲/۱۴۲ الریاض النضرۃ)

نمبر ۶:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان غنی سے ملے اور ان کو غمگین پایا پوچھا اے عثمان تیرا کیا حال ہے حضرت عثمان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میرے برابر اور کس کو مصیبت پہنچی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا انتقال ہو گیا ہے اور میرے اور آپکے درمیان دامادی کا رشتہ منقطع ہو گیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان تم یہ کہہ رہے ہو اور جبریل میرے پاس خدا کی طرف سے یہ حکم لائے ہیں کہ رقیہ کی بہن ام کلثوم کا عقد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے مہر اور عدت پر آپ کے ساتھ کر دوں پھر آپ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ میرا شوہر بہتر ہے یا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا آپ نے کچھ دیر خاموشی اختیار فرمائی اس کے بعد فرمایا تمہارا شوہر ان میں سے ہے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں اور خدا اور رسول ان کو دوست رکھتے ہیں وہ چلی گئیں آپ نے فرمایا یہاں آؤ میں نے کیا کہا انہوں نے کہا آپ نے میرے شوہر کے حق میں فرمایا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا

اور رسول کو دوست رکھتے ہیں اور خدا اور رسول ان کو دوست رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں اور تم سے اس سے زیادہ بیان کرتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہوا اور عثمان کے مکان کو دیکھا اپنے صحابہ میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کا مکان ان کے مکان سے بلند ہو اور یہ بلوے پر صبر کا ثواب ہے۔

(۲/۴۵۴ طبرانی اوسط)

نمبر ۱۷:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پنڈلیاں ننگی کر کے اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے آپ نے ان کو بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے پھر عمر نے اجازت چاہی آپ نے ان کو بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے پھر عثمان نے اجازت طلب کی آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرمالیا پھر جب یہ لوگ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابوبکر آئے آپ نے جنبش نہ کی اسی طرح لیٹے رہے عمر آئے تو آپ نے حرکت نہ کی اور لیٹے رہے پھر جب عثمان آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرمالیا آپ نے فرمایا:

اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْهُ الْمَلَائِکَةُ۔

کیا اس آدمی سے حیا نہ کروں جس سے اللہ کے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اگر میں اسی حالت میں رہتا تو وہ شرم وحیا سے واپس چلا جاتا اور جو اس نے کہنا تھا وہ نہ کہتا۔ (۳/۲۵۱ مشکوٰۃ)

۱۷ ب:

ایک لطیف نکتہ بیعت رضوان کے حوالے سے قابل ذکر ہے خدا تعالیٰ

نے قرآن کے جمع کرنے کا آخری کام متعدد صحابہ کرام کے موجود ہونے کے
باوجود حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں لیا اس کی وضاحت صلح حدیبیہ کے واقعے
سے ہوتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو صحابہ کے ساتھ حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالا
اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا مگر ہوا یہ کہ مخالفین اسلام
نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کیے جانے کی افواہ اڑا دی جب یہ خبر مسلمانوں تک
پہنچی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ سے بیعت لی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے

خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ -

بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں یقیناً وہ اللہ سے بیعت
کر رہے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو خدا تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا اور آپ کی
بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا جب تمام صحابہ بیعت کر چکے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللھم ان عثمان فی حاجة الله وحاجة رسوله اے اللہ عثمان تیرے اور تیرے
رسول کے کام گیا ہوا ہے پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور اپنے
ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور ان کے لئے بیعت لی دوسروں لوگوں کے ہاتھ سے
اچھی تھی۔ (ابن کثیر ۴/۱۸۶)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ:

(۱) کفار مشرکین کے قتل عثمان کے غلط پراپیگنڈے نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
مغالطے میں مبتلا نہیں کیا تھا اگر آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مقتول سمجھ بیٹھے ہوتے تو
خود انکی طرف سے بیعت نہ لیتے کیونکہ بیعت لینا تو زندہ افراد ہی کے لئے ہوتا
ہے شہید ہونے کے بعد بیعت لینے کا جواز کوئی نہ تھا۔

(ب) اگر اسلامی فوج کا کوئی سفیر مارا جائے یا اس کے قتل کیے جانے کی اطلاع مل جائے تو ملت اسلامیہ کو اس کے انتقال کے لئے تیار ہو جانا چاہیے کیونکہ سفیر کے لئے ایسا اقدام حکومت کے خلاف جارحیت تصور ہوتی ہے یہی مقصد تھا بیعت رضوان کا لیکن تحقیق قبل کاراوئی درست نہیں۔

(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا جبکہ ید اللہ فوق ایدیھم کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو خدا نے اپنا ہاتھ قرار دیا گویا بالواسطہ عثمان کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ قرار دے رہا ہے اسی ہاتھ سے قرآن کا جمع ہونا انجام پانا تھا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن عثمان نے جو جمع کیا تھا تو درحقیقت یہ خدا کے ہاتھ نے جمع کیا تھا۔

نمبر ۸:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرا رہے تھے آپ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا قیامت کے دن فرمایا سب سے پہلے مجھے حساب کے لے پیش کیا جائیگا میں تھوڑی دیر خدا کی بارگاہ میں کھڑا ہونگا پھر حکم ہوگا دائیں طرف سے جنت میں چلے جاؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا پھر کون حساب کے لئے پیش کیا جائیگا فرمایا ابوبکر الصدیق وہ بھی تھوڑی دیر کھڑے رہیں گے پھر حکم ہوگا دائیں طرف سے ہوکر داخل جنت ہو جاؤ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کے بعد کس کا حساب کے لئے بلالیا جائیگا فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کو تھوڑی دیر خدا کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائیگا فرمایا اے علی پھر تجھے بلالیا جائیگا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان کہاں گئے فرمایا عثمان بڑا حیا والا ہے میں نے خدا کی بارگاہ میں سفارش کی

کہ ان کو حساب کے لئے کھڑا نہ کیا جائے خدا نے میری شفاعت قبول فرمائی۔ (۱۳/۲۳۵ کنز العمال)

ڈر دوزخ دا بدکاروں نوں چاہ جنت نیکاں کاراں نوں
جہڑا زکف تری دا قیدی ایہہ اوہ جنت دوزخ کی جانے

نمبر ۹:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرتے اگر ایک جمعہ ناغہ ہوجاتا تو دوسرے جمعہ دو غلام آزاد کردیتے جب سے اسلام قبول کیا یہی وطیرہ رہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

مَنِ اعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِماً اَعْتَقَ اللّٰہُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِنْہُ عُضْواً مِنَ النَّارِ۔

جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا اس کو اللہ دوزخ سے آزاد کردیتا ہے۔ (۲/۱۴۵ الریاض النضرۃ)

نمبر ۱۰:

حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے ابوبکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ سب مہاجرین موجود تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص اپنے کفو کی طرف کھڑا ہوجائے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کی طرف کھڑے ہوئے اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگایا اور جس بندہ مومن کا جسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے ساتھ لگ جائے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوجاتی ہے۔ (۲/۱۴۴ الریاض النضرۃ)

حرام اس پہ ہو جائے نارِ جہنم
جسے اپنے سینے لگائے محمد ﷺ

نمبر ۱۱:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبشہ کی طرف سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی آپ کے ساتھ رسول خدا کی بیٹی تھیں رسول خدا ﷺ کو انکی خبر ملنے میں دیر ہوئی آپ کو خبر ملنے کا سخت انتظار تھا قریش میں حبشہ کی ایک عورت آئی آپ نے اس سے حال پوچھا اس نے کہا دونوں کو دیکھا ہے رسول خدا ﷺ نے پوچھا کس حال میں دیکھا ہے اس نے کہا میں نے اس حال میں دیکھا ہے کہ عورت سوار تھی اور مرد سواری ہانک رہا تھا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدا انؓ کے ساتھ رہے عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد ہجرت کی۔ (۲/۴۳۴ ازالۃ الخلفاء)

دوسری ہجرت آپ نے مدینہ کی طرف کی ہے پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ عظیم فضیلت ہے کہ انہوں نے خدا کے رستے دو ہجرتیں فرمائی ہیں جیسے کہ خود نبی کریم ﷺ نے دو ہجرتیں فرمائی ہیں ایک ہجرت معراج کی رات مسجد اقصیٰ دوسری ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف۔

نمبر ۱۲:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو آپ نے فرمایا چھ آدمیوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنالو کیونکہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ان سب سے راضی تھے اور وہ ہیں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن ابی وقاص اور حضرت سعد بن ابی وقاص

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فارغ ہوئے تو اہل شوریٰ جمع ہوئے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اس امر کو اپنے میں سے تین آدمیوں میں دائر کردو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کردیا طلحہ نے کہا میں نے عثمان کو کردیا سعد نے کہا میں نے اپنی طرف سے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو کردیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں میں سے کون خلافت سے دست برادر ہوتا ہے تاکہ خلیفہ کا مقرر کرنا اس کے اختیار میں دے دیا جائے تاکہ جو افضل ہو اس کو خلیفہ بنا دے عثمان اور علی خاموش ہوگئے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا میں خلافت سے دست بردار ہوتا ہوں پس کیا تم اس بات کو منظور کرتے ہو کہ تم میں افضل کو خلیفہ مقرر کردوں دونوں نے اس کو منظور کیا عبدالرحمٰن نے علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہو سابقین الی الاسلام میں سے ہو خدا کو تم پر گواہ کرکے عہد لیتا ہوں کہ اگر میں تم کو امیر بنادوں تو عدل کروگے اور اگر عثمان کو امیر بنادوں تو ان کی اطاعت کروگے پھر عثمان کا ہاتھ پکڑ کر ان سے بھی عہد لیا جب عہد لے چکے تو کہا اے عثمان ہاتھ اٹھاؤ اور ان کی بیعت کی پھر علی اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔ (۲/۴۳۳ ازالۃ الخلفاء)

نمبر ۱۳:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اول رات سے طلوع فجر تک دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہوجا۔ (۷/۲۱۲ البدایہ والنہایہ)

اعتراضات

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مصری حج کرنے آیا اس نے ایک جگہ ایک جماعت کو بیٹھے دیکھ کر پوچھا یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں اس نے پوچھا ان کا شیخ کون ہے لوگوں نے کہا عبداللہ بن عمر اس نے ابن عمر کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ابن عمر میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تم اس کا جواب دو کیا تم کو معلوم ہے کہ عثمان احد کی جنگ میں بھاگ گئے تھے ابن عمر نے کہا ہاں ایسا ہوا تھا پھر اس نے پوچھا کہ تم کو خبر ہے کہ عثمان غزوہ بدر میں غائب تھے اور جنگ بدر میں شریک نہ تھے ابن عمر نے کہا ہاں وہ غزوہ بدر میں شریک نہ تھے پھر اس شخص نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ بیعت رضوان میں بھی شامل نہ تھے ابن عمر نے کہا ہاں وہ بیعت رضوان میں شامل نہ تھے۔ اس شخص نے ان تینوں باتوں کی تصدیق سن کر کہا اللہ اکبر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ادھر آ میں تجھے حقیقت حال سے آگاہ کردوں۔ اُحد کے دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھاگ جانا سو اس کی حقیقت یہ ہے خداتعالیٰ نے ان کے اس قصور کو معاف کر دیا ہے خدا فرماتا ہے نقد عفا اللہ عنھم تحقیق اللہ نے ان کو معاف فرما دیا اور بدر سے عثمان کے غائب ہونے کا سبب یہ تھا کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی اس زمانے میں بیمار تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رقیہ رضی اللہ عنہا کی خبر گیری کے لئے چھوڑا تھا اور فرمایا تھا عثمان تمہیں بدر میں شریک ہونے والے کا ثواب ملے گا اور مال غنیمت میں بھی ایک شخص کا حصہ ملے گا اب رہا بیعت رضوان سے عثمان کا غائب ہونا اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی ہر دلعزیز ہوتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مکہ روانہ فرماتے

لیکن چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ باعزت مکہ والوں کی نظر میں اور کوئی نہ تھا اس لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ روانہ فرمایا تاکہ وہ کفار مکہ سے آپ کی جانب سے بات کریں چنانچہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے اور انکی عدم موجودگی میں بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا اور بیعت رضوان کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھا کر کہا یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اس کو اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بیان تیرے سوالوں اور اعتراضات کا جواب ہے اس بیان کو لے جا۔ (۲۵۵،۳ مشکوٰۃ)

اعتراض:

مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ حکم بن ابی العاص کو مدینے سے نکالدیا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو مدینہ پھر بلالیا۔

جواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینہ سے اس لئے نکال دیا تھا کہ وہ منافقین کے ساتھ مراسم رکھتا تھا اور کفار کی طرف معاونت کا ہاتھ بڑھاتا تھا اور یوں مسلمانوں میں فتنہ انگریزی کا سبب بنتا تھا جب پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد شیخین کی خلافت میں کفر و منافقت کا قلع قمع ہوا کہ مدینہ میں نام ونشان نہ رہا اور یہ قاعدہ طے شدہ ہے کہ جب کوئی حکم کسی علت سے مفید ہوتا ہے تو علت کے اٹھ جانے سے وہ حکم بھی اٹھ جاتا ہے اسی لئے حکم کے اخراج کا حکم بھی اٹھ گیا اور شیخین نے اس کا مدینہ میں آنا اس لئے گوارا نہ فرمایا کہ ابھی فتنہ کا احتمال باقی تھا حکم بنی امیہ سے تھا اور شیخین تمیم سے آپ کو خوف تھا کہ عداوت جاہلیت کی وجہ

سے مبادا رگ حمیت جوش میں آئے اور یہ مسلمانوں میں چوہے دوڑانے لگے
جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اپنے چچا حکم کو مدینہ بلالیا اور صلہ رحمی فرمائی کیونکہ اب حکم بوڑھا ہو چکا تھا اور اس سے شرارت کا خدشہ نہ رہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھا گیا کہ آپ نے حکم کو مدینہ کیسے بلالیا آپ نے اس کا شافی جواب دیا فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات میں آپ سے مدینہ میں بلانے کی اجازت حاصل کر چکا تھا جب ابوبکر خلیفہ ہوئے میں نے ان سے بات کہ انہوں نے اجازت کے بارے میں مجھ سے دوسرا گواہ مانگا چونکہ میرے پاس گواہ نہ تھا اس لئے میں خاموش رہا اس طرح عمر کے پاس گیا کہ شاید مجھ تنہا کا قول مان لیں انہوں نے بھی ابوبکر کی طرح سے دوسرا گواہ طلب کیا تو پھر میں خاموش ہو گیا جب میں خود خلیفہ ہوا تو میں نے اپنے علم یقینی پر عمل کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس مقولہ کا شاہد اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہے مشکوۃ میں حدیث موجود ہے کہ رسول خدا نے ایک روز فرمایا کاش میرے پاس ایک صالح آدمی آتا کہ اس سے ہمکلام ہوتا ازواج مطہرات اور دوسرے خدام خانہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کو بلائیں فرمایا نہیں پھر عرض کیا عمر کو بلائیں فرمایا نہیں پھر عرض کی علی کو بلایا فرمایا نہیں پھر عرض کیا عثمان کو بلائیں فرمایا ہاں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو تنہائی میں ان سے سرگوشی فرمائی ہوسکتا ہے کہ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم کے مدینہ بلانے کی اجازت حاصل کرلی ہو۔ (۴۸۶ تحفہ اثنا عشریہ)

حرب العبادلہ:

یہ ایک مشہور جنگ ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دور خلافت میں لڑی

گئی ہے اس کا ذکر نہایت دلچسپ ہے اس جنگ کو حرب العبادلہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ لشکر کے قلب میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح میمنہ پر عبداللہ بن عمر میسرہ پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمہ پر عبداللہ بن عباس تھا چونکہ چار عبداللہ نامی حضرات اس میں شامل تھے اس لیے اس جنگ کو حرب العبادلہ کہا جاتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کی ولایت پر مقرر کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ جو فتوحات تمہیں ہونگی انکا خمس تمہیں بطور انعام دیا جائیگا اس وقت افریقہ کا حاکم قیصر روم کی طرف سے جرجیر نامی ایک شخص تھا اسکی حکومت طرابلس سے طنجہ تک تھی فرعونیت کے خیال میں ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر تیار کیا ادھر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اشراف صحابہ پر ایک لشکر تیار کیا جس میں عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ شامل تھے یہ لشکر مدینہ سے روانہ ہوا ادھر مصر میں حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی مجاہدین مصر کا ایک لشکر تیار کیا دونوں لشکر ملک کر افریقہ کی طرف روانہ ہوئے چالیس دن تک فریقین میں جنگ ہوتی رہی صبح سے دوپہر تک مصروف کارزار رہتے اسکے بعد اپنے اپنے لشکر گاہ میں واپس آجاتے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسافت کا لحاظ کر کے تیسرا لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں روانہ کیا یہ لوگ تیزی سے مسافت طے کر کے مقام قتال میں پہنچ گئے ان کے پہنچے سے چالیس روز پہلے لڑائی شروع ہو چکی تھی مسلمانوں نے ان کو دیکھ کر خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور بہت خوش ہوئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو لشکر میں نہ دیکھا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جرجیر نے اعلان کر دیا ہے جو شخص عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کا سر لائے گا اس کو ایک لاکھ دینار اور اپنی بیٹی اس کے عقد میں دے دوں گا اس وجہ سے ان پر یہ خوف طاری ہو گیا ہے اور وہ پوشیدہ ہو گئے ہیں

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تم بھی اپنی لشکر میں منادی کر دو کہ جو جرجیر کا سر میرے سامنے لائے گا اس کو ایک لاکھ دینار اور جرجیر کی لڑکی اس کے حوالے کر دی جائے گی جب جرجیر نے یہ الٹا اعلان سنا تو اس کے صبر میں تغیر ہوا اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے پیچھے معرکے سے دور کھڑا رہتا پھر حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ایک جماعت کو مکمل مسلح کر کے خیموں میں بٹھا دیا اور باقی لوگ کارزار میں مشغول رہے اور حد سے زیادہ لڑائی میں کوشش کی دوپہر کو بھی نہ چھوڑا تا کہ دشمن اپنے خیموں میں آرام نہ کر پائیں شام کو دونوں فریق تھکے ماندے اپنے خیموں میں واپس ہوئے وہ جماعت جو خیمے میں موجود تھی دشمن پر غفلت میں ٹوٹ پڑی اور ان کو کامل شکست دی جرجیر ابن زبیر کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ جرجیر ایک خچر پر سوار لشکر کے پیچھے کھڑا ہے اور دو لڑکیاں موز کے پروں سے اس پر سایہ کئے ہوئے ہیں آپ نے کہا اے عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ چند بہادر سپاہی میری پشت پر کر دو انہوں نے کر دیئے دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکلے دشمن سمجھا شاید جرجیر تک کوئی پیغام لے جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے رستہ دے دیا جب یہ جرجیر کے قریب ہوئے اس کو خطرہ محسوس ہوا اور وہ اپنے خچر کو دوڑا کر بھاگا لیکن عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے نیزے کا نشانہ بنا کر واصل جہنم کر دیا بعد میں اس کا سر نیزہ پر لے کر بلند کر دیا اس منظر کو دیکھ کر کافر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے لگے مسلمانوں کو فتح ہوئی بہت سامان غنیمت ہاتھ لگا تھوڑے دنوں بعد ان کفار کا پایہ تخت بھی فتح ہو گیا جرجیر کی لڑکی اور ایک لاکھ دینار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ملے۔

(ازالۃ الخفاء ۲/۴۵۴، البدایہ والنہایہ ۷/۱۵۲)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضور تھے تو میں ان سے ملنے گیا تا کہ سلام کر آؤں جب ان کے ہاں پہنچا تو انہوں نے کہا مرحبا یا اخی آج رات میں رسول اللہ ﷺ کو اس کھڑکی میں دیکھا آپ نے فرمایا اے عثمان تیرا محاصرہ کر لیا گیا ہے میں نے عرض کی ہاں فرمایا کیا تجھے پیاسا رکھا میں نے عرض کی ہاں آپ نے پانی کا ڈول دیا میں نے پانی پیا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا پانی کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی پھر آپ نے مجھے فرمایا:

اِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ وَاِنْ شِئْتَ اَفْطَرْتَ عِنْدَنَا فَاخْتَرْتُ اَنْ اُفْطِرَ عِنْدَهٗ فَقُتِلَ ذَالِكَ الْيَوْمَ۔ (البدایہ والنہایہ ۱۸۲/ ۷)

اگر تو چاہے تو ان باغیوں پر تری مدد کی جائے اور اگر تو چاہے تو تو آج کا روزہ ہمارے ہاں افطار کر لے میں نے اس بات کو پسند کیا میں روزہ آپ کے ہاں افطار کروں چنانچہ اسی دن آپ شہید کر دیئے گئے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ عالم برزخ میں رہ کر اللہ کا نبی اپنی امت کی مدد کر سکتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں سے مدد مانگنی جائز ہے شرک نہیں اگر یہ شرک ہوتی تو حضور ﷺ پیشکش نہ فرماتے آپ کا مدد کی پیشکش کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے مقبول بندوں سے مدد لینا جائز ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰى عُثْمَانَ يَسْتَعِيْنُهٗ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَبَعَثَ اِلَيْهِ عُثْمَانُ بِعَشْرَةِ آلَافِ دِيْنَارٍ۔

(البدایہ والنہایہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ایک جنگ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مدد مانگی انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں دس

ہزار دینار پیش کیے۔

نبی کریم ﷺ ان دیناروں کو الٹ پلٹ کر کے آپ کے لئے دعا کرتے تھے اے عثمان خدا تری مغفرت فرمائے۔

عالم برزخ میں رہ کر رسول خدا اپنی امت کے حالات سے مکمل واقف ہیں کیونکہ آپ نے جان لیا کہ حضرت عثمان غنی کو محاصرے میں لے لیا گیا ہے آپ تک میٹھا پانی بند کر دیا گیا ہے۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

شہادت

حدیث نمبرا:

حضرت سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک اعرابی سے کوئی چیز خریدی اور قیمت کی کوئی مدت مقرر فرمائی جناب علی رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا کہ حضور سے دریافت کرلو کہ اگر آپ قبل ادائے قیمت انتقال فرمائیں تو قیمت کون دے گا اس نے حضور ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ابوبکر دے گا اعرابی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا اور حضور ﷺ کا ارشاد سنایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی کو کہا پھر جا کر پوچھو اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو جائے تو پھر کون دے گا اعرابی نے آ کر عرض کی تو حضور ﷺ نے فرمایا عمر قیمت دے گا اعرابی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا آپ نے اعرابی سے پوچھا کہ جاؤ حضور ﷺ سے پوچھو اگر عمر بھی اتفاقاً فوت ہو جائیں تو کس سے دام وصول کروں اس نے جا کر حضور ﷺ سے عرض کی حضور ﷺ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ سے قیمت

لے لینا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا پھر آپ نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجا
ر فرمایا پوچھو کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ بھی وفات پا جائیں تو کس سے قیمت وصول کروں
س نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہو
جائیں عمر رضی اللہ عنہ بھی دنیا سے چلے جائیں عثمان رضی اللہ عنہ بھی زندہ نہ رہیں تو اگر تجھ سے
و سکے تو تو بھی مر جانا۔ (شمس التواریخ ۴۶)

اس سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:۔

نمبرا: اصحاب ثلاثہ خلفاء برحق ہیں۔

نمبر۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی خلافت کی ترتیب ارشاد فرما دی۔

نمبر۳: اصحابِ ثلاثہ کے زمانہ تک خلافت امن کے ساتھ رہے گی۔

حدیث نمبر۲:

عبداللہ بن حوالا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے تین
چیزوں سے نجات پائی اس نے بالکل نجات پائی اور تمام بلاؤں سے محفوظ رہا
صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان تین چیزوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا میری
موت خلیفہ کی شہادت جو خدا کی مرضی پر صابر و شاکر مقتول ہوں گے۔ دجال جو
قریب قیامت میں خروج کرے گا۔

میری موت کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ کیا کہ جو میری جان
لینے کے درپے نہ ہو اور مجھ کو قتل نہ کے اس نے بڑی بلاؤں سے نجات پائی کیونکہ
نبی کا قتل آسان کام نہیں اور اس کے قاتل کی سزا اور قاتلوں کی سزا کی مثل نہیں
دوسری بات خلیفہ کا قتل اس سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت مراد ہے۔

محاصرہ:

قصہ مختصر پھر بلوائیوں نے سختی شروع کی اور جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر پانی بند کر دیا جب جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی آپ سخت ناراض ہوئے اور کسی حیلہ وتدبیر سے آپ کے پاس چند مشکیں پانی بھجوا دیا جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں رائے لی انہوں نے یہ رائے دی کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو طلب کیجئے اور ان سے فرمایئے کہ اس گروہ اشرار کو فہمائش کریں اور ان سے وعدہ کیا جائے کہ تمہاری رضا مندی کا لحاظ ہوگا اور تمہاری شکایات دور کر دی جائیں گی اس وعدت واقرار میں کچھ روز ٹل جائیں گے شاید اس مدت میں آپ کی مدد کو ممالک اسلامیہ سے کچھ فوج آ جائے پھر ان باغیوں کا پورا تدارک ہو جائے گا جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ برسرِ فساد ہیں بغیر اپنے ارادہ پورا کئے باز نہ رہیں گے اور کوئی عذر وحیلہ نہ سنیں گے میں نے پہلی مرتبہ بھی تو ان سے وعدہ کیا تھا مگر پورا نہ ہوا اب کیوں ماننے لگے سرداں نے جواب دیا کہ اس وقت یہ لوگ جو کہیں اس کو مان لیجئے اور وعدہ کر لیجئے اور ان کو لیت ولعل میں رکھئے مصلحت وقت یہی ہے ان سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ ان کی مرضی کے موافق عمال کی بحالی اور معزولی کر دی جائے گی پھر جیسا مناسب ہوگا کیجئے گا یہ لوگ باغی ہیں ان کے قول وقرار کا اعتبار ہی کیا ہم کو تو اس وقت حکمت عملی سے ان کے شر وفساد کو ٹالنا ہے القصہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ کو طلب کیا جب وہ تشریف لائے آپ نے فرمایا آپ بلوائیوں کا ہجوم اور ان کی تعدی ملاحظہ فرماتے ہیں مجھ کو ان پر اطمینان نہیں یہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں آپ یہ بلا میرے سر سے دفعہ کیجئے جو کچھ ان کی خواہش ہوگی میں کروں گا اور ان

کے جو کچھ حقوق عمالوں پر اور مجھ پر ہوں گے رتی رتی ادا کروں گا جناب علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ آپ کے انصاف وعدل کے خواہاں ہیں ان کو آپ کی خونریزی سے مطلب نہیں یہ آپ کے راضی کرنے سے راضی ہو جائیں گے آپ نے پہلے بھی تو ان سے قول وقرار کیا تھا مگر آج تک ایفائے عہد نہ کیا اب مجھ کو نہ بھیجئے کیونکہ میں ان سے ان کے حقوق پانے اور پوری کامیابی کا پختہ وعدہ کروں گا اور آپ کو وعدہ پورا کرنا ہوگا جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ ان سے حتمی وعدہ کر آیئے بخدا اب میں جو آپ فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا اور جو شرط آپ کے اور ان کے درمیان ٹھہر جائے گی میں ضرور پوری کروں گا جناب علی رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے پاس تشریف لے گئے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تم لوگوں کا منشاء کیا ہے جس امر کی بابت تمہاری درخواست ہوئی وہ منظور کیا گیا آئندہ بھی تمہارے رحم دل خلیفہ تم پر انصاف کریں گے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی ذات سے جو بے عنوانی ہوئی ہے اس کا انصاف کروں گا اب تم کس واسطے فساد پر آمادہ ہو بلوائی کہنے لگے کہ ہم کو بھی قبول ومنظور ہے ہم یہی چاہتے ہیں ہم مظلوم ہیں دادخواہ ہیں ہمارا انصاف کردیں مگر آپ پکا وعدہ کریں اور خلیفہ کی جانب سے یقین کامل دلائیں اور کوئی میعاد مقرر فرمائیں کیونکہ زبانی قول کا اعتبار کہاں تک کریں خالی باتوں سے کیا کام نکلتا ہے اس پر عمل ہی ہونا چاہیے جناب علی رضی اللہ عنہ یہ جواب سن کر آپ کے پاس واپس آئے اور سب کیفیت بیان کی جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ان کے درمیان ایک مدت مقرر ہو جائے کہ اس مدت میں جو کچھ ان کی خواہش ہوگی پوری کی جائے گی ایک دن میں یہ کام طے نہیں ہو سکتے ان کے حسبِ خواہش جملہ امور سرانجام ہونا دشوار ہیں جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ میں جو کام ہو سکتا ہے اس کے واسطے تو میعاد کی

ضرورت نہیں یہ کام تو آپ آج ہی کر سکتے ہیں باقی مدینہ سے باہر جو کام ہے اس کے واسطے البتہ آپ کے حکم پہنچنے کی مدت درکار ہے جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اور کہا خاص مدینے کے متعلق جو کام ہیں ان کے واسطے تین دن کی مدت مجھ کو دیجئے میں اس عرصہ میں یہاں کے متعلق جو شکایت ان کو ہوگی رفع کروں گا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منظور کر لیا اور ایک عہد نامے بلوائیوں کو لکھ دیا جس میں اقرار تھا کہ تین دن کے اندر ان کی مرضی کے موافق عمال کی تقرری اور معزولی عمل میں آوے گی اور ان کی شکایت رفع کر دی جائے گی اور جو امر ان کے نقصان کا باعث ہو کا اور جس سے وہ ناخوش ہیں اس کی بابت مناسب انتظام کیا جائے گا جناب علی رضی اللہ عنہ نے بلوائیوں کو پھر سمجھا دیا کہ اب تمہارے حسبِ خواہش انتظام مناسب ہو جائے گا بلوائی اس اقرار نامہ سے بلا جنگ وجدل مکان کا محاصرہ کئے ہوئے رکے رہے۔

مگر کسی وجہ سے ان کی حسبِ منشاء کام نہ ہو سکا جس بنا پر انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازیبا کلمات استعمال کرنے شروع کر دیئے جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ بلوائیوں کا یہ کلامِ سخت سن کر خاموش ہو گئے اور گھر کے اندر بیٹھ گئے اس کے بعد گھر سے نہ نکلے اور اہل مدینہ کو واپس جانے اور بلوائیوں سے ترک قتال پر قسم دے کر واپس کیا چنانچہ سب لوگ واپس گئے مگر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام آپ کے دروازے سے نہ ہٹے اور بلوائیوں کے مقابلہ میں قائم رہے زمانہ محاصرہ میں حضرت زید بن ثابت ایک جماعت انصار کے ساتھ جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا امیر المومنین آپ ہم کو اجازت دیں تا کہ اس گروہِ اشرار سے لڑیں آپ کی مدد و نصرت کریں اللہ تعالیٰ اور

اس کے دین متین کی اعانت دوبارہ کریں اور دوبارہ انصار اللہ کا لقب حاصل کریں ایک مرتبہ تو جناب رسول خدا کے ساتھ دشمنان خدا پر جہاد کیا آج آپ کے دشمنوں سے لڑیں اور آپ کی نصرت کا ثواب کمائیں جناب عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں آپ سب صاحب واپس جائیں روایت ہے کہ اگر جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنگ کا حکم دیتے تو بلوائیوں کی مجال نہ تھی کہ آپ کو ذرا بھی ایذاء پہنچا سکتے اگر اہل مدینہ ہی آپ کی حفاظت کرتے تو بھی آپ دشمنوں کے ہاتھوں سے مامون ومحفوظ رہتے لیکن جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سب صاحبوں کو خدا کی قسم دلائی اور فرمایا خبردار میرے باب میں ایک شاخ حجام (سینگی جس سے حجام خون کھینچتا) بھر کر بھی خون گرنے نہ پائے راوی کا بیان ہے کہ میں دیکھتا تھا کہ جب بلوائی ہجوم کر کے آپ کے مکان پر چڑھ آتے تو حضرت عبداللہ بن زبیر ایک چھوٹے سے لشکر کو لے کر ان پر حملہ کرتے اور دور تک بھگا دیتے تھے اگر چاہتے تو ان کو قتل بھی کرتے تھے اور سعید ابن اسود بختری اپنی تلوار کی دھار بچا کر دھکانے کے طور پر لوگوں کو تلوار سے مار مار کر بھگاتے تھے اگر چاہتے تو قتل بھی کر ڈالتے مگر جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قسم مانع ومزاحم تھی انہیں دنوں میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا امیر المومنین آپ مسلمانوں کے سردار ہیں اور ان کے امام ومقتدا ہیں آپ پر حوادث کا نزول ہے اور اس وقت جس حالت میں آپ مبتلا ہیں آپ ہی خوب جانتے ہیں میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ تین کاموں سے ایک کیجئے میدان میں نکل کر گروہ بلوائیوں پر دغا سے لڑیئے آپ کے ساتھ بہت لوگ ہو جائیں گے تمام اہل مدینہ آپ کے طرفدار ہیں معاونین وناظرین کے معتدبہ جماعت اور کافی تعداد ہو جائے گی یہ لوگ باطل پر ہیں اور آپ حق پر لہٰذا ان سے لڑنا اور ان کو قتل کرنا جائز ہے اگر لڑنا

آپ کو پسند نہیں اور خونریزی گوارا نہیں تو مکان کی پشت میں دروازہ توڑ کر آپ خفیہ تیز رفتار اونٹ پر سوار ہو کر مکہ معظّمہ چلے جایئے ان کو خبر بھی نہ ہوگی اور وہاں یہ لوگ بخیال حرمت خانہ کعبہ نہ پہنچیں گے اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی کو بھی پسند نہ کریں تو تیسری صورت یہ ہے کہ آپ ملک شام میں جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جائیں مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ ان بلوائیوں کے مقابلہ میں نکل کر لڑنا مجھ سے نہ ہوگا جناب رسولِ خدا کے بعد اوّل وہ شخص جس کی ذات سے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہنے لگیں میں ہرگز نہ بنوں گا مکہ معظّمہ میں اگر چلا جاؤں تو یہ لوگ وہاں بھی میرا پیچھا کریں گے اور میرے خون سے باز نہ آویں گے یہ بھی میں نہیں کروں گا کیونکہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک قریشی شخص مکہ میں بدعت والحاد کرے گا جس کی وجہ سے حرم میں خون ریزی ہوگی جتنا اس فتنہ میں شریک ہونے والوں پر عذاب ہوگا اس کا نصف اس اکیلے کی گردن پر رہے گا میں نہیں چاہتا کہ وہ شخص میں ہی ہوں اب رہا شام میں جانا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پناہ گزیں ہونا یہ بھی مجھ کو گوارہ نہیں میں دارِ ہجرت اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجاورت ہرگز ترک نہ کروں گا مدت حصار چالیس دن تھی بلوائیاں مصر وکوفہ وبصرہ اس زمانہ تک آپ کے مکان کا محاصرہ کئے رہے حصار کو اٹھارہ دن گزرے تھے جو دیگر بلاد کے قافلوں سے بلوائیوں کو خبر پہنچی کہ عساکر اسلامی ممالک اسلامیہ سے آرہے ہیں اس خبر کے سنتے ہی بلوائیوں میں ہل چل مچ گئی ایک دوسرے کو جرأت وہمت دلانے لگے تاکہ جلد جو کام کرنا ہے اس سے فراغت کریں چنانچہ بلوائیوں نے محاصرہ میں سختی شروع کر دی اور لوگوں کو امیرالمومنین جناب عثمان کے پاس آنے جانے سے روک دیا پانی کھانا وغیرہ بالکل بند کر دیا آپ نے دروازہ پر جا کر پکار کر فرمایا کیا تم لوگوں میں علی

تضی رضی اللہ عنہ ہیں جواب ملا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا سعد رضی اللہ عنہ ہیں جواب ملا وہ بھی
ہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو مجھ کو پانی پلا دے مگر
سوس کم بخت بلوائیوں نے کچھ سماعت نہ کی البتہ جناب علی مرتضیٰ کو کسی کی زبانی
بات اور خبر پہنچی آپ نے تین مشکیں شیریں پانی کی بھروا کر بھیجیں بلوائی مزاحم
وئے بارے بہزار خرابی پانی آپ تک پہنچایا گیا جس کے لیجانے میں چند غلام بنی
شم اور بنی امیہ کے جو پانی لے گئے تھے زخمی ہوئے ایک روایت میں ہے کہ آپ
نے جناب علی، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے پاس خفیہ کہلا بھیجا کہ مجھ
کو پانی کی سخت تکلیف ہے بلوائیوں نے پانی بند کر دیا ہے اگر آپ پانی پہنچا سکیں
تو دریغ نہ رکھیں اس دردناک خبر کے سنتے ہی جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ام المومنین
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پانی پہنچانے پر مستعد ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ علی الصبح سوار ہو کر اس
گروہِ اشقیا وانبوہ پر جفا کے مجمع میں پہنچے اور نہایت غیظ وغضب میں فرمایا اے
گروہِ بلوائیاں پر جفا والے جماعت باغیاں سراسر دغا تمہارا یہ فعل نہ مسلمانوں کے
فعل سے مشابہ ہے نہ کافروں سے خبردار اس شخص کا پانی دانہ مت بند کرو رومی اور
ایرانی جو بلاشک کافر ہیں وہ بھی ایسا ظلم نہیں کرتے وہ تو اپنے قیدیوں تک کو
کھلاتے پلاتے ہیں مگر بہت افسوس کا مقام ہے کہ تم اپنے امام برحق اور خلیفہ پر یہ
ظلم وستم روا رکھتے ہو اور روز جزا سے نہیں ڈرتے بلوائی کہنے لگے بخدا ایسا نہ ہوگا
پانی کی نعمت سے تو ضرور محروم رکھے جائیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے اس سخت
جواب سے نہایت آزردہ خاطر ہوئے عمامہ مبارک سر سے اتار کر جناب
عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پھینک دیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ علی رضی اللہ عنہ آئے تھے مگر
بلوائیوں کی تعدی کے باعث ناکام واپس گئے بعد ازاں جناب علی رضی اللہ عنہ تشریف
لے گئے جناب ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی کچھ پانی کھانا لے کر اپنے خچر پر سوار

ہو کر تشریف لائیں بلوائیوں نے روکا خچر کے منہ پر مارا آپ نے ارشاد فرمایا میں اس شخص کے پاس اس غرض سے جاتی ہوں کہ بنی امیہ کی جو امانتیں ان کے پاس ہیں وہ ان سے لے آؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ بیوہ اور یتیموں کا مال ضائع ہو جائے بلوائیوں نے کہا کہ تم جھوٹی ہو تم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہرگز نہیں جا سکتیں مگر ام المومنین جناب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خچر آگے بڑھایا بلوائیوں نے خچر کو مارا اور اس کی لگام تلوار سے کاٹ دی خچر بھاگا جناب ام المومنین گرتے گرتے بچ گئیں اہلِ مدینہ دوڑ پڑے آپ کو سنبھال لیا اور آہستہ آہستہ گھر واپس لائے۔

اس واقعہ کے بعد جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ ایک روز اپنے مکان کی چھت پر آ کر کھڑے ہوئے اور بلوائیوں کو جمع کر کے ان کو سلام کیا راوی کا بیان ہے کہ میں نے کسی نے جواب سلام نہیں سنا شاید دل میں جواب دیا ہو بعد اس کے اپنے حقوق اور سابقین میں ہونا ظاہر کیا پھر فرمایا اے لوگو میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ تم جانتے ہو یا نہیں کہ مدینہ میں صرف ایک کنواں (بیر رومہ) تھا جس کا پانی شیریں تھا بلا قیمت وہ پانی کسی کو نہیں ملتا تھا دولت مند خرید کر پیتے تھے۔ مگر فقیر محتاج محروم رہتے تھے اس کو میں نے اپنے مال سے خرید کر وقف کر دیا تا کہ تمام مسلمان اس سے مستفیض ہوں اس کو میں نے اپنی ملک میں نہ رہنے دیا بلکہ اور مسلمانوں کے ساتھ میں نے اپنے کو بھی اس کا مستحق رکھا اور جس طرح سب مسلمان اس سے پانی پیتے تھے میں بھی پی لیتا تھا بلوائیوں نے جواب دیا ہاں یہ سچ ہے اور ہم بھی جانتے ہیں آپ نے فرمایا پھر تم کیوں مجھ کو اس کنوئیں کے پانی سے روکتے ہو میں بمجبوری دریا کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں بلوائیوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا پھر آپ نے فرمایا تم کو میں خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ مسجد میں لوگوں کی گنجائش نہ ہوتی تھی نمازی تکلیف پاتے تھے میں نے

اس قدر زمین اپنے مال سے خرید کر صحن مسجد کو بڑھا دیا ہے بلوائی بولے یہ سب سچ ہے آپ نے فرمایا کیا تم کہہ سکتے ہو کہ مجھ سے پہلے کبھی کوئی اور شخص بھی اس میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے بلوائیوں نے جواب دیا نہیں کوئی نماز پڑھنے سے نہیں روکا گیا آپ نے فرمایا پھر تم مجھ کو نماز سے کیوں روکتے ہو بلوائیوں نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا آپ نے ارشاد فرمایا تم کو خدا کی قسم سچ کہنا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں اپنے فضائل بیان کر کے ایسا ایسا نہیں فرمایا ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے قرآن شریف اور کتابت وحی کی نسبت فرمایا تھا کہ کیا میں نے فلاں فلاں سورتیں نہیں لکھیں بلوائیوں کے دل پر آپ کے اس کلام کا کچھ خفیف سا اثر ہوا جس سے یہ لوگ جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی ایذا رسانی کے خیال سے درگزر کرنے پر آمادہ ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے بھائی جانے دو جناب امیر المومنین کے قتل سے ہاتھ اٹھاؤ بیشک ایسے بزرگ کا قتل باعث بربادی آخرت اور برگشتگی قسمت ہے چلو اپنے اپنے ملک کو واپس چلیں تمام بلوائیوں میں اسی قسم کا چرچا ہونے لگا اور سب میں مشہور ہو گیا کہ بلوائی اب شرارت اور سرکشی سے باز آئے اور کوئی دم میں عذر دفع رفع ہو جائے گا مالک اشترِ نخعی نے جب یہ رنگ دیکھا تو دل میں کہنے لگا کہ معاملہ پلٹتا جاتا ہے ہم چاہتے تھے کچھ اور مگر یہاں تو اب ہمارے خلاف خواہش آثار پیدا ہو چلے آخر سوچ سمجھ کر اسی دن یا اس کے دوسرے دن اشتر بد شعار ظالموں کا سردار کھڑا ہو کر با آواز بلند اپنی فوج میں پکارا یارو یہ تمام واعظ و نصیحت سراسر مکر وحیلہ ہے تمہارے پھنسانے کو یہ دام تزویر پھیلایا گیا ہے خبردار ہوشیار رہنا ہرگز ان کے دم میں نہ آنا جس کام کو آئے ہو کر گزرو پھر موقع نہ پاؤ گے پچھتاؤ گے اشتر کی اس تقریر سے لوگ پھر بہک گئے اور بنا بنایا کام بگڑ گیا و ثابِ مولی جناب فاروق رضی اللہ عنہ جو بعد

آزاد ہونے کے جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے اور جن کے حلق میں نیزہ کے زخم کے دونشان تھے جو بروز شہادت جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھائے تھے اور جو داغے جانے کے نشان معلوم ہوتے تھے بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اشتر کے پاس بھیج کر اس کو بلوایا جب اشتر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اے اشتر تم لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو اشتر کہنے لگا تین باتوں میں ایک پسند کر لیجئے یہ آپ کو اختیار دیا جاتا ہے ان میں سے ایک نہ ایک ضرور ہوگی خلافت کے باب میں لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں اس کو چھوڑتا ہوں جس کو چاہو دو یا جو تقصیرات اور جرائم آپ نے کئے ہیں ان کا قصاص خود بنفس نفیس بذات خاص دیجئے اگر ان دونوں کاموں سے انکار ہے تو اپنے قتل پر آمادہ ہو جائیے جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خلافت تو میں چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ خدائے عزوجل نے جو لباس مجھ کو پہنایا ہے میں اس کو ہرگز نہ اتاروں گا مجھ کو یہ گوارا اور محبوب ہے کہ میری گردن ماری جائے مگر خلافت امت محمدی کو ترک نہ کروں اور ایک روایت میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ اگر میں ازخو خلافت سے دست بردار ہوں تو میرے بعد یہی طویق جاری ہو جائے گا جس خلیفہ سے لوگ ناخوش ہوئے اس کو الگ کر دیا اور اس کی جگہ پسند کیا خلیفہ بنا لیا اب رہی دوسری بات کہ میں تقصیروں کا عوض اپنے نفس سے دوں میں خوب جانتا ہوں کہ میرے دونوں دوست حضرت شیخین رضی اللہ عنہم میرے سامنے اپنے نفس سے قصاص وبدلہ دیا کرتے تھے مگر میرا بدن ضعیف اس بارگراں اور اس سزا کا متحمل نہیں ہوسکتا یہ دونوں کام تو مجھ سے نہ ہوں گے اب امر آخری یعنی میرا قتل سو اس کی بابت خوب یاد رکھو کہ اگر لوگ مجھ کو قتل کریں گے تو بخدا کبھی وہ آپس میں محبت والفت نہ رکھیں گے اور کبھی میرے بعد کبھی اپنے دشمن سے نہ لڑیں گے بلکہ آپس

ہی میں تلوار چلتی رہے گی زمانہ شدت وسختی حصار میں ایک دن جناب علی مرتضیٰ اسد اللہ رضی اللہ عنہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ مبارک زیب سر فرما کر اور ہتھیاروں سے آراستہ تلوار گلے میں لٹکا کر بغرض مدد ونصرت جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکلے آپ کے دونوں صاحبزادے جناب امام حسن حسین رضی اللہ عنہم آپ کے آگے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ایک گروہ مہاجرین وانصار آپ کے ہمراہ تھا سب صاحبوں نے جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچ کر بلوائیوں کو ڈانٹا اور ان پر حملہ کیا وہ گروہ بدافعال روباہ خصال ان شیروں کے مقابلہ میں کب ٹھہر سکتے تھے ایک ہی حملہ میں بھاگے اور متفرق ہو گئے سب صاحب جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہوئے جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا السلام علیک یا امیر المومنین جناب رسول خدا نے اسلام کی ترقی اور کمال بغیر لڑے اور جنگ کیے حاصل نہیں کیا آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ نے سرکشوں کے ساتھ کس طرح جہاد کیا بخدائے عزوجل میں یقیناً کہتا ہوں کہ یہ فرقہ اشرار آپ کی جان کی خواہاں ہیں یہ لوگ باغی ہیں اور آپ پر خروج کیا ہے اطاعت سے الگ ہو گئے ہیں پھر جان کے دشمن ہو کر سر پر چڑھ آئے ہیں اس صورت میں میں مناسب ہے کہ آپ ہم لوگوں کو اجازت دیں کہ ہم ان بے حیاؤں سے لڑیں ان کی ساری بغاوت وسرکشی آناً فاناً میں خاک میں ملا دیں اور جس طرح یہ ہمارے خون کے پیاسے ہیں ہم بھی اپنی پیاسی تلواروں کو ان کے خون سے سیراب کریں جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جو صاحب خدا کا حق جانتے ہیں اور میرا حق مانتے ہیں میں ان صاحبوں کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ خدا کے واسطے شاخ حجام بھر کر بھی خون زمین پر اس گروہ میں سے کسی کا یا اپنا میرے سبب سے نہ گراویں جناب علی رضی اللہ عنہ نے تکرار ہی کیا اور اجازت دینے پر اصرار کیا مگر جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نہ مانے برابر

انکار ہی کرتے رہے مجبوراً جناب علی رضی اللہ عنہ بادل پر غم چشم پرنم گھر سے باہر آئے یہ الفاظ آپ کی زبان پاک پر تھے بار خدا یا تو دانا وبینا ہے کہ ہم نے اپنی کوشش پوری کی آئندہ مجبوری ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آپ کے گھر میں محصور تھا بلوائیوں کا تیر ہمارے ساتھیوں میں سے ایک کے آکر لگا جس کے صدمہ سے وہ شہید ہوگیا میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین اب ہم کو بھی بلوائیوں پر حملہ کرنا جائز ہے کیونکہ انہوں نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا حضور آپ ہم کو اجازت دیں تاکہ میدان میں نکل کر ان سرکشوں سے لڑیں اوران کو بھی ماریں جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں اپنی تلوار پھینک دو اور خبردار لڑائی کا قصد ہرگز نہ کرنا وہ لوگ صرف میری جان کے خواہاں ہیں اور میں عنقریب سارے مسلمانوں کی طرف سے اپنی جان دونگا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قسم دلانے سے تلوار پھینک دی اور اس دن سے آج کا دن ہے جو مجھے خبر نہیں کہ میرے تلوار کیا ہوئی اور کدھر گئی۔

حضرت حسنین۔ محمد بن طلحہ۔ سعید بن العاص۔ مروان اور دیگر اصحابہ کرام صحابہ کرام کے بیٹے اور ان کے ناسوا جو صاحب دروازہ پر تھے سب نے تلواریں نکال لیں اور بلوائیوں کو دروازہ کھولنے سے روکا اور لڑکر ان کو پیچھے ہٹا دیا جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو لڑنے سے روکا قسم دے کر جلال وقتال سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ آپ لوگوں نے جو حق نصرت آپ کے ذمہ تھا بخوبی ادا کردیا اب للہ لڑائی سے ہاتھ روکئے اور گھر کے اندر تشریف لایئے یہ حضرات باز نہ آئے پھر جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول کر سب صاحبوں کو منت سماجت قسم دے کر اپنے پاس بلایا اور دروازہ اندر سے بند کرلیا گیا بلوائیوں نے دروازہ پر ہجوم کردیا

اور سب کے سب ڈٹ گئے اتنے ایک شخص قبیلہ اسلم سے نیاز عیاض نامی جو صحابی
تھے مگر باغوائے نفس شریر بلوائیوں کے شریک تھے دروازہ پر آئے اور جناب عثمان
غنی رضی اللہ عنہ کو آواز دی آپ نے بخیال اس کے کہ یہ صحابی ہیں میرے قاتلوں کے
گروہ سے الگ ہو جاویں اور ان کی شرکت سے بیزار ہوں ان کی قسم دے کر فرمایا
کہ خدا کے واسطے تم ان لوگوں سے علیحدہ رہ جاؤ آپ ان کو اس بارہ میں تاکید کر
رہے تھے کہ گھر کے اندر سے کثیر بن صلت کندی نے بلوائیوں پر تیرا چلایا وہ انہیں
کے آ کر لگا جس کے صدمہ سے یہ مر گئے بلوائیوں نے کہا ن کے قاتل کو ہمارے
حوالہ کرو تاکہ قصاص میں قتل کریں جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے میری
مدد کی اور میری نصرت میں کسی کو مار ڈالا میں کیسے اس شخص کو تمہارے حوالے کروں
درحالیکہ تم میرے قتل کے درپے ہو بلوائی یہ جواب پا کر اور بھی برہم ہوئے غصہ
یں آ کر یہ چاہا کہ گھر میں گھس جاویں دروازہ پر بھی ان کوئی ان کا مزاحم نہ تھا مگر
دروازہ بند پایا جھنجلا کر دروازہ کو آگ لگا دی سائبان مع دروازہ کے جل کر سب
راکھ ہو گیا ان کا راستہ کھل گیا بلوائی بے خوف وخطر دروازے کے اندر داخل ہوئے
اس وقت امیر المومنین جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ طٰہٰ شروع
کی تھی حاضرین مکان آپ کے پیچھے نماز میں شریک تھے کسی نے بلوائیوں کو نہ
روکا اور نہ ان کے کسی فعل پر کوئی مزاحم ہوا آپ نے باطمینان تمام نہایت خضوع
وخشوع وحضور قلب سے برعائت تعدیل ارکان نماز ادا کی بلوائیوں کے آنے کی
آہٹ اور ان کی بات چیت اور باہم گفتگو سے کسی طرح آپکو نماز کے اندر
اضطراب پیدا نہیں ہوا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو بلوائی چلے گئے تھے اس
کے بعد جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سب صاحبوں کو لڑائی سے روک دیا اور جناب
امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری وجہ سے تمہارے باپ علی رضی اللہ عنہ سخت تشویش

وتردد میں ہوں گے باغیون کے مجمع میں خدا ناکردہ تم کچھ صدمہ پہنچے تو مجھے کو ندامت ہوگی لہٰذا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ ہر چند آپ نے ان صاحبوں کو منع کیا مگر کسی نے نہ مانا آپ واسطے جان دینے کو مستعد ہو گئے اور برابر بلوائیوں سے لڑتے رہے۔

روایت ہے کہ جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابتدائے محاصرہ اور شہادت تک برابر روزہ رکھتے رہے جیسا خود آپ کے وعظ سے جو چھت پر چڑھ کر بیان فرمایا تھا ظاہر ہوتا ہے کہ کہ میں کھاری پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں پنجشنبہ کو افطار کے وقت پانی نہ تھا لہٰذا آپ نے روزہ افطار نہ کیا اسی حال میں رات گذاری رات کو آپ کی بیوی نائلہ ہر چند پانی تلاش کرتی رہیں مگر نہ دستیاب ہوا اخیر رات کو بی بی نائلہ ایک ہمسائیہ کی چھت پر کودیں اور بدقت تمام ایک پیالہ آب شیریں کا بھم پہنچا کر جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائیں مگر افسوس کہ صبح صادق ہوگئی تھی آپ نے وہ پانی نہ پیا بی بی نائلہ بولیں آپ نے افطار کے وقت پانی نہیں پیا اور کچھ کھانا بھی نوش جان نہ فرمایا آج روزہ نہ رکھیے جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے آج کی شب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ارشاد فرمایا اے عثمان تم آج کا روزہ ہمارے پاس آکر افطار کرو گے الغرض آپ نے روزہ کی نیت کرلی اور یہ روز جمعہ تھا کہ بلوائیوں نے آپ کا دروزہ جلا دیا اور بالاتفاق رادہ کیا کہ آج آپ کو شہید کر ڈالیں دروازہ پر حضرت حسنین رضی اللہ عنہ وغیرہم بلوائیوں کے مقابلے لڑ رہے تھے اور ان کو دروازہ تک نہیں آنے دیتے تھے جناب امام حسن رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے خون سے نہا گئے محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے زخم کھائے غلام قنبر جناب علی رضی اللہ عنہ کا سر پھٹ گیا بلوائیوں نے جناب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھا اور خون میں تربتر پایا گھبرا گئے بعضوں نے تو اپنا سر پیٹ لیا ایک بولا

غضب ہو گیا کوئی دم میں الٹے لینے کے دینے پڑیں گے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھو ان کا کیا حال ہے خون میں ڈوبے ہوئے ہیں زخموں سے چور ہیں ابھی بنو ہاشم بن امیہ کو خبر ہو گئی تو آفت برپا ہو جائے گی رسول خدا کے نواسہ شیر خدا کے بیٹے کو زخمی دیکھ لیں تو تم کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا اب بھی موقع ہے جو کرنا ہے کر گزرو ان لوگوں کو تو ادھر مصروف رہنے دو اور آؤ کچھ لوگ مکان کے پیچھے چل کر کسی حلیہ و تدبیر سے مکان کے اندر داخل ہوں۔ آخر کار مکان کے اندر داخل ہو کر انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حالات شیر خدا رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم یہ علی اور اس کے ساتھی قیامت کے دن کامیاب ہیں آپ کا یہ فرمانا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ اُوْلٰئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۔

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے وہی لوگ خلقت سے بہتر ہیں۔

ابتدائی حالات

اِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَسَدٍ وَلَدَتْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ كَرَّمَ وَجْهَهٗ فِیْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کعبہ کے اندر فاطمہ بنت اسد کے بطن سے پیدا ہوئے۔ (۴۸۳/۳ المستدرک)

بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں آدمیوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ ایمان لائے۔ (۳۳۳/۷ البدایہ والنہایہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ تھی کہ قریش پر سخت قحط سالی پڑی اور ابوطالب کثیر العیال تھے رسول خدا نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عباس تمہارے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہیں اور لوگوں پر جو وقت پڑا ہے تم جانتے ہو ہمارے ساتھ چلو ان کا بوجھ کچھ ہلکا کر دیں یعنی ان کے گھر سے ایک ایک فرد ہم اور تم لے لیں اور ان کو بوجھ سے نجات دلوا دیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا اور دونوں ابوطالب کے پاس گئے ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے عیال کا کچھ بوجھ ہلکا کر دیں یہاں تک کہ لوگوں کا یہ وقت گزر جائے ابوطالب نے کہا کہ طالب اور عقیل کو میرے پاس رہنے دو ان کے سوا جس کو تمہارا دل چاہے لے جاؤ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو سینے سے لگا لیا اور جعفر کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سینے سے لگا لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ برابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ آپ نے اعلان نبوت فرما دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ پر ایمان لائے اور آپکی پیروی کی جعفر، حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے پاس رہے یہاں تک وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔

(۲۰۷/۲ الریاض النضرۃ)(۴۸۸/۲ ازالۃ الخفاء)

عفیف کندی سے روایت ہے کہ میں ایک تاجر تھا میں حج کے لئے آیا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کچھ سامان تجارت فروخت کرنے آیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تاجر تھے اور منیٰ میں ان کے پاس موجود تھا کہ قریب ہی ایک خیمے سے ایک آدمی نکلا اور اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا پھر اس خیمے سے ایک عورت نکلی اور وہ اس مرد کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی پھر ایک لڑکا نکلا اور وہ بھی اس مرد کے ساتھ نماز پڑھنے لگا عفیف کہتے ہیں میں نے عباس سے کہا یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ مرد محمد بن عبداللہ ہے میرے

بھائی کا بیٹا میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے ان کے متعلق بتایا کہ خدیجہ بنت خویلد ہے میں نے پوچھا یہ لڑکا کون ہے یہ اس کے چچا کا لڑکا علی ہے میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ان کا دعویٰ ہے کہ یہ نبی ہیں اور ان کی اتباع صرف اس عورت اور اس لڑکے نے کی ہے اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ عنقریب قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے ہاتھوں فتح ہونگے عفیف کہتے ہیں اگر میں اس وقت ایمان لے آتا تو میں ایمان لانے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرا ہوتا۔ (۱۳/۱۱۰ کنز العمال)(۲/۲۰۹ الریاض النضرۃ)

جب نماز کا وقت آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب اپنے چچاؤں اور اپنی قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے ہو لیتے اور دونوں وہاں نماز پڑھتے جب شام ہوتی چلے آتے ایک مدت تک اس طرح کرتے رہے ایک دن ابو طالب نے دونوں کو نماز پڑھتے دیکھ لیا رسول خدا سے کہا یہ کونسا دین تم نے نکال لیا ہے آپ نے فرمایا چچا یہ خدا اس کے رسولوں اسکے فرشتوں اور ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے آپ نے فرمایا خدا نے مجھے بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اے چچا سب سے پہلے مجھے آپ کو نصیحت کرنے کا حق ہے اور آپ کو بھی چاہئے کہ آپ اس دین کو قبول فرما کر میری مدد کریں ابو طالب نے کہا میں اپنے آبائی دین کو نہیں چھوڑ سکتا لیکن جب تک میں زندہ ہوں آپ کو نا گوار بات نہ پہنچے گی۔

(۲/۲۱۰ الریاض النضرۃ)(۲/۴۸۸ ازالۃ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پڑھی ہے۔

فضائل

حدیث نمبر ۱:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے نور کے درخت پر ایک فرشتہ دیکھا جسکا ایک پر مشرق دوسرا مغرب میں ہے اور تمام مخلوق اسکی نظر کے سامنے ہے اسکا ہاتھ مشرق اور مغرب ہر جگہ پہنچ سکتا ہے جبریل نے مجھے بتایا کہ یہ ملک الموت ہے پھر ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا آپ کے چچا زاد بھائی کا کیا حال ہے میں نے پوچھا تو علی کو جانتا ہے اس نے کہا کیوں نہیں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی روح قبض کرنے کا کام میرے سپرد کیا ہے لیکن آپ کی روح اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح خدا خود قبض فرمائے گا۔ (۲۱۷/۲ الریاض النضرۃ)

حدیث نمبر ۲:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے کہ امت محمدیہ کے علاوہ امم سابقہ کے ولیاء کرام کو بھی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے ہی ولایت ملی ہے فرماتے ہیں۔

کمالات ولایت کے قطب ارشاد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں پہلی متوں میں جسے بھی ولایت ملی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح کے توسط سے نصیب ہوئی پھر تو منصب آپ کے صاحبزادگان سے امام حسن عسکری تک آئمہ اہلبیت اطہار کو ملا اور بعد میں یہ منصب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا۔ (۱۱۴/۲ تفسیر مظہری)

تمام سلاسل طریقت آپ سے مستفید مستفیض اور مستنیر ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا ہے جسکے متعلق مولانا ظفر

الدین بہاری خلیفہ مجاز اعلیٰحضرت نے اپنی کتاب ''تنویر السراج فی بیان المعراج'' میں لکھا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب جب جنت میں پہنچے تو ایک حجرہ دیکھا جس میں ایک صندوق تھا آپ نے اسے کھولا تو ایک خرقہ دیکھا عرض کی الٰہی جی چاہتا ہے کہ میں اس کو پہن لوں ارشاد ہوا شوق سے زیب تن کیجئے پہنتے ہی آپ کا دریائے رحمت جوش پر آیا اور کہا الٰہی یہ صرف مجھ تک محدود رہے گا یا میرے خاص امتیوں تک پہنچے گا ارشاد ہوا پہنچے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک راز کی بات بتائی اور فرمایا جب آپ واپس جائیں تو اپنے چاروں یاروں کو الگ الگ بلا کر ان سے پوچھیں اگر تم کو یہ خرقہ دوں تو کیا کروں گے اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے جسکا جواب میرے راز کے مطابق ہو اس کو دے دیجئے جب واپس تشریف لائے تو ابوبکر کو بلایا اور فرمایا اگر یہ خرقہ میں تجھ کو دوں تو تم کیا کروں گے عرض کی میں صدق پھیلاؤنگا فرمایا اپنی جگہ بیٹھ جاؤ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ اگر میں تجھ کو یہ خرقہ دے دوں تو تم کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا میں عدل پھلاؤں گا فرمایا اپنی جگہ بیٹھ جاؤ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا اگر میں تجھ کو یہ خرقہ دے دوں تو تم کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا میں حیا کو رواج دوں گا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ پھر آخر میں آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا اگر میں یہ خرقہ تمہیں دے دوں تو تم کیا کروگے آپ نے جواب دیا میں بندگان خدا کی عیب پوشی کرونگا (اور یہ خدا کی راز کی بات تھی) آپ نے ارشاد فرمایا یہ خرقہ تمہیں زیب دیتا ہے آپ نے یہ خرقہ ان کو عطا فرما دیا۔

حدیث نمبر۳:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے وہ ایک راہبر کے ساتھ جارہے تھے راستے میں کچھ قریش لوگ بیٹھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہے تھے آپ نے سن لیا اور راہبر سے فرمایا تم نے سنا یہ لوگ کیا کہہ رہے تھے اس نے کہا یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہے تھے آپ نے فرمایا مجھے ان کے پاس لے چلو وہ آپ کو لے گیا آپ نے فرمایا تم میں سے کس نے خدا کو گالی نکالی ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ جو خدا کو گالی دے وہ مشرک ہے آپ نے فرمایا کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ جو رسول خدا کو گالی دینے والا تو کافر ہے آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے آپ نے فرمایا جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی اور جس نے اللہ کو گالی دی اللہ اسے منہ کے بل جہنم میں داخل کریگا۔ (۲/۲۱۹ الریاض النضرۃ)

حدیث نمبر۴:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرا آسمان پر گزر ہوا تو میں نے آسمان والوں کی علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا مشتاق پایا اور جنت میں موجود ہر نبی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا اشتیاق تھا۔ (۲/۲۹۲ الریاض النضرۃ)

حدیث نمبر۵:

حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَ

عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ۔ (الصواعق المحرقہ، ص۱۲۳)

جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔

خدا کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام:

حدیث نمبر ۱:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کے پاس چار درہم تھے ایک درہم انہوں نے رات کو ایک دن میں ایک پوشیدہ اور ایک اعلانیہ خدا کی راہ میں خرچ کر دیا اس پر خدا نے آپ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

جو لوگ اپنا مال رات دن پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کا ثواب ہے ان کے رب کے پاس اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (۱۲۹ صورعق محرقہ)

حدیث نمبر ۲:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول خدا کی خدمت کر رہا تھا کہ ایک بھنا ہو مرغا آپ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے فرمایا اے اللہ اپنے محبوب ترین بندے کو بھیج تاکہ وہ اس کھانے میں میرے ساتھ شریک ہو انس کہتے ہیں میں نے کہا الٰہی وہ انصار میں سے ہو اتنے میں حضرت علی

تشریف لے آئے میں نے کہا رسول کریم اپنے کام میں مشغول ہیں پھر وہ آئے رسول خدا نے فرمایا دروازہ کھولدو وہ اندر آ گئے رسول خدا نے مجھ سے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپکی دعا سنی میں نے چاہا کہ وہ میری قوم کا آدمی ہو نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کبھی اپنی قوم کو بھی دوست رکھتا ہے۔ (۲۱۲/الریاض النضرۃ)(۵۱۰/۲ ازالۃ الخفاء)

حدیث نمبر۳:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول خدا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے میری شادی ایک فقیر سے کر دی ہے فرمایا اے فاطمہ تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے اہل زمین سے دو آدمیوں کو چنا ہے ایک تیرے باپ کو اور دوسرے تیرے خاوند کو۔ (۲۴۰/۲ الریاض النضرۃ)

حدیث نمبر۴:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکی ایک جماعت رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر دور ہیں اور نہ اس مجلس کے سوا ہماری کوئی اور مجلس ہے ہماری قوم کو جب معلوم ہوگا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکے ہیں تو وہ ہم سے قطع تعلق کرلیں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول تمہارے مددگار ہے آپ مسجد میں تشریف لے گئے کچھ صحابہ قیام میں تھے اور کچھ رکوع میں حضور نے ان لوگوں میں سے ایک سائل کو دیکھا آپ نے اس سے پوچھا ان لوگوں میں کسی نے تجھے کچھ دیا ہے سائل نے کہا ہاں چاندی کی ایک انگوٹھی فرمایا

کس نے دی ہے کہا اس شخص نے جو نماز پڑھ رہا ہے حضور ﷺ نے پوچھا کس حالت میں دی سائل نے کہا حالت رکوع میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے حضور ﷺ نے خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ اسکا رسول اور ایمان والے تمہارے مددگار ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور حالت رکوع میں صدقہ دیتے ہیں۔ (۶/۱۶۷ روح المعانی)

اس آیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اظہار ہے اور وہ اس طرح کہ

ا: نبی کریم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس آیت کا مصداق قرار دے کر خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

ب: مومن تو سب ہیں لیکن خوش قسمت وہ جس کو نبی ایمان والا کہہ دے اس آیت میں حضرت علی کو مومن کہا۔

ج: حضرت علی رضی اللہ عنہ قیامت تک آنے والے مومنوں کے مددگار ہیں۔

د: آیت پہلے نازل ہو چکی تھے لیکن ابھی مصداق نہ پایا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رکوع میں سائل کو انگوٹھی دی اور وحی الٰہی کی تصدیق کر دی کیا مقام ہے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا۔

رسول خدا کے نزدیک آپ کا مقام:

حدیث نمبر ۱:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی کہ لوگوں مجھ سے حسد کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔

اما ترضی ان تکون رابع اربعة من یدخل الجنةانا وانت والحسن والحسین وازواجنا عن ایماننا وشمائلنا وذریتنا ازواجنا خلف۔

کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ ان چار میں سے ایک تم ہوگئے جو جنت میں داخل ہونگے یعنی میں تو اور حسنین ہماری بیویاں ہمارے دائیں بائیں ہونگی اور ہماری اولاد ہمارے بیویوں کے پیچھے ہوگی۔ (۲۲/۱۶ تفسیر قرطبی)

حدیث نمبر۲ ب:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل بیت کی حفاظت کے لئے مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَمَّا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں ہماری بارگاہ میں (وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ کی بارگاہ میں حاصل تھا سوائے نبوت کے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) (بخاری ومسلم)

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دو عظمتیں ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رنجیدہ ہوتو ان کو اللہ کے رسول راضی کرتے ہیں مقام غور ہے کہ جب سرکار آزردہ ہوں تو رب کائنات ان کو راضی کرتا ہی چنانچہ خدا فرماتا ہے۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ آنَاءِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى۔

تو ان کی باتوں پر صبر کر اور رب کو سراہتے ہوئے اسکی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اسکی پاکی بولو اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو جاؤ۔

اور جب علی آزردہ ہوں تو رسالت مآب انہیں راضی کرتے ہیں۔

اور دوسری عظمت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہارون کے قائم مقام ہو لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں وہ تمام اوصاف اور خصوصیات موجود ہیں جو ایک نبی میں ہوتی ہیں لیکن چونکہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبوت نہیں دی گئی۔

حدیث زیر بحث سے شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر استدلال کرتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ کے بعد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق ہے اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا سفر پر جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے چھوڑ جانا کہ میری واپسی تک ان کی نگرانی اور خبر گیری کرنا اسی کے سپرد کرتے ہیں جسکی امانت دیانت محبت اور اخلاص ہر اطمینان ہو فرزند اور داماد کو اس کام کے لئے مقرر کرتے ہین لیکن یہ امر کہ میری وفات کے بعد تم ہی میرے خلیفہ ہوگے حدیث کو اس مضمون سے دور کا بھی واسطہ اور تعلق نہیں۔

پھر یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ قائم مقامی صرف اہل بیت کی حد تک محدود تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس غزوہ میں جاتے وقت محمد بن مسلمہ کو مدینہ کا صوبہ دار مقرر فرمایا اور سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا کوتوال مقرر کیا اور عبداللہ بن ام کلثوم کو اپنی مسجد کا امام مقرر کیا معلوم ہوا کہ حضرت علی کی خلافت مطلق نہ تھی بلکہ اہل وعیال تک محدود تھی اور اگر بالغرض مطلق بھی ہوتی تو غزوہ سے واپسی تک

محدود تھی جیسے کوئی بادشاہ سفر پر جاتے وقت کسی کو نائب السلطنت مقرر کر جائے اور یہ وقتی نیانت واپسی تک محدود رہے گی واپسی کے بعد خود بخود نیابت ختم ہو جائیگی اور یہ وقتی نیابت اس امر کی دلیل نہیں کہ بادشاہ کی وفات کے بعد یہی شخص بادشاہ کا خلیفہ ہوگا البتہ اس وقتی نیابت سے اہلبیت اور قابلیت ضرور ثابت ہوتی ہے سو ہمیں اس سے انکار نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں خلافت کی اہلیت اور قابلیت تھی تمام اہل سنت دل و جان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہلیت اور قابلیت کے قائل ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو کسی نہ کسی کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا کر جاتے اور جب سفر سے آ جاتے تو وہ قائم مقامی خود و بخود ختم ہو جاتی کسی فرد بشر کے حاشیہ خیال میں یہ بات نہیں گزری کہ وہ ان صحابہ کی وقتی نیابت کو ان حضرات کی خلافت بلافصل اور امامت کبری کی دلیل سمجھتا رہا یہ امر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون کے ساتھ تشبیہ دی ہے سو ہم یہ عرض کریں گے کہ اس تشبیہ سے بے شک ایک قسم کی فضیلت ثابت ہوگی لیکن تشبیہ سے تمام امور میں مساوات لازم نہیں اس حدیث میں اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے تو اسیران بدر کے بارے میں جب آپ نے صحابہ سے مشورہ لیا تو اس وقت آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی اور ظاہر ہے کہ کسی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دینا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہارون کے ساتھ تشبیہ دینے سے زیادہ اور بالاتر ہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی اس وقت

اصحاب ثلاثہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں جا رہے تھے گویا یہ خلافت ان تینوں حضرات کی عدم موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی اور نبی کریم کے وصال کے بعد بھی یہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے اس وقت ثابت ہو سکتی تھی جبکہ وہ تینوں حضرات موجود نہ ہوتے اور ایسے ہی ہوا جب یہ تینوں حضرات وصال فرما چکے تو تب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔

حدیث نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بھائی چارہ یعنی سلسلہ اخوت قائم فرمایا (دو دو صحابہ کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تمام صحابہ کے درمیان اخوت قائم کی مگر مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔

(مشکوٰۃ ۵۶۴)

حدیث نمبر ۳:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا دَارُالْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اور ایک روایت ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہے۔ (۳/۱۲۶ المستدرک)

حدیث نمبر ۴:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا

عبادت ہے۔

(۱۷۷ صواعق محرقہ)(۳/۱۴۶ المستدرک، ۲/۲۹۱ الریاض النضرۃ)

حدیث نمبر ۵:

رسول خدا ﷺ نے فرمایا ذِکْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر عبادت ہے۔ (کنز العمال)

حدیث نمبر ۶:

ابو الحمراء سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِیْ عِلْمِهٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَهْمِهٖ وَاِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِیْ حِلْمِهٖ وَاِلٰی یَحْیٰی بْنِ زَکَرِیَّا فِیْ زُهْدِهٖ وَاِلٰی مُوْسٰی فِیْ بَطْشِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ○ (۲/۲۹۰ الریاض النضرۃ)

جو شخص آدم علیہ السلام کو ان کے علم میں نوح علیہ السلام کو انکی سمجھ میں ابراہیم علیہ السلام کو ان کے حلم میں یحیٰی علیہ السلام کو ان کے زہد میں اور موسیٰ علیہ السلام کو انکی گرفت میں دیکھنا چاہتا ہے وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

حدیث نمبر ۷:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علی!

میں نے خدا سے تیرے بارے مین پانچ چیزیں مانگیں قبر سے اٹھتے ہی تو میرے ساتھ ہو میزان میں میرے ساتھ ہو تو حامل لواء الحمد ہو حوض پر میری امت کا ساقی ہو جنت کی طرف میری امت کا قائد ہو۔ (۱۳/۱۵۲ کنز العمال)

حدیث نمبر ۸:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن ایک سرخ خیمہ میرے لئے عرش کے دائیں طرف لگایا جائیگا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے عرش کے بائیں جانب سبز یاقوت کا خیمہ لگایا جائیگا اور ان دونوں کے درمیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سفید موتی کا خیمہ لگایا جائیگا اس حبیب کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے جو دو خلیلوں کے درمیان ہو۔

(الریاض النضرۃ ۲/۲۸۰)

حدیث نمبر ۹:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عباس رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ کھڑے ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ان کو اپنے دائیں طرف بٹھایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس سے محبت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اے چچا مجھے ان سے بہت محبت ہے کیونکہ اللہ نے ہر نبی کی اولاد اس کی صلب میں رکھی ہے اور میری اولاد اللہ نے علی کی پشت میں رکھی ہے۔ (الریاض النضرۃ ۲/۲۲۲)

حدیث نمبر ۱۰:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہم چار آدمی سوار ہوں گے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے علاوہ اور کون ہوں گے فرمایا میں براق پر سوار ہوں گا اور میرے بھائی حضرت صالح علیہ السلام اونٹنی پر سوار ہوں گے اور حمزہ اللہ اور اس کے رسول کے شیر میری اونٹنی عضباء پر سوار ہوں گے اور میرے بھائی میرے چچا کے بیٹے میرے داماد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنت کی اونٹنی پر

سوار ہوں گے جس کا کجاوہ سبز زمرد کا جو سرخ سونے سے مزین ہو گا اور اس اونٹنی کا سر سفید کافور کا اور دم عنبر کی اور اس کے پاؤں کستوری کے گردن موتی کی اور اس پر اللہ کے نور کا قبہ ہو گا اس کا باطن عفو اللہ ظاہر رحمۃ اللہ سے ہو گا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا جب وہ فرشتوں کے گروہ سے گزریں گے وہ کہیں گے یہ مقرب فرشتہ ہے یا نبی مرسل یا رب العالمین کے عرش کا اٹھانے والا ہے عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا یہ نہ تو مقرب فرشتہ ہے نہ نبی مرسل ہے اور نہ عرش کے اٹھانے والا ہے یہ امیر المومنین امام المتقین اور روشن اعضائے انسانی والوں کا قائد رب العالمین کی جنت کی طرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (تاریخ بغداد ۱۲۳/۱۳، کنز العمال ۱۵۴/۱۳)

حدیث نمبر ۱۱:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مہاجرین اور انصار کی دو صفیں بنائیں پھر حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہم کا ہاتھ پکڑا اور دونوں صفوں کے درمیان سے گزرے اور مسکرائے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مسکرانے کی وجہ کیا ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں فرمایا مجھ پر جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کے فرشتوں کے سامنے مہاجرین اور انصار پر فخر کر رہا ہے اور جن فرشتوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے ان کے سامنے اللہ تعالیٰ مجھ پر اے علی تجھ پر اور اے عباس تجھ پر فخر کر رہا ہے۔ (الریاض النضرۃ ۲۹۲/۲)

حدیث نمبر ۱۲:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر کچھ لوگوں کو لڑائی کے لئے بھیجا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت سے ایک کنیز کو لے لیا یہ بات بعض لوگوں کو ناگوار گزری چار آدمیوں نے کہا ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ معاملہ پیش کریں گے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی ایک نے کھڑے ہوکر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت سے ایک کنیز لے لی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا پھر دوسرے نے بھی کھڑے ہوکر یہی کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا تیسرے نے بھی یہی کہا آپ نے اعراض فرمایا پھر چوتھا کھڑا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور غضبناک تھا آپ نے فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو۔

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ۔

علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں اور علی میرے بعد ہر مومن کا مددگار ہے۔ (کنزالعمال ۱۴۲/۱۳)

فرشتوں کے نزدیک مقام

حدیث نمبر ۱:

امام فخرالدین راز اور امام غزالی رحمہما اللہ نے لکھا ہے کہ شب ہجرت حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثار کرتے ہوئے جب آپ کے بستر پر سو گئے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام سے فرمایا میں نے تم دونوں میں اخوت قائم کی ہے اور تمہاری زندگی بھی ایک دوسرے سے دراز کی ہے بتاؤ تم میں سے کون ہے جو اپنے بھائی پر اپنی زندگی کا ایثار کرے اور مرنے کو تیار ہو دونوں اپنی اپنی زندگی بارگاہ الٰہی سے طلب کرنے لگے خدا کی طرف سے ارشاد ہوا اے

جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام دیکھو علی رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور شرافت کہ وہ تم سے بلند ہے ہم نے علی اور اپنے حبیب کے درمیان اخوت قائم کی ہے تو علی اپنی موت قبول کر کے ہمارے حبیب کی خوابگاہ پر سو گیا ہے اور اپنی جان ہمارے حبیب پر قربان کر دی ہے۔

حوصلہ ہارے نہ انسان پریشانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں
اور کبھی ڈوب سکتی نہیں موجوں کی طغیانی میں
جن کی کشتی ہو محمد کی نگہبانی میں

اب تم دونوں جاؤ اور دشمنوں سے اس کی حفاظت کرو چنانچہ جبریل و میکائیل علیہما السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے ایک سرہانے بیٹھ گیا اور ایک پاؤں کی طرف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں زبان حال سے کہنے لگے۔

بَخْ بَخْ مَنْ مِثْلُكَ يَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِنَّ اللّٰهَ يُبَاهِیْ بِكَ عَلٰى مَلَائِكَتِهٖ

زندہ باد اے علی تمہاری مثل کون ہے بے شک اللہ اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان ظاہر ہوتی ہے خدا فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔

اور لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو فروخت کرتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا مندی کے لئے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

(احیاء العلوم، کشف المحجوب ۳۵۸، تفسیر کبیر ۲/۱۹۸)

حدیث نمبر۲:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت بیمار تھے اور آپ کا سر ایک آدمی کی گود میں تھا اور وہ آدمی نہایت حسین وجمیل تھا اور نبی کریم محو خواب تھے جب میں اندر آ گیا تو آدمی نے کہا اپنے چچا زاد کے قریب آجایئے آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں میں ان دونوں کے قریب ہو گیا وہ آدمی کھڑا ہو گیا اور میں اس کی جگہ بیٹھ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جانتے ہو یہ آدمی کون تھا میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں نہیں جانتا یہ کون تھا فرمایا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے میرے ساتھ باتیں کرتے رہے تھے یہاں تک کہ میری تکلیف دور ہو گئی اور اس کی گود میں سر رکھ کر میں سو گیا۔ (الریاض النضرۃ ۲/۲۹۰)

حدیث نمبر۳:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے بدر کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کہ تم میں سے ایک سے داہنے جبریل علیہ السلام اور دوسرے کے بازو پر میکائیل علیہ السلام ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول نشان دیتے تھے وہ مقابلہ کرتے اور جبریل ان کے دائیں بازو پر میکائیل بائیں بازو پر ہوتے تھے اور بغیر فتح کیے واپس نہ آتے۔ (ازالۃ الخفاء ۲/۵۱۵)

حدیث نمبر۴:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا میں ان کے گھر پر گیا اور آواز دی کچھ جواب نہ آیا میں

واپس چلا آیا اور رسول خدا ﷺ کو خبر دی آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور ان کو پکارو وہ گھر میں ہیں میں پھر گیا اور آواز دی چکی چلنے کی آواز آتی تھی میں نے دیکھا تو چکی کے پاس کوئی نہ تھا میں نے پھر ان کو آواز دی وہ میرے پاس آئے میں نے کہا آپ کو حضور ﷺ نے بلایا ہے وہ آئے میں نے حضور ﷺ کو اور آپ نے مجھے دیکھا اور فرمایا اے ابوذر کیا بات ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ایک عجیب بات ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر دیکھا کہ چکی چل رہی ہے اور چلانے والا نظر نہیں آیا آپ نے فرمایا اے ابوذر خدا کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں خدا نے ان کو آل محمد کی اعانت پر مقرر کر دیا ہے۔

(ازالۃ الخفاء ۲/۵۳۴، الریاض النضرۃ ۲/۲۹۶)

حدیث نمبر ۵:

جب اُحد کے دن لڑائی کا بازار گرم ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے سات آدمی واصل جہنم کیے ان کا صاحب لواء طلحہ بن ابی طلحہ بھی مارا گیا اور وہ بھی آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا آپ کے اس کردار سے نبی کریم اور مسلمان خوش ہو گئے احد کے دن آپ کے جسم پر سولہ ضربیں لگیں چار ضرب کے بعد آپ زمین پر گر پڑے ایک خوبصورت آدمی آیا جس سے خوشبو آ رہی تھی اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بازو پکڑ کر آپ کو اٹھایا اور کہا کافروں پر حملہ کرو تو اللہ اور رسول کی اطاعت میں ہے اور تجھ سے خدا بھی راضی ہے اور اس کا رسول بھی راضی ہے میں نے اس کا ذکر نبی کریم سے کیا آپ نے فرمایا اے علی اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی کرے وہ جبریل امین علیہ السلام تھے۔ (تکریم المومنین ۱۱۶)

حدیث نمبر ۶:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی لڑائی میں میں بدر کی کنویں کے پاس موجود تھا ایک ایسی تند ہوا آئی کہ میں نے کبھی اس کی مثل پہلے کبھی نہ دیکھی تھی بعدازاں ایک اور آندھی آئی کہ میں نے اس کی مثل کبھی نہ دیکھی مگر وہ ہوا جو ہوا اس سے پہلے تھی پھر ایک تند ہوا آئی جو ہوا اول آئی وہ جبریل امین علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے تھے دوسری ہوا میکائیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی طرف نازل ہوئے اور داہنی جانب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور تیسری ہوا حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب نازل ہوئے اور اس بائیں جانب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ تھے۔ (خصائص کبریٰ ۱/۵۴۷)

حدیث نمبر ۷:

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے دن اللہ کے ایک فرشتے رضوان جنت نے ندا کی۔ لاسیف الاذوالفقار ولا فتی الا علی ذوالفقان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نام) کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی جوان نہیں۔ (الریاض النضرۃ ۲/۲۵۱)

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

شیر شمشیرزن شاہ خیبر شکن
پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم

نمبر ا:

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا آپ نے فرمایا مجھ سے پوچھو خدا کی قسم جو بھی پوچھو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو میں ہر ایک آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو میدان میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر۔ (الریاض النضرۃ ۲/۲۶۳)

علم کے لئے قوت حافظہ کا ہونا ضروری ہے اور خداتعالیٰ آپ کو بے مثال حافظہ عطا فرمایا تھا آپ سے آپ کی قوت حافظہ کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ جب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال کے بعد غسل دے رہا تھا تو تھوڑا سا پانی آپ کی چشمان مبارک پر رہ گیا تھا میں نے گوارا نہ کیا کہ وہ پانی زمین پر گرے اور اسے میں نے چوس لیا میرے علم اور قوت حافظہ کے تیز ہونے کا یہی سبب ہے۔ (شواہد النبوت ۱۷۲)

نمبر ۲:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ امْلَأْ قَلْبَہٗ عِلْمًا وَّفَھْمًا وَّحِکْمًا وَّنُوْرًا۔

یااللہ اس کے دل کو علم فہم وبصیرت حکمت اور نور سے بھرپور فرما دے۔

کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا:۔

أَخْبَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ اَنَّهٗ قَدِ اسْتَجَابَ لِیْ فِیْكَ۔

اے علی تیرے لئے جو دعا کی گئی اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا۔

(المرتضٰی ۱۴۴)

نمبر ۳۰:

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحدیث نعمت کے طور پر اپنی علمیت اور فضل وکمال کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا میری وفات سے پہلے ایسے علوم کے بارے میں مجھ سے سوال کرلو جن کا علم نہ جبریل کو ہے اور نہ ہی میکائیل کو اور یہ علوم حضور کا عطیہ ہے اور ان علوم کا ایک حصہ ہیں جو شب معراج آپ کو بارگاہ خداوندی سے حاصل ہوئے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود میں پھینکنے کا حکم ہوا اس وقت میں بصورت نور آپ کی پشت میں قرار پذیر تھا آپ کو منجنیق میں رکھا جارہا تھا کہ جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یاخلیل الرحمان هل لك من حاجةٍ اے اللہ کے خلیل کوئی حاجت ہوتو بیان کرو آپ نے فرمایا اما الیك فلا تجھ سے کوئی کام نہیں پھر جبریل اپنے ساتھ میکائیل کو لے کر حاضر ہوئے اور دوبارہ پیشکش کی آپ نے وہی جواب دیا تیسری مرتبہ جبریل نے پھر عرض کی هل لك حاجةٌ الی ربك آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہوتو فرمائیں آپ نے جواب دیا خلیل کے لائق نہیں کہ اپنے خلیل سے جرح کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اسی وقت ارادہ کرلیا کہ جب اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا تو میں جبریل کو اس کا بدلہ دے دوں گا جب شب معراج آئی اور سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو جبریل رک گئے آپ نے فرمایا جبریل ایسے

موقع پر کوئی دوست دوست کا ساتھ چھوڑتا ہے جبریل نے عرض کی اگر میں آگے بڑھوں تو تجلیات کی وجہ سے جل جاؤں گا اس وقت حضور نے جبریل سے فرمایا: ھل لک حاجۃٌ الی ربک بارگاہ رب العزت میں کوئی حاجت ہو تو بتایئے جبریل نے عرض کی جب آپ کی امت کو پل صراط سے گزرنے کا حکم ہو مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے تاکہ آپ کی امت میرے پروں پر سے گزر جائے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور رب تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے تو رب قدوس نے خود کرم فرمایا اور جبریل کی درخواست کے بارے میں خود پوچھا آپ نے کہا باری تعالیٰ تو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبریل کی درخواست منظور ہے لیکن صرف ان لوگوں کے لئے پر بچھانے کی اجازت ہوگی جو آپ اور آپ کے صحابہ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور دوسری روایت ہے کہ اللہ نے فرمایا جبریل کو صرف ان لوگوں کے لئے پر بچھانے کی اجازت ہوگی جو آپ پر کثرت سے درود وسلام بھیجتے ہوں گے۔

(زرقانی ۴۔۹۳/۶، نزہۃ المجالس ۲/۱۵۱)

حدیث نمبر۴:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گئے جب آپ حجر اسود کو بوسہ دینے لگے تو فرمایا میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اگر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہ دیا ہوتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا پھر آپ نے اس کو چوما حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر یہ پتھر نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کو کیسے علم ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی کتاب قرآن سے اور وہ اس طرح

کہ اللہ فرماتا ہے۔

وَاِذَا اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ...... (الآیۃ) کہ جب نکالا تمہارے رب نے بنی آدم کو پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور ان سے اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب بول اٹھے ہاں اللہ تعالیٰ نے اس عہد و پیمان کو ایک کاغذ پر لکھا اور اس وقت حجر اسود کی آنکھیں تھیں اور منہ بھی تھا اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا منہ کھول اس نے منہ کھول دیا اللہ نے وہ ورق جس پر یہ عہد و پیمان لکھا تھا اس کے منہ میں رکھ دیا اور یہ نگل گیا اللہ نے اس کو فرمایا اے پتھر قیامت کے دن ان کی گواہی دینا جو تیرے پاس اس عہد کو پورا کرتے ہوئے آئیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے دن حجر اسود آئے گا اور اس کی زبان بہت تیز ہوگی اور ہر اس شخص کی گواہی دے گا جس نے اس کو ایمان کے ساتھ چوما ہوگا اس لئے یا امیر المومنین یہ نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے۔

فَقَالَ عُمَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَنْ اَعِیْشَ فِیْ قَوْمٍ لَسْتَ فِیْھِمْ یَا اَبَا الْحَسَنِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی قوم میں زندہ رہوں جس میں اے ابوالحسن تم نہ ہو۔ (المستدرک ۴۵۷/۱، کنز العمال ۱۷۷/۵)

نمبر ۵:

حضرت ابوحزن بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنا لوگوں نے اس پر زنا کا الزام لگایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے رجم کا ارادہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلَاثُوْنَ شَھْرًا اور اسکا حمل میں رہنا اور اسکا دودھ چھوڑنا تیس مہینوں میں ہے اور دودھ چھڑانے کی مدت دو برس کی ہے خدا فرماتا ہے کہ وفصالہ فی عامین لہٰذا چوبیس ماہ دودھ چھڑانے کے اور چھ ماہ حمل کے پورے تیس ہوئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رجم کا ارادہ ترک کر دیا اور فرمایا لولا علیؓ لھلك عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

(۴۴۲/ ۷ سنن کبریٰ)(۴۷۴/ ۲ الاستیعاب)(۲۵۲/ ۲ الریاض)

نمبر ۶:

ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں خنثیٰ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ بھیجا آپ نے جواب دیا کہ اسکی پیشاب گاہ کی رو سے اسے میراث ملے گی یعنی اگر مرد کی طرف پیشاب کرتا ہے تو مرد کی میراث ملے گی اور اگر عورت کی طرح پیشاب کرتا ہے تو عورت کا ترکہ ملے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا الحمد اللہ ہمارا مخالف بھی دینی معاملات میں ہم سے استفسار کرتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ۱۷۲)

نمبر ۷:

ایک یہودی کی داڑھی بہت مختصر تھی ٹھوڑی پر چند گنتی کے بال تھے جبکہ حضرت علی کی داڑھی مبارک بڑی گھنی اور بھاری تھی ایک دن وہ یہودی کہنے لگا اے علی تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن میں جمیع علوم ہیں اور تم باب مدینۃ العلم ہو بتاؤ قرآن میں تمہاری گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے حضرت علی نے جواب دیا خدا فرماتا ہے۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا

اور جو زمین عمدہ و زرخیز ہے اسکی پیداوار اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکلتی ہے جو زمین خراب ہے اس سے پیداوار نہیں نکلتی مگر قلیل اور گھٹیا اے یہودی وہ اچھی زمین میری ٹھوڑی ہے اور خراب اور بنجر زمین تمہاری ٹھوڑی ہے۔ (۱۶۹ مرتضیٰ)

نمبر ۸:

ایک مرتبہ ایک یہودی حضرت علی کے پاس آیا اور کہا آپ کے نبی نے فرمایا ہے۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اگر فی الحقیقت ایسا ہی ہے تو بتاؤ کہ کونسی مخلوق انڈے دیتی ہے اور کونسی مخلوق بچے دیتی ہے آپ نے فرمایا جس مخلوق کے کان پوشیدہ ہیں وہ انڈے دیتی ہے جس مخلوق کے کان باہر ظاہر ہیں وہ بچے دیتی ہے اب تو جا کر دیکھتا پھر کہ کس مخلوق کے کان ظاہر ہیں اور کس کے کان پوشیدہ ہیں۔

نمبر ۹:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے دو عورتوں سے نکاح کیا اتفاق سے دونوں کے ہاں ایک ہی رات میں ایک ہی جگہ دو بچے ہوئے ایک کے ہاں لڑکی اور دوسرے کے ہاں لڑکا رات اندھیری تھی بعدازاں دونوں میں اختلاف پیدا ہوگیا کہ لڑکی کس کی ہے اور لڑکا کس کا ہے ہر ایک یہی کہتی تھی کہ لڑکا اس کا ہے یہاں تک کہ وہ اختلاف جھگڑے کی صورت اختیار کر گیا آخر دونوں عورتیں آپکی کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا دونوں اپنا دودھ نکال کر لائیں جب وہ لائیں تو آپ نے دونوں کا دودھ وزن کیا جس کا دودھ وزنی نکلا اس کو لڑکا دے کر فرمایا یہ بچہ اسکا ہے کسی نے کہا کہ یہ مسئلہ آپ نے کہاں سے نکالا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے للذکر مثل حظ الانثیین لڑکوں کے واسطے لڑکیوں سے دگنا ہے۔

بیشک اللہ نے مرد کو ہر چیز میں فضیلت دی ہے یہاں تک کہ غذا میں

بھی۔ (۱۶۲ نزہۃ المجالس)

نمبر ۱۰:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علم مال سے بہتر ہے کیونکہ:

ا: علم انبیاء کی میراث ہے اور مال فرعون کی۔

ب: مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے اور علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔

ج: مال حفاظت کرنے والے کا محتاج ہے اور علم علم والے کی حفاظت کرتا ہے۔

د: جب کوئی مرتا ہے تو مال دنیا میں چھوڑ جاتا ہے اور علم صاحب علم کے ساتھ قبر میں جاتا ہے۔

ن: مال کافر مومن دونوں کو ملتا ہے اور علم صرف مومن کو ملتا ہے۔

و: مالدار کے محتاج کم اور علم والے کے سبھی محتاج ہوتے ہیں۔

ی: علم پلصراط پر تقویت کا موجب ہوگا اور مال گزرنے سے روکے گا۔
(تفسیر کبیر)

نیز دنیا کا مال زمین سے نکلتا ہے اور علم سینہ مصطفیٰ سے نکلا ہے اور سینہ مصطفیٰ زمین سے کہیں بہتر ہے لہٰذا علم مال سے کہیں بہتر ہے۔

نمبر ۱۱:

ایک مضر نامی آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے آپ سے چند سوالات دریافت کیے آپ نے تسلی بخش جوابات دیے ملاحظ فرمائیں سوالات اور جوابات۔

سوال: خدا کا بھیجا ہوا کون ہے جو نہ انسان ہے نہ ہی جن نہ ہی وہ فرشتہ ہے اور نہ چوپایہ اور نہ درندہ ہے۔

جواب: وہ ایک کوا ہے جس کے بارے میں قرآن نے فرمایا فبعث اللہ غرابا خدا نے ایک کوا بھیجا۔

سوال: وہ کون تھا جس نے کھایا تو بہت لیکن پیا کچھ نہیں۔

جواب: وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا جس نے جادوگروں کے تمام سانپ تو کھا لئے لیکن پانی کا گھونٹ تک نہ پیا۔

سوال: وہ کونسی عورت ہے جس نے تین گھڑیاں میں بچے کو جنم دیا۔

جواب: وہ حضرت مریم ہے جو ایک گھڑی میں حاملہ ہوئیں دوسری گھڑی میں درد ہوا اور تیسری گھڑی میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا۔

سوال: وہ کون سے دو ساکن ہیں جو کبھی متحرک نہیں ہوئے۔

جواب: وہ دونوں زمین و آسمان ہیں۔

سوال: وہ کون سے دو متحرک ہیں جو کبھی ساکن نہ ہونگے۔

جواب: وہ چاند اور سورج ہیں۔

سوال: وہ کون سے دو محبت کرنے والے ہیں جو کبھی ناراض نہیں ہوئے۔

جواب: وہ جسم اور روح میں جو کبھی ایک دوسرے سے ناراض نہیں ہوئے۔

سوال: وہ کون سے دو ناراض ہیں جو کبھی راضی نہیں ہونگے۔

جواب: وہ موت وحیات ہیں جو آپس میں کبھی راضی نہ ہونگے۔

سوال: شئی کیا ہے۔

جواب: وہ بندہ مومن ہے۔

سوال: لاشئی کیا ہے۔

جواب: وہ کافر ہے

سوال: وہ کونسی چیز ہے جو اللہ رحم میں سب سے پہلے پیدا کرتا ہے اور وہ قبر میں

باقی رہتی ہے۔

جواب: وہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔ (جامع المعجزات ۱۰۴)

حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ

نمبر ا:

ایک مرتبہ تین یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے عمر تم اپنے نبی اور ان کے خلیفہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکمران بنے ہو ہمارے کچھ سوالات ہیں اگر آپ نے ان کے جواب دے دیئے تو ہم سمجھیں گے کہ اسلام حق ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق نبی ہیں اور اگر آپ جواب نہ دے سکے تو ہم یہ سمجھیں گے کہ اسلام باطل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سوال کرو انہوں نے کہا سوال یہ ہیں۔

ا: آسمانوں کے قفل کیا ہیں۔

ب: اور آسمانوں کی کنجیاں کیا ہیں۔

ج: وہ کونسی مخلوق ہے کہ نہ وہ جن ہے نہ انسان مگر اس نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے۔

ن: وہ کونسی پانچ چیزیں ہیں جو ماں کے رحم سے پیدا نہیں ہوئیں لیکن وہ زمین پر چلتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سوالات کے جوابات نہ سکے اس پر یہودیوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں اور اسلام باطل مذہب ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا یہودیو ٹھہرو میں ابھی واپس آتا ہوں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے علی اسلام کی فریاد اسی کیجئے فرمایا کیا ہوا انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور آپ کو گلے لگایا

اور فرمایا اے علی ہر مشکل میں آپکی طرف رجوع کیا جاتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہودیوں سے فرمایا اپنے سوال شروع کرو انہون نے اپنے سوالات دہرائے آپ نے فرمایا میرے نبی نے مجھے علم کے ایک ہزار ارباب سکھائے ہیں اور ہر باب سے میرے لئے علم کے ایک ہزار ارباب کھلے ہیں آپ نے فرمایا میری ایک شرط ہے کہ اگر میں نے تمہارے سوالوں کے جوابات دے دئے تو تمہیں مسلمان ہونا پڑے گا انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے آپ نے پہلے سوال کا جواب یہ دیا کہ۔

ا: آسمانوں کے قفل شرک ہے جب آدمی شرک کرتا ہے تو اس کے اعمال آسمان پر نہیں چڑھتے

ب: آسمانوں کی کنجیاں یہ ہیں کہ اس بات کی گواہی دی جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

یہودیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا اس جوان نے سچ کہا ہے۔

ج: آپ نے فرمایا وہ قبر جو اپنے ساکن کو سیر کراتی رہی وہ حضرت یونس علیہ السلام کہ مچھلی ہے جس کے پیٹ میں آپ موجود تھے اور اس نے سات سمندروں کی سیر کرائی۔

د: فرمایا وہ مخلوق جو نہ انسان ہے نہ جن لیکن اس نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی ہے خدا فرماتا ہے۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ يَاأَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانَ وَجنودُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

چیونٹی نے کہا اے چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں بے خبری میں روند نہ ڈالیں۔

ن: فرمایا وہ پانچ چیزیں جو ماں کے رحم سے پیدا نہیں ہوئیں اور زمین پر

ملتی ہیں وہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا علیہا السلام حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں ذبح ہونے والا دنبہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو سانپ بن کر زمین پر چلتا تھا اس پر دو یہودی مسلمان ہوگئے تیسرے نے کہا میرا ایک سوال اور ہے وہ یہ ہے کہ گزشتہ زمانے میں وہ کون لوگ تھے جو تین سو نو سال کے بعد زندہ ہوئے آپ نے فرمایا وہ اصحابہ کہف تھے اس پر تیسرا بھی مسلمان ہوگیا۔ (۳۹ النطق المفہوم)

نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اکثر اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم کے پاس ہوتے ہیں مگر ہم نہیں ہوتے اور کبھی ہم ہوتے ہیں آپ نہیں ہوتے آپ سے تین سوال کرتا ہوں اگر آپ کو جوابات معلوم ہوں تو بتاں دیجئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سوالات کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے حالانکہ وہ اس کا کوئی سلوک نہیں دیکھتا اسکی کیا وجہ ہے اور کسی سے عدوات ہوتی ہے حالانکہ اس نے اس سے کوئی برائی نہیں دیکھی اسکی کیا وجہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روحیں جمع شدہ لشکر ہیں اور فضا میں ملتی ہیں پھر جن روحوں میں تعارف ہو جاتا ہے ان میں محبت ہو جاتی ہے اور جن میں اجنبیت رہتی ہے ان میں دنیا میں اجنبیت رہتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک سوال کا جواب ہوگیا دوسرا سوال یہ ہے کہ انسان بات کرتا کرتا بھول جاتا ہے پھر اچانک وہ بات اسے یاد آ جاتی ہے اسکی کیا وجہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رحمت عالم نے فرمایا ہر دل کے لئے چاند کے بادل کی طرح بادل ہوتا ہے پھر جیسے چاند پر

بادل چھا جاتا ہے اور وہ بات بھول جاتا ہے اور جب ہٹ جاتا ہے تو بات آ جاتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا دو کا جواب ہو گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیسرا سوال یہ ہے کہ انسان خواب دیکھتا ہے کبھی سچا کبھی جھوٹا اسکی کیا وجہ ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب انسان گہری نیند سو جائے تو اسکی روح عرش تک چڑھتی ہے جو عرش تک بیدار نہ ہو اسکا خواب سچا ہوتا ہے ورنہ خوان جھوٹا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ میں نے موت سے پہلے تینوں سوالوں کا جواب پالیا۔

(۵۳ کتاب الروح)

نمبر ۳:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا وہاں چار آدمی ایک کنویں میں گر کر مر گئے جو شیر کے شکار کے لئے کھودا گیا تھا پہلے ایک گرا اس نے دوسرے کا ہاتھ پکڑا وہ گرنے لگا اس نے تیسرے کا ہاتھ پکڑا جب وہ گرنے لگا اس نے چوتھے کا ہاتھ پکڑا اور چاروں کنویں میں گر گئے شیر نے آ کر ان سب کو زخمی کر دیا اور اسی کے زخم سے وہ سب مر گئے ان کے ورثاء نے آپس میں جھگڑا کیا یہاں تک کہ قتال کے قریب نوبت پہنچی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہارا فیصلہ کئے دیتا ہوں اگر تم راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ ہے ورنہ میں لڑنے سے روکوں گا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر اپنا فیصلہ کرا لو آپ نے کنواں کھودنے والوں سے فرمایا ربع ثلث نصف اور ایک پوری دیت جمع کرو پہلے کی ربع دیت ہے کیونکہ اس نے اپنے اوپر تین آدمیوں کو ہلاک کیا ہے اور دوسرے کی ثلث دیت ہے کیونکہ اس نے اپنے اوپر دو آدمیوں کو ہلاک کیا ہے اور تیسرے کی نصف دیت ہے کیونکہ اس نے اپنے اوپر ایک آدمی کو

ہلاک کیا ہے اور چوتھے کی پوری دیت ہے وہ لوگ اس سے راضی نہ ہوئے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مقام ابراہیم کے قریب ان سے
ملاقات ہوئی انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا
فیصلہ کرونگا اور چادر کو زانوں کے گرد لپیٹ کر بیٹھ گے ان میں ایک آدمی نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنایا آپ نے بھی اسی کو نافذ فرمایا۔

(ازالۃ الخلفاء ۲/۵۲۵)(۲/۲۶۴ الریاض النضرۃ)

نمبر۴:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تین آدمی نے مل کر اونٹوں کا کاروبار
شروع کیا جب اونٹوں کی تعداد سترہ تک پہنچی تو ان میں اختلاف پیدا ہوگیا وہ اپنا
فیصلہ کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے
پوچھا کہ تمہارا حصہ کتنا کتنا ہے ایک نے کہا کل مال کا آدھا حصہ دوسرے نے کہا
کل مال کا تیسرا حصہ اور تیسرے نے کہا کل کا نواں حصہ آپ نے ان سے فرمایا
اگر تم مجھے اجازت دو تو میں ایک اونٹ بیت المال کا شامل کراون تاکہ تقسیم آسان
ہوجائے انہوں نے اجازت دے دے اب کل اونٹ اٹھارہ ہوگئے پہلے کا حصہ
کل مال کا آدھا تھا اس کو آپ نے نو اونٹ دے دئے جسکا مال کا تیسرا حصہ تھا
اس کو آپ نے چھ اونٹ دے دیے اور جسکا کل مال کا نواں حصہ تھا اس کو آپ
نے دو اونٹ عطا فرمائے یہ کل عطا کردہ سترا اونٹ ہوگئے باقی ایک اونٹ بچ گیا
آپ نے فرمایا یہ اونٹ بیت المال سے لیا تھا یہ بیت المال کو واپس کردو۔

بانوئے آں تاجدار ھل اتی
مرتضی مشکل کشا شیر خدا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بحیثیت قاضی

نمبر ۱:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ناتجربہ کار ہوں مقدمات کے فیصلے کیسے کروں گا اس پر ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ فی صدری وقال اللھم اھد قلبة وثبت لسانہ رسول خدا نے اپنا دست کرم میرے سینے پر مارا اور دعا کی اے اللہ اس کے دل کو ہدایت پر قائم فرما اور اس کی زبان کو حق پر ثابت فرما حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم اس وقت سے تا حیات فریقین کے مقدمات کے فیصلے کرنے میں ایک ذرہ کے برابر بھی مجھے غلطی کا شبہ نہیں ہوا۔ (۲/۳۷ خصائص کبریٰ)

جو فلیسوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے سمجھا دیا چند اشاروں میں

نمبر ۲:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاں خود ماہر قانون تھے درست فیصلے کی بہترین صلاحیت کے حامل تھے وہاں آپ عدلیہ کی بالا دستی کے بھی قائل تھے یہاں تک کہ ایک مرتبہ قاضی وقت نے آپ کے خلاف فیصلہ دیا تو آپ نے خندہ پیشانی سے اسے قبول فرمالیا اس سلسلے میں بطور دلیل یہ واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

جنگ صفین میں آپکی زرع چوری ہوگئی کچھ عرصہ بعد آپ نے وہ زرع ایک یہودی کے پاس دیکھی آپ نے اس سے مانگی اس نے دینے سے انکار کر دیا

آپ نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور یہودی قاضی شریح کی عدالت میں مدعی اور مدعا علیہ کی حیثیت سے پیش ہوئے قاضی نے گواہی طلب کیے آپ نے اپنے صاحبزادے امام حسن رضی اللہ عنہ اور اپنے غلام قنبر کو بطور گواہ پیش کیا قاضی پر یہ گواہی پیش ہوئی تو اس نے اس گواہی کو رد کر دیا اس کے نزدیک بیٹے اور غلام کی گواہی معتبر نہ تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ گواہی قابل قبول تھی آپ نے قاضی سے فرمایا کیا آپ جنتی کی گواہی قبول نہ فرمائینگے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

بے شک حضرت امام حسن اور امام حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں

مگر قاضی نے اپنے اجتہاد سے کام لے کر فیصلہ یہودی کے حق میں صادر فرمایا دیا آپ نے قبول فرمالیا یہودی نے اقرار جرم کرلیا اور کہا واقعی زرع آپکی ہے پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔

اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمدا رسول اللہ۔

اور پھر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔(۱۸۴ تاریخ الخلفاء)

نمبر ۳:

ایک مرتبہ سات آدمی اکھٹے سفر پر گئے ایک عرصہ کے بعد سفر سے واپس آئے تو ایک ان میں نہ تھا مفقود کی بیوی نے حضرت علی کے پاس آکر ان چھ آدمیوں پر اپنے خاوند کے قتل کا الزام لگایا آپ نے ان کو بلایا اور ہر ایک کو الگ الگ مسجد کے گوشوں میں بٹھا کر ایک ایک آدمی ان پر مقرر فرما دیا تاکہ ایک دوسرے کو مل کر بات نہ کرسکیں پھر ان میں سے ایک کو بلا کر اس سے مفقود کا حال

دریافت کیا اس نے انکار کیا اور کہا ہم نے قتل نہیں کیا اس کے انکار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے تکبیر کہی اس کے پانچ ساتھیوں نے جب آپ کی تکبیر کی آواز سنی تو انہوں نے گمان کیا کہ ان کے ساتھی نے سارے حالات بتا کر قتل کا اقرار کرلیا ہے اس وجہ سے حضرت امیر نے تکبیر بلند کی ہے آپ نے ان کو الگ الگ بلا کر حالات پوچھے سب نے قتل کا اقرار کرلیا کہ جب انکے ساتھی نے اقرار کرلیا ہے تو اب ہمارا انکار مفید ثابت نہ ہوگا وہ پہلا کہنے لگا امیر المومنین انہوں نے اقرار کیا ہے میں نے تو اقرار نہیں کیا آپ نے فرمایا یہ لوگ تیرے ساتھی ہیں اور تیرے فعل پر شہادت دے رہے ہیں ان کی شہادت کے بعد تیرا انکار تجھے نفع نہیں دے سکتا پس اس نے بھی ان کے ساتھ قتل کا اعتراف کرلیا پھر آپ نے ان پر اللہ کا حکم جاری کیا۔ (۶۷/ا سفینۃ نوح)

نمبر۴:

حضرت حسن معتمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی ایک عورت کے پاس آئے اور اس کے پاس سو دینار امانت رکھے اور کہا جب تک ہم دونوں نہ آئیں نہ دینا ایک سال گزرنے کے بعد ان میں سے ایک آیا اور کہا میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دینار مجھے دے دو اس عورت نے انکار کیا وہ اس عورت کے گھر والوں کو بلا لایا اور انہوں نے اصرار کر کے دینار دلوا دئے پھر سال کے بعد دوسرا آ گیا اور کہا میرے دینار لاؤ اس عورت نے کہا تمہارے ساتھی نے کہا کہ تم مر گئے ہو اس لئے میں نے اس کو دے دئے دونوں کا جھگڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور ﷺ پیش ہوا وہ چاہتے تھے کہ اس عورت کے خلاف فیصلہ کریں اور انہوں نے اس عورت سے کہا تو ضامن ہے اس عورت نے کہا میں تم کو قسم دلاتی ہوں تم ہمارا فیصلہ نہ کرو ہمارا

مقدمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو آپ نے ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا وہ سمجھ گئے کہ دونوں نے اس عورت کے ساتھ دھوکا کیا ہے آپ نے اس آدمی سے کہا کیا تم نے یہ نہ کہا تھا جب تک ہم دونوں نہ آئیں نہ دینا اس نے کہاہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا مال ہمارے پاس ہے اپنے ساتھی کو لے آؤ تمہارا مال تمہیں دے دیں گے۔

(۲/۲۶۰ الریاض النضرۃ)(۲/۵۲۵ ازالۃ الخلفاء)

نمبر ۵:

حضرت زر بن جیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی صبح کا کھانا کھانے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں جب کھانے لگے تو ایک اور آدمی ادھر سے گزرا اس سے ان دونوں نے کہا بیٹھو کھانا کھالو وہ بیٹھ گیا ان کے ساتھ کھانے لگا تینوں نے سب روٹیاں کھائیں وہ آدمی جب اٹھ کر جانے لگا تو اس نے دونوں کو آٹھ درہم دئے اور کہا میں نے جو کھانا کھایا ہے یہ اس کا عوض ہے دونوں لڑنے لگے پانچ روٹی والے نے کہا پانچ درہم میرے ہیں اور تین درہم تیرے ہیں تین روٹی والے نے کہا میں تو برابر لوں گا اور دونوں نے اپنا معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا اور اپنا حال بیان کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین روٹی والے سے فرمایا اسکی روٹیاں زیادہ تھیں وہ تمہیں تین درہم دیتا ہے لے لو اس نے کہا میں اس سے راضی نہیں اس نے کہا میں انصاف چاہتا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو انصاف پسند ہے تو تیرا حصہ ایک درہم ہے اور اس کے سات ہیں اس نے کہا وہ کیسے ذرا مجھے سمجھا دیجئے آپ نے فرمایا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہوئیں جن کو تم تینوں نے مل کر کھایا اور یہ معلوم

نہیں کہ کسی نے کتنا کھایا اس لئے سب برابر سمجھے جائیں گے آپ نے فرمایا تیری نوتہائیاں تھیں تو نے آٹھ کھائیں ایک باقی رہی اور تیرے ساتھی کی پندرہ تہائیاں تھیں جس میں سے آٹھ اس نے کھائیں اور سات باقی رہی اس آدمی نے تیری ایک تہائی اور اسکی سات تہائیاں کھائیں اس لئے تجھے ایک درہم ملے گا اور اس کو سات درہم ملیں گے اس نے کہا یا امیرالمومنین اب میں راضی ہوں۔

(۲/۵۲۳ ازالۃ الخلفاء)(۲/۲۶۳ الریاض النضرۃ)

شجاعت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نمبر ا:

شاہ ولی اللہ نے بیان کیا کہ غزوہ احزاب میں کفار نے خندق کی جگہ کو تلاش کیا اور اپنے گھوڑوں کو چمکا کر خندق اور مقام سلع کے درمیان پہنچ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ ان کو روکنے کے لئے چلے یہاں تک اس کنارے کو جس سے وہ گھسے تھے لے لیا اور کفار کے سوار ان کی طرف جھکے عمرو بن عبدود نے غزوہ بدر میں جنگ کی تھی یہاں تک کہ سخت زخمی ہو گیا تھا اور غزوہ احد میں شریک نہ ہوا غزوہ خندق میں نشان لگا کر نکلا تا کہ لوگ اس کو پہچانیں اور اس نے اپنے گھوڑے کو ٹھہرا کر آواز دی کہ کون سامنے آتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکے مقابلے کو گئے اور کہا اے عمرو تو نے خدا سے عہد کیا تھا کہ قریش میں سے جو دو باتیں پیش کریگا ان میں سے ایک کو ضرور مان لونگا عمرو نے کہا ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں خدا اور رسول پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اس نے کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں آپ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو اتر کرے لڑے اس نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے میں تجھے قتل نہیں کرنا چاہتا آپ نے فرمایا

بخدا میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں اس بات سے وہ غصے میں آ گیا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر اسکی ٹانگ کاٹ دی اور اس کے چہرے پر مارا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں میں لڑائی ہونے لگی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا اور سواران کفار بھاگ گئے یہاں تک کہ خندق پھاند پھاند کر نکل گئے۔

اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے جو عقل سے ماوراء ہیں یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمُبَارِزَةُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

جنگ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑائی میری امت کے تا قیامت نیک اعمال سے افضل ہے۔ (۲/۱۷۱ مدارج النبوت)

نمبر۲:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے مقام پر قلعہ قموص فتح کرنے کے لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا انہوں نے مقابلہ کیا اور واپس چلے آئے اور فتح نہ ہوا حالانکہ انہوں نے بہت کوشش کی تھی پھر دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا انہوں نے بھی بہت جدوجہد سے مقابلہ کیا لیکن وہ قلعہ فتح نہ ہوا پھر آپ بھی واپس چلے آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

کل یہ جھنڈا میں ایسے آدمی کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دیگا جو

اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو لوگ اس اُمید پر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے کہ وہ جھنڈا انہیں کو ملے گا مگر آپ نے پوچھا کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ انکی آنکھیں دکھتی ہیں آپ نے فرمایا کوئی جائے ان کو بلا کر لے آئے چنانچہ ان کو بلا کر لایا گیا۔ رسول خدا ﷺ نے انکی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا اور وہ اچھی ہوگئیں گویا کہ دکھتی ہی نہیں پھر آپ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا اور ایک روایت میں یوں آیا ہے اللھم اذھب عنہ الحر والبرد یا اللہ ان سے گرمی سردی دور فرما دے کیونکہ ان دونوں خیبر کے مقام پر سخت گرم ہوا چلتی تھی ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گرم موسم میں روئی کا لباس پہنتے تھے اور موسم سرما میں باریک لباس زیب تن فرماتے تھے۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی زرع پہنائی اور اپنی تلوار ذوالفقار میان میں ڈال کر آپ کو عطا فرمائی فرمایا واپس نہیں آنا جب تک قلعہ فتح نہ ہو جائے آپ نے فرمایا اس وقت تک ان سے جنگ کرو جب کہ وہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی دیں حضرت علی رضی اللہ عنہ جھنڈا لے کر چلے اور آپ نے وہ جھنڈا قلعہ کی دیوار کے ساتھ ایک تودہ سنگریزہ پر گاڑ دیا دیوار پر سے ایک یہودی نے پوچھا کہ جھنڈے والے تیرا نام کیا ہے آپ نے فرمایا میرا نام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے اس یہودی نے اپنی قوم سے کہا کہ تورات کی قسم آج تم مغلوب ہو جاؤ گے یہ مرد قلعہ فتح کئے بغیر واپس نہ جائیگا کیونکہ اس نے توریت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے بارے میں پڑھ رکھا تھا اس قلعہ سے باہر سب سے پہلے حارث نکلا اور یہ مرحب کا بھائی تھا اور اس کے نیزے کی انی کا وزن تین من تھا وہ

آتے ہی لڑنے لگا اور اس نے چند مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس
کے مقابلے میں آئے اور پہلے ہی وار میں آپ نے اسے واصل جہنم کر دیا جب
مرحب نے اپنے بھائی کو قتل ہوتے دیکھا تو اسلحہ سے لیس ہو کر آپ کے مقابلے
میں آیا اور مرحب بڑا قوی الجثہ اونچے قد کا دلاور اور بہادر تھا اور طاقت میں اپنا
ثانی نہ رکھتا تھا وہ رجز کہتا ہوا آیا کسی مسلمان کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ اس کے
مقابلے میں جائے اس کے رجز کا مطلب یہ تھا کہ اہل خیبر خوب جانتے ہیں کہ
میں مرحب ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یوں دیا انا الذی سمتنی امی
حیدرہ۔

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے علامہ زرقانی نے اسکی
وجہ یہ لکھی ہے کہ مرحب نے اس رات خواب دیکھا تھا کہ ایک شیر اسے پھاڑ رہا
ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بذریعہ کشف اس بات کا علم ہو گیا مرحب نے جب حیدر کا
لفظ سنا تو وہ کانپ اٹھا اور اسکی بہادری کا سارا نشہ کافور ہو گیا۔ (۲/۲۲۴ زرقانی)

مرحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر وار کرنا چاہا لیکن آپ نے پیش دستی فرما
کر اس پر ایسا وار کیا کہ آپکی تلوار نے سر سے لے کر زین تک اس کے دو ٹکڑے
کر کے اس کو واصل جہنم کر دیا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کا قتل عام
شروع کر دیا اور یہودیوں کے سات بہادر مار ڈالے باقی بھاگ گئے آپ نے ان
کا پیچھا کیا اسی اثناء میں ایک دشمن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور
ڈھال آپ کے ہاتھ سے گر پڑی ایک یہودی وہ ڈھال لے کر دوڑ گیا حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو جلال آ گیا آپ نے جست لگا کہ خندق کو پار کیا اور قلعہ کے آہنی
دروازے کا ایک کواڑ پکڑ کر اکھاڑا اور اس کو بطور ڈھال استعمال کیا۔ امام محمد
باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کواڑ اکھاڑا تو قلعہ

آ گیا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا چار پائی سے نیچے گر پڑیں۔

زلزلے جن کے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جنکی تلواروں میں تھے

(۲/۳۲۲ مدارج النبوت)

خیبر میں لڑائی کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو اس زور سے تلوار ماری کہ وہ اس کو کاٹتی ہوئی زمین میں دھنس گئی جب آپ نے اس کو کھینچا تو اس کے ساتھ ہی زمین سے ایک چشمہ نکلا جو اب تک جاری ہے اسکا پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہے اس چشمے کا نام عین العلی ہے۔ (۱۸۸ راہ عقیدت)

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تونے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ انکی ہیبت سے رائی

نمبر۳:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے اور آپ کی شجاعت اور بہادری کی شہرت دور دراز پھیلی مرحب کو بھی خبر پہنچی کہ مدینہ میں ایک علی نامی پہلوان آیا ہے وہ آپ کو دیکھنے کے لئے مدینہ آیا جب مدینہ کے قریب پہنچا تو اتفاق کی بات سب سے پہلے ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی اس نے آپ سے پوچھا اے جوان سنا ہے مدینہ میں ایک علی نامی پہلوان آیا ہے مجھے اس سے ملنا ہے بتاؤ وہ کہاں رہتا ہے آپ نے فرمایا تجھے اس سے کیا کام ہے اور تو کون ہے اس نے کہا کہ:

پہلواں خیبر کا ہوں مرحب میرا نام ہے
کل عرب میں چرچا میرے کرتبوں کا عام ہے
حیدر کرار کو نیچا دکھانے کے لئے
آ گیا ہوں میں اسے کشتی دکھانے کے لئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب سے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ یہیں سے واپس چلے جاؤ اس نے کہا وہ کیوں آپ نے فرمایا تم علی کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس نے کہا یہ تو میدان بتائے گا کہ میں اس سے کشتی لڑ سکتا ہوں یا نہیں مجھے تم صرف اس کا پتہ بتا دو آپ نے فرمایا میں نے کہہ دیا نا کہ تم اس سے کشتی نہیں لڑ سکتے اس نے پوچھا وجہ آپ نے فرمایا۔

تو علی سے لڑ سکے تیرا غلط انداز ہے
کفر کی پدی ہے تو اسلام کا وہ باز ہے
تو علی سے لڑ سکے تیری عقل کا پھیر ہے
کفر کی تو لومڑی اور وہ خدا کا شیر ہے

مرحب نے پھر اصرار کیا کہ مجھے علی کے گھر کا راستہ بتاؤ آپ نے دیکھا کہ یہ مانتا نہیں آپ نے فرمایا علی سے کشتی بعد میں لڑنا پہلے مجھ سے کشتی کرو اگر تم نے مجھے گرا لیا تو سمجھ لو کہ تم علی کو بھی گرا لو گے اس نے کہا تو چھوٹے سے قد کا جوان ہے اگر میں نے تجھے گرا لیا تو میری کون سی نیک نامی ہوگی میرا راستہ چھوڑ دو اور مجھے علی کا پتہ بتا دو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اگر طاقت ہے تو چھڑا لو اس نے بڑا زور لگایا لیکن ہاتھ نہ چھڑا سکا آخر کار کہنے لگا میں تم سے کشتی لڑتا ہوں کشتی ہوئی آپ نے پہلے حملے میں اسے گرا لیا اس نے کہا مجھ سے دھوکا ہوا ہے دوبارہ آؤ آپ نے دوبارہ بھی گرا لیا اور اس کی چھاتی پر بیٹھ گئے۔

قول و کردار کو یک رنگ بنا دیتے ہیں
ہم جو کہتے ہیں وہی کر کے دکھا دیتے ہیں

اس نے نیچے سے پکار کر کہا۔

یہ شکست فاش مجھ کو آج پہلی بار ہے
دل یہ کہتا ہے کہ تو خود حیدر کرار ہے

کرامات

نمبرا:

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے اور گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو قرآن کی تلاوت شروع فرماتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو کلام مجید ختم کر لیتے تھے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے، پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن ختم کر لیتے تھے۔

(شواہد النبوت ۲۸۰)

نمبر۲:

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان کا گزر اس مقام سے ہوا جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر بننے والی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس جگہ ان کے اونٹ ٹھہریں گے اس جگہ ان کے پالان رکھے جائیں اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چند نوجوان یہاں شہید ہوں گے جن پر زمین و آسمان روئیں گے۔

(ازالۃ الخفاء ۲/۵۳۳)

یہی وجہ ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا قافلہ میدان کربلا میں پہنچا تو

آپ نے فرمایا۔

اترو مسافرو کہ سفر ہو چکا تمام
کوچ اب نہ ہوگا حشر تلک ہے یہی مقام
منزل یہی زمیں ہے یہی مشہد امام
اونٹوں سے بار اتار کر برپا کرو قیام
بستر لگاؤ شوق سے اس ارض پاک سے
آل نبی کا خوں بہے گا اسی خاک پر

نمبر ۳:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے قبرستان میں داخل ہوئے آپ نے فرمایا اے قبروں والو السلام علیکم ورحمۃ اللہ یا تو تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ یا ہم تم کو بتائیں حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے یہ آواز سنی یا امیر المومنین وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ہمیں بتائیں ہمارے بعد کیا ہوا آپ نے فرمایا تمہاری بیویوں نے نکاح کر لئے تمہارے مال تقسیم کر لئے گئے تمہاری اولاد یتیموں کے زمرے میں شمار کر لی گئی اور وہ مکانات جن کو تم نے بنایا تھا ان میں تمہارے دشمن رہنے لگے یہ تو ہمارے ہاں کی خبریں ہیں تمہارے ہاں کی کیا خبریں ہیں ایک مردے نے جواب دیا کفن پھٹ گئے بال بکھر گئے کھالیں پراگندہ ہو چکیں آنکھیں رخساروں پر بہہ پڑی ہیں ناک کے نتھنوں سے پیپ بہہ رہی ہے جو کچھ کیا تھا پالیا جو چھوڑ دیا اس کا خسارہ اٹھایا۔ (جمال الاولیاء ۶۵)

نمبر ۴:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صہبا میں پڑھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لئے بھیج دیا جب وہ واپس آئے تو آپ نے نماز عصر پڑھ لی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھا اور خواب استراحت میں جلوہ فرما ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حرکت نہیں کی یہاں تک آفتاب غروب ہو گیا نبی کریم نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَلِیًّا فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَتِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ۔

یا اللہ بے شک علی تری اور ترے رسول کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سورج واپس ہوا یہاں تک کہ پہاڑوں اور زمین پر دھوپ نکلی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے آرا چلنے کی آواز سنی سورج واپس آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وضو کیا اور نماز عصر ادا کی سورج پھر غروب ہو گیا۔ (طبرانی کبیر ۴۷۔۱۴۴/۲۴)

نمبر ۵:

ایک حبشی غلام نے چوری کی۔ اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا آپ نے اس سے پوچھا تم نے چوری کی ہے اس نے اقرار کر لیا آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا پھر اس سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن الکوء ملے تو ابن الکواء نے پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے اس نے جواب دیا امیر المومنین داماد رسول شوہر بتول سردار مسلمین نے انہوں نے کہا انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے اس نے کہا میں آپ کی تعریف کیوں نہ کروں انہوں نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کاٹا ہے اور مجھے دوزخ سے بچایا ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے یہ

ساری باتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیں آپ نے اس حبشی کو بلایا اور اس کا ہاتھ اس پہنچے پر رکھ کر رومال سی ڈھانپ دیا اور دعائیں فرمائیں ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ چادر کو ہاتھ پر سے اٹھا لو ہم لوگوں نے اس کے ہاتھ سے چادر اٹھائی تو اس کا ہاتھ بفضل خدا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برکت سے درست ہو چکا تھا۔ (تفسیر کبیر ۵/۴۷۹)

نمبر ۶:

مشرکوں نے تین سو ساٹھ بت کعبہ کے گرد اور اس کی چھت پر رکھے تھے جب مکہ فتح ہوا تو آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ اس چھڑی سے ان بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ حق آ گیا باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی والی چیز ہے۔

اس پر بت گرتے چلے گئے کچھ بت مضبوطی کے ساتھ کعبہ کی چھت پر نصب تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے کندھوں پر چڑھ کر ان کو نیچے گرا دیں ایک روایت میں ہے کہ وہ ھبل بت تھا۔ لیکن نبی کریم نے فرمایا اے علی یہ نبوت کا بوجھ ہے برداشت نہ کر سکو گے تم میرے کندھوں پر آؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر چڑھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ تمہاری کیا کیفیت ہے عرض کی تمام حجابات دور ہو گئے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرا سر ساق عرش تک پہنچ گیا ہے اور میں جس کو چاہوں پکڑ سکتا ہوں فرمایا اے علی تیرے لئے خوشخبری ہے کہ تو نیک کام کر رہا ہے۔ اور میرا حال بھی عمدہ ہے کہ میں نے حق کا بوجھ اٹھا رکھا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ھبل بت کو نیچے گرا کر چھلانگ لگا کر زمین پر آئے اور مسکرانے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی

عرض کی میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی ہے اور مجھے کوئی چوٹ نہیں لگی
فرمایا اے علی تجھے چوٹ کیسے لگ سکتی ہے کہ تجھے اٹھانے والا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور اتارنے والا جبریل امین علیہ السلام ہے۔(مدارج النبوت ۲/۳۸۴)

تیرے آنے سے اصنام حرم ٹوٹ گئے
تیرا وہ رعب کہ شہ زوروں کے دم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

شان اہلبیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فضائل اہلبیت

خدا فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا۔

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور کرے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

اہلبیت کی تین اقسام ہیں۔

۱: اہلبیت سکنی:

وہ نفوس قدسیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سکونت پذیر ہوئے مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات جن کے بارے میں متذکرہ آیت نازل ہوئی نیز قرآن میں اہل کا لفظ نبی کی زوجہ کے متعلق استعمال ہوا ہے خدا فرماتا ہے جب فرشتوں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت اسحاق علیہ السلام اور اس کے بعد یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری سنائی تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں بوڑھی ہوں میرا خاوند بوڑھا ہمارے ہے ہاں بچہ کیسے پیدا ہوگا تو فرشتوں نے کہا۔

قَالُوۡۤا اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیۡكُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ اِنَّهٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔

فرشتے بولے کیا اللہ کے کام سے تعجب کرتی ہے اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں تم پر اے گھر والو بیشک وہی ہے رب خوبیوں والا عزت والا

یہاں اہل کا لفظ حضرت سارہ پر استعمال ہوا ہے جو اللہ کے جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہیں۔

منافقین مدینہ نے جب حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تو اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَوَاللّٰہُ مَا عَلِمْتُ عَلَى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا (بخاری شریف)

خدا کی قسم میں اپنی اہلیہ کے بارے میں یہی جانتا ہوں کہ وہ بھلائی پر ہے یعنی پاکدامنہ ہے۔

یہاں اہل کا لفظ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں استعمال ہوا ہے پس ثابت کہ حضور کی بیویاں حضور کے اہلبیت میں شامل ہیں بلکہ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهِ) الخ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً (۱۲/۱۳ روح المعانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آیۃ کریمہ انما یرید اللہ...... الخ نبی کریم کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی خاص کر اور خاصہ کی تعریف یہ ہے کہ

خَاصَّةَ الشَّيْءِ مَا يُوْجَدَ فِيْهِ وَلَا يُوْجَدُ فِيْ غَيْرِهٖ۔

کسی شے کا خاصہ وہ ہے جو اسی میں پایا جائے اس کے غیر میں نہ پایا جائے۔

پس معلوم ہوا کہ نبی کی ازواج بن کے اہلبیت میں یقیناً داخل وشامل ہیں۔

ب: اہل بیت نسبی:

اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد شامل ہیں مثلاً:

حدیث نمبرا:

حضرت ابواسید الساعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوالفضل کل تم اور تمہارے بیٹے اس وقت تک گھر سے باہر نہ آجائیں جب تک میں نہ آجاؤں مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے انہوں نے آپ کا انتظار کیا آپ دن چڑھے تشریف لائے آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا وعلیکم السلام رحمۃ اللہ علیہ آپ نے دریافت کیا تم نے کس حال میں صبح کی عرض کی ہم نے خدا کی تعریف میں اچھی صبح کی پھر انہوں نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے کس حال میں صبح کی فرمایا میں نے خدا کی تعریف میں اچھی صبح کی پھر آپ کے قریب ہوگئے آپ نے ان پر اپنی چادر ڈالدی اور دعا کی۔

اے میرے رب یہ میرا چچا ہے اور میرے باپ کی جگہ ہے اور یہ میرے اہلبیت ہیں ان کو جہنم سے چھپالے جیسے میں نے ان کو اپنی چادر میں چھپالیا ہے اس پر دروازے کی کنڈی اور گھر کی دیواروں سے تین مرتبہ آمین کی آواز آئی۔ (طبرانی کبیر ۱۹/۲۶۳) (دلائل النبوت ۶/۷۱) (۲/۷۲ اسد الغابہ)

حدیث نمبر۲:

حضرت یزید بن حبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اور حصین سبرہ اور عمر بن مسلمہ مل کر زید بن ارقم کے پاس گئے حصین کہنے لگے اے زید آپ کو تو بہت سے

بھلائیاں مل گئیں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ کی احادیث سنیں آپ کے ساتھ جہاد کیے آپ کی اقتدار میں نمازیں پڑھیں عرض آپ نے بہت خیرو برکت پالی اچھا ہمیں کوئی حدیث تو سناؤ آپ نے فرمایا بھتیجے اب میری عمر بڑی ہوگئی ہے حضور کا زمانہ دور ہوگیا بعض باتیں ذہن سے جاتی رہیں اب تو ایسا کرو جو باتیں میں ازخود بیان کروں انہیں قبول کرلو ورنہ مجھے تکلیف نہ دو سنو مکے اور مدینے کے درمیان ایک پانی کی جگہ پر جسے خم کہا جاتا ہے حضور نے کھڑے ہر کر ہمیں خطبہ سنایا اللہ کی حمد وثناء اور وعظ نصیحت کے بعد فرمایا میں ایک انسان ہوں بہت ممکن ہے کہ میرے پاس رب کا قاصد آئے اور میں اسکی مان لوں میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں پہلی تو کتاب اللہ جس میں ہدایت ونور ہیں تم اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے تھام لو پھر تو آپ نے کتاب اللہ کی بڑی رغبت دلائی اور اسکی طرف ہمیں خوب متوجہ کیا پھر فرمایا میں تمہیں اپنی اہلبیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں تین مرتبہ یہی کلمہ ارشاد فرمایا حصین نے زید سے پوچھا آپکے اہلبیت کون ہیں کیا آپکی بیویاں آپ کی اہلبیت نہیں فرمایا آپ کی بیویاں تو آپ کی اہلبیت ہی ہیں لیکن آپ کے اہلبیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ کھانا حرام ہے پوچھا وہ کون ہیں فرمایا آل علی آل عقیل آل جعفر اور آل عباس پوچھا کیا ان پر صدقہ حرام ہے کہا ہاں۔ (۲/۱۴۸ سنن کبریٰ)

ج: اہلبیت ولادتی: حدیث ا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اپنے خاوند اور بیٹوں کو بلاؤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کو لے کر آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنی چادر ڈالی اور یہ چادر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نیچے تھی اور ان کو خیبر سے ملی تھی پھر فرمایا۔

اے اللہ یہ محمد ﷺ کی آل ہیں اپنی رحمتیں اور برکتیں آل محمد پر نازل فرما جیسے تو نے آل ابراہیم پر نازل فرمائیں بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگی والا ہے۔ (۳/۵۳ طبرانی کبیر)

حدیث نمبر ۲:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ایک سیاہ نقش دار کمبل اوڑھے باہر تشریف لائے آپ کی خدمت میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آئے آپ نے ان کو کمبل کے اندر بٹھالیا پھر امام حسین رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی کمبل کے اندر بٹھالیا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں ان کو بھی کمبل کے اندر بٹھالیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی کمبل میں داخل کرلیا اور یہ آیت پڑھی۔

انما یرید اللہ...... الخ (مشکوٰۃ باب مناقب اہلسنت)

حدیث ۳:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حریرے کی بھری پتیلی لے کر آئیں آپ نے فرمایا اپنے میاں کو اور اپنے دونوں بچوں کو بھی بلالاؤ چنانچہ وہ بھی آگئے اور کھانا شروع ہوا آپ اپنے بستر پر تھے خیبر کی ایک چادر آپ کے نیچے تھی میں حجرے میں نماز ادا کر رہی تھی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی انما یرید اللہ...... الخ پس حضور نے ان کو چادر اڑھادی اور چادر میں سے ایک ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اٹھایا اور یہ دعا کی یا اللہ یہ میری اہلبیت اور حمائتی ہیں تو ان سے ناپاکی دور کر اور انہیں طاہر کر میں نے اپنا سر گھر میں سے نکال کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بھی آپ کے ساتھ ہیں آپ نے فرمایا یقیناً تو بہتری کی طرف ہے فی الواقع تو خیر کی طرف ہے۔

(۳/۵۴ طبرانی) (۴/۲۲ تفسیر ابن کثیر) (۸/۲۹۸ طبرانی اوسط)

حدیث نمبر ۴:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ان کے سامنے آیا آپ نے فرمایا آیۂ تطہیر تو میرے گھر میں اتری ہے آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کسی اور کو نہ آنے دینا تھوڑی دیر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اب بھلا میں بیٹی کو باپ سے کیسے روک سکتی تھی پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے نواسے کو نانا سے کون روکے جب یہ جمع ہوگئے تو جو چادر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھے ہوئے تھے اس میں ان سب کو لے لیا اور کہا الٰہی یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے پلیدی دور کر اور انہیں خوب پاک کردے۔ (۲۲/۴ ابن کثیر)

حدیث نمبر ۵:

شداد بن عمار کہتے ہیں میں ایک دفعہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اس وقت وہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا وہ آپ کو برا بھلا کہہ رہے تھے میں نے بھی انکا ساتھ دیا جب وہ لوگ چلے گئے تو مجھے واثلہ نے کہا تو نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی ہے میں نے کہا میں نے بھی سب کی زبان میں زبان ملائی ہے تو فرمایا سن میں نے جو دیکھا تمہیں سناتا ہوں ایک مرتبہ میں علی کے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں گئے ہوئے ہیں ان کے انتظار میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں دونوں نواسوں کو اپنے گھٹنوں پر بٹھایا اور ایک کپڑے سے ڈھانپ لیا پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی انما یرید اللہ اور فرمایا اے اللہ یہ ہیں میرے اہلبیت۔ (۲۲/۴ تفسیر ابن کثیر)

ان پانچواں احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ کی اولاد آپ کے اہل بیت

ولادتی ہیں۔

اب تک کی بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین حضرت جعفر حضرت عقیل اور حضرت عباس اور انکی اولاد حضور کے اہل بیت میں شامل ہیں اور انہیں نفوس قدسیہ کے بارے میں ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر۱: مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْداً: جو آل محمد کی محبت میں مرا شہید کی موت مرا۔

حدیث نمبر۲: مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْرًا لَهٗ۔ جو آل محمد کی محبت میں مرا وہ بخشا ہوا مرا۔

حدیث نمبر۳: مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِباً: جو آل محمد کی محبت میں مرا وہ توبہ پر مرا۔

حدیث نمبر۴: مَنْ مَاتَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِناً مُسْتَكْمِلَ الْاِيْمَانِ: جو آل محمد کی محبت میں مرا وہ کامل ایمان پر مرا۔

حدیث نمبر۵: مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكِرٌ وَّ نَكِيْرٌ۔

جو آل محمد کی محبت میں مرا اس کو عزرائیل جنت کی بشارت دیتے ہیں اور پھر منکر اور نکیر بھی۔

مَنْ اَبْغَضَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ حَشَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَهُوْدِيًّا......

(طبرانی اوسط ۱۴/۵)

جو ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ قیامت کے روز اسے یہودی کر کے اٹھائے گا۔

حدیث نمبر ۶: مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ یُزَفُّ اِلَی الْجَنَّةِ کَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِهَا۔

جو آل محمد کی محبت پر مرا اس کو اس طرح سجا کر جنت کی طرف لے جائیں گے جیسے دلہن کو خاوند کے گھر لے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۷: مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّةِ۔

جو آل محمد کی محبت میں مرا اس کی قبر میں جنت کی طرف دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

حدیث نمبر ۸: مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ قَبْرَهٗ مَزَارَ مَلَائِکَتِهِ الرَّحْمَةِ۔

جو آل محمد کی محبت میں مرا تو اس کی قبر کو اللہ رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دے گا۔

حدیث نمبر ۹: مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔

جو آل محمد کی محبت میں مرا وہ اہل سنت و جماعت ہو کر مرا۔

حدیث نمبر ۱۰: مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَکْتُوْبًا بَیْنَ عَیْنَیْهِ آئِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔

جو بغض آل محمد پر مرا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

حدیث نمبر ۱۱: مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ کَافِرًا۔

جو آل محمد کے بغض پر مرا کافر ہو کر مرا۔

حدیث نمبر ۱۲: مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ یَشُمَّ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ۔

جو بغض آل محمد پر مرا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔

(تفسیر کبیر ۳۹/ ۷، تفسیر قرطبی ۲۳/ ۱۶)

اس وقت روئے سخن اہل بیت ولادتی یعنی علی المرتضیٰ حضرت فاطمہ حضرت امام حسین اور حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل کی طرف ہے ان حضرات سے متعلق سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۱: حضرت ابو فاختہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور رات کو ہمارے ہاں سوئے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سوئے ہوئے تھے رات کو امام حسن رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ایک مشکیزے سے پیالے میں پانی لائے امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی پانی مانگا لیکن آپ نے وہ پانی پہلے حسن کو دیا امام حسین کو نہیں دیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ابا جان شاید آپ امام حسن سے محبت زیادہ کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایسی بات نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ حسن نے پانی پہلے مانگا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ:

اِنِّیْ وَاِیَّاکِ وَھٰذَانِ وَھٰذَا الرَّاقِدُ یعنی عَلِیًّا فِیْ مَکَانٍ وَّاحِدٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

میں اور تو اور یہ دونوں یعنی امام حسن و امام حسین اور علی قیامت کے دن ایک جگہ ہوں گے۔

(مسند ابی یعلیٰ ۲/ ۳۶ ۲، طبرانی کبیر ۳/ ۴۱، اسد الغابہ ۲۶۹/ ۵، بزار ۲۴۵/ ۲)

حدیث نمبر ۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ اَرْبَعَۃٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اَنَا وَاَنْتَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنُ وَذَرَارِیْنَا

خَلْفَ ظُهُوْرِنَا وَاَزْوَاجُنَا خَلْفَ ذَرَارِيْنَا وَشِيْعَتُنَا عَنْ اَيْمَانِنَا وَعَنْ شَمَائِلِنَا۔

ہم چاروں جنت میں پہلے داخل ہوں گے میں تو حسن اور حسین ہماری اولاد ہمارے پیچھے اور بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے اور ہم سے محبت کرنے والے ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔ (طبرانی کبیر ۳/۴۱، مجمع الزوائد ۹/۱۷۴)

حدیث نمبر۳: حضرت علی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِىَ فِىْ دَرَجَتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جس نے ان دونوں سے ان کے باپ سے ان کی والدہ سے محبت کی وہ قیامت کی دن میرے درجے میں ہوگا۔ (طبرانی کبیر ۳/۵۰، ترمذی ۳۸۱۶)

حدیث نمبر۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى۔

آپ فرما دیجئے میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا صرف میرے رشتہ داروں سے محبت کرو۔ پوچھا گیا یہ رشتہ دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں لڑکے۔ (طبرانی کبیر ۳/۴۷، مجمع الزوائد ۹/۱۶۸)

حدیث نمبر۵: حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِىْ مِثْلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَ فِيْهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرَقَ۔

میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوگیا وہ نجات پا گیا اور جو اس میں سوار نہ ہوا وہ ڈوب گیا۔

(المستدرک ۳۴۳/۲، طبرانی کبیر ۳/۴۵، طبرانی صغیر ۱/۱۳۹، مجمع الزوائد ۹/۱۶۸)

حدیث نمبر ۶: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور پھر آپ کی خدمت میں اپنی اور تمہاری معفرت کی دعا کی درخواست کروں والدہ نے اجازت دی اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مغرب کی نماز آپ کے ساتھ ادا کی پھر نوافل پڑھے اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے چلا آپ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر فرمایا کیا تو حذیفہ ہے میں نے عرض کی ہاں قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ تیری کیا حاجت ہے خدا تجھے اور تیری ماں کو بخشے۔

یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا اس فرشتے نے اپنے پروردگار سے میرے پاس آ کر مجھ کو سلام کرنے کی اجازت لی اور مجھے بشارت دی۔

بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا اَشْبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن وحسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (مشکوٰۃ ۳/۲۷۶)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حدیث:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا سید العرب یعنی علی کو بلاؤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی

یارسول اللہ ﷺ کیا آپ سید العرب نہیں فرمایا میں تمام بنی نوع انسان کا سردار ہوں اور علی تمام عرب کے سردار ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو فرمایا جاؤ انصار کو بلا لاؤ جب انصار آئے تو آپ نے ان سے فرمایا اے گروہ انصار کیا میں تمہیں ایسی ہستی کی نشاندہی نہ کردوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے تھام لوتو تم گمراہی سے محفوظ رہو انہوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا۔

هٰذَا عَلِيٌّ فَاَحِبُّوْهُ بِحُبِّيْ وَكَرِّمُوْهُ لِكَرَامَتِيْ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ اَمَرَانِيْ بِالَّذِيْ قُلْتُ لَكُمْ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

یہ علی ہیں ان سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے اور ان کی عزت کرو میری عزت کی وجہ سے جو کچھ میں نے کہا ہے جبریل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا ہے۔(مجمع الزوائد ۱۳۲/۹، طبرانی کبیر ۸۸/۳)

نوٹ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مفصل حالات آپ پہلے پڑھ چکے ہیں اسلئے اب حضرت فاطمہ کے حالات سنیں۔

حالات حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا

حدیث نمبر ۱:

شادی:

حضرت بلال بن حمامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ مسکراتے ہوئے تشریف لائے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس مسکرانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے چچا زاد بھائی اور میری بیٹی کے بارے میں بشارت آئی ہے جب اللہ تعالیٰ

نے علی کا نکاح فاطمہ سے کرنا چاہا تو رضوان جنت کو حکم دیا کہ شجر طوبیٰ کو حرکت دو اس نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی تو اس کے اتنے پتے گرے جتنے دنیا میں اہل بیت کے مُحب ہوں گے۔ پھر اللہ نے اتنے ہی نوری فرشتے پیدا فرمائے اور ان کو حکم ہوا کہ ہر فرشتہ ایک ایک پتہ اپنے ہاتھ میں لے لے جب قیامت قائم ہو تو یہ فرشتے میدان محشر میں پھیل جائیں گے اور ہر محبّ اہل بیت کو ایک ایک پتہ دے دیں گے اس میں اس محبّ کے لئے جہنم سے آزادی کی ضمانت ہے اس طرح میرا چچا زاد بھائی اور میری امت کے مردوں اور عورتوں کو جہنم سے آزاد کرانے کا ذریعہ ہیں۔ (اسد الغابہ ۲۰۶/۱، تاریخ بغداد ۴/۲۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

ا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے آسمان پر ہوئی پھر زمین پر ہوئی۔

ب: یہ دونوں میاں بیوی اپنے محبوں کو دوزخ سے آزاد کرانے کا ذریعہ ہیں۔

ج: آسمان پر ان دونوں کی شادی اللہ کے حکم سے ہوئی ہے۔

حدیث نمبر۲:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ میں نے تیری شادی اس سے کی ہے جو دنیا میں سردار ہے اور آخرت میں صالحین میں سے ہوگا۔ اے فاطمہ جب اللہ نے تیرا نکاح علی سے کرنا چاہا تو خدا نے جبریل کو حکم دیا وہ چوتھے آسمان میں کھڑے ہوئے فرشتوں نے صف بنائی پھر جبریل نے خطبہ پڑھا ان تمام فرشتوں کے سامنے پھر تیری شادی علی سے ہوگئی پھر اللہ نے جنت کے ایک درخت کو حکم دیا

زیورات سے مزین ہو جاؤ پھر حکم ہوا کہ یہ زیورات فرشتوں پر نچھاور کردو جس فرشتے نے زیورات لئے وہ قیامت تک فخر کرے گا۔(حلیۃ الاولیاء۵۹/۵)

حدیث نمبر۳:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا اے علی ابھی جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا ہے تیرے نکاح کی تقریب میں چالیس ہزار فرشتوں نے شرکت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنت کے درخت طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ وہ یاقوت اور موتی نچھاور کرے طوبیٰ نے حکم کی تعمیل کی جنت کی حوروں نے ان لعل وجواہرات کے طبق بھر لئے اور انہیں قیامت تک ایک دوسری کو ہدیہ میں دیتی رہیں گی۔(الریاض النضرۃ ۲۴۲/۲، الحاوی ۴۵/۲)

حدیث نمبر۴:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نکاح کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ کے دائیں جانب حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور آپ کے بائیں جانب حضرت میکائیل علیہ السلام تھے اور پیچھے ستر ہزار فرشتے تھے اور وہ فرشتے طلوع فجر تک خداتعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کرتے رہے۔(تاریخ بغداد ۷/۵)

فضائل

حدیث نمبرا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا سَمَّیتُ ابْنَتِی فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا وَمُحِبِّیهَا عَنِ النَّارِ۔

میں نے اپنی بیٹی فاطمہ کا یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ خدا نے اس کو اور اس کے محبوں کو دوزخ سے آزاد کر دیا۔ (الصواعق المحرقہ ۱۵۱)

حدیث نمبر۲:

حضرت عمر بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اے بیٹی کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہے سیدہ نے عرض کی ابا جان مریم بنت عمران علیہا السلام بھی تو ہیں فرمایا وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہے اور تو اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہے اور خدا کی قسم تمہارا شوہر دنیا و آخرت میں سردار ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۲/۴۲)

حدیث نمبر۳:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کو تشریف لے جاتے تو سب کے بعد اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔ (المستدرک ۳/۱۵۶)

حدیث نمبر۴:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو بیٹھنے اٹھنے چلنے پھرنے حسن خلق اور گفتگو میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت

فاطمہ بنت رسول رضی اللہ عنہا سے زیادہ مشابہ ہو آپ فرماتی ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور ان کو چومتے اور اپنی جگہ پر پیار ومحبت سے بٹھاتے۔اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتیں اور ادب واحترام سے اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔(المستدرک ۳/۱۶۰)

حدیث نمبر ۵:

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں تم سے افضل ہوں اس لئے کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جگر پارہ ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دنیا میں ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہہ رہی ہو اور آخرت میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گی۔ یہ حیثیت زوجہ ایک تو آپ کی دائمی معیت دوسرے وہی درجہ جس میں آپ ہوں گے یہ دونوں باتیں مجھے حاصل ہوں گی کیونکہ تم علی کے ساتھ ہوگی اور جنت میں برتر ہونا دلیل افضلیت ہے یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوگئیں اور سیدہ کے سر کو چوم کر کہنے لگیں کاش میں تمہارے سر کا ایک بال ہی ہوتی۔

(نزہۃ المجالس ۲/۱۷۶)

اے نشان روئے احمد روئے تو
من کجا باشم ہمسر موئے تو

حدیث نمبر ۶:

جب یہ آیت نازل ہوئی وان منکم الا واردھا ہر انسان کو جہنم کے اوپر سے گزرنا پڑے گا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فکر امت میں بہت رونے لگے آپ کی

یہ حالت دیکھ کر صحابہ کرام بھی رونے لگے لیکن کسی کو آپ کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا چونکہ حضور انتہائی غم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر خوش ہو جاتے اور آپ کا سب رنج وغم دور ہو جاتا تھا اس لئے صحابہ نے یہ تجویز کی کہ سیدہ کو کسی طرح بلایا جائے چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ گئے اور تمام ماجرا عرض کر کے خواہش ظاہر کی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے چلیں خاتون جنت نے اس وقت اٹھ کر ایک کمبل اوڑھا جس کو بارہ پیوند لگے ہوئے تھے اور چلیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے دل میں ایک درد سا اٹھا اور میں روتے ہوئے دل میں کہتے جا رہا تھا کہ کفار کی بیٹیاں تو زریں لباس پہنیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے لباس میں اتنے پیوند لگے ہیں جب دربار رسالت میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگ گئیں اور روتے ہوئے کہا ابا جان آپ کو کس بات نے رولا دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیت پڑھ کر سنائی جو نازل ہوئی تھی سیدہ سنتے ہی خوف خدا سے اور زیادہ رونے لگیں اور روتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یا شیخ المہاجرین اللہ نے اپنی نبی پر یہ آیت نازل کی ہے۔ وان منکم الا واردھا تو کیا آپ امت کے بوڑھوں پر فدا ہو سکتے ہیں انہوں نے کہا ہاں پھر آپنے علی سے فرمایا کیا تم امت کے نوجوانوں پر فدا ہوتے ہیں انہوں نے کہا ہاں پھر آپ نے حسن اور حسین سے فرمایا کیا تم امت کے بچوں پر قربان ہو سکتے ہو انہوں نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا میں امت کی عورتوں پر فدا ہوتی ہوں اس وقت جبریل نازل ہوئے اور کہا اے محمد اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے۔

قُلْ لِفَاطِمَةَ لَاتَحْزَنْ فَاِنِّیْ اَفْعَلُ بِاُمَّتِكَ مَاتُحِبُّ فَاطِمَةُ۔

فاطمہ سے فرما دیجئے غم نہ کرو میں تمہاری امت کے ساتھ وہی سلوک

کروں گا جو فاطمہ کی مرضی ہو گی۔ (نزہۃ المجالس ۲/۱۷۴)

گریہ ہائے اوز بالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بداماں نماز
اشک اور برچید جبریل از زمین
ہمچوں شبنم ریخت برعرش بریں

کیا شان ہے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی کو خوش کرنے کے لئے امت مصطفےٰ کے ساتھ وہ سلوک کرے گا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مرضی ہو گی امت خدا پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔

حدیث نمبر ۷:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ہمراہ تھا سیدہ نے اپنے گلے سے سونے کی ایک زنجیر اتاری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا کر عرض کی یہ ابوالحسن نے مجھ کو تحفہ دیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ لوگ کہیں فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں جہنم کی زنجیر ہے یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھے نہیں حضرت نے اس وقت زنجیر کو فروخت کر دیا جو قیمت وصول ہوئی۔ اس سے ایک غلام خرید کر خدا کی راہ میں آزاد کر دیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰی فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے فاطمہ کو جہنم سے نجات دی۔ (المستدرک ۳/۱۵۳)

حدیث نمبر ۸:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کا مہینہ دوپہر کا وقت تھا نہایت شدت کی گرمی پڑ رہی تھی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر حاضر ہوئی دروازہ بند تھا اور چکی کے چلنے کی آواز آرہی تھی میں نے روزن در سے جھانک کر دیکھا کہ سیدہ تو چکی کے پاس زمین پر سو رہی ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے اور پاس ہی حسنین کا گہوارہ خود بخود ہل رہا ہے یہ دیکھ کر میں حیران ہوئی اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا اس شدت کی گرمی میں فاطمہ روزے سے ہے پروردگار نے فاطمہ پر نیند طاری کر دی ہے تاکہ اس کو گرمی کی شدت اور پیاس محسوس نہ ہو اور فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ فاطمہ کے کام سرانجام دیں۔

وہ خاتون جناں معصوم حوریں باندیاں جن کی
ملک جنت سے آکر پیستے تھے چکیاں جن کی

حدیث نمبر ۹:

ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور رضی اللہ عنہا کو ضیافت پر بلایا صحابہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جارہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے قدم گن رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکتے ہوئے فرمایا اے عثمان میرے قدم کیوں گن رہے ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کی تعظیم وتوقیر کے لئے آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کروں گا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت کھانے کے بعد مہمان اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ دعوت کے بعد گھر آئے تو

بہت مغموم تھے خاتون جنت نے وجہ پوچھی کہ آپ حزین وملول کیوں ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا بنت رسول غم کیوں نہ کروں آج عثمان نے صحابہ سمیت حضور ﷺ کی شاندار ضیافت کی ہے انہوں نے حضور کے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے اگر ہمارے پاس بھی عثمان کی طرح مال ہوتا تو ہم بھی ضیافت کرتے اور وہی کچھ کرتے جو عثمان نے کہا ہے بنت رسول نے کہا چھوڑیئے حزن وملال کو اور حضور ﷺ کو کھانے کی دعوت دے آیئے تاکہ آپ اور کے اصحاب کی ویسی ہی دعوت کی جائے جیسے عثمان نے کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن یہ سب کچھ کیسے ہوگا؟ اے بنت رسول کھانا اور مال کہاں سے آئے گا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا سرتاج آپ خدا پوتوکل کیجئے جایئے اور جلد جائیں وہ محبوب کبریا ہیں ان کی برکت سے سب کچھ ہو جائے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسرور ہو گئے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں جا کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ کی لخت جگر نے سلام کہا ہے وہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ویسی دعوت کرنا چاہتی ہے جیسی عثمان نے کی ہے آیئے اور ماحضر تناول فرمائیں یہ سنتے ہی حضور ﷺ اٹھے صحابہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور فاطمہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضور ﷺ تشریف لائے تو بیٹی نے دروازے پر استقبال کیا آپ اصحاب کے ساتھ گھر میں بیٹھ گئے خاتون جنت کا گھر مہمانوں سے بھر گیا سیدہ نے خلوت میں جا کر رب سے مناجات کی۔ میرے رب میرے مولیٰ تو میرے حال سے آگاہ ہے میں نے تیرے محبوب کو گھر میں بلا رکھا ہے تاکہ ان کی ویسی دعوت کروں جیسی عثمان رضی اللہ عنہ نے کی ہے الٰہی تیری باندی میں اتنی استطاعت نہیں میں تیرے فضل وکرم سے بھیک مانگتی ہوں آج میری لاج رکھ لینا مولیٰ مجھے اپنے محبوب کے سامنے شرمندہ نہ کرنا تیری گنہگار کنیز ہوں اپنے محبوب کے صدقے مجھ

پر کرم کر دے۔

مناجات کے بعد سیدہ نے چولہے پر ہنڈیا رکھ دی خود رونے لگیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گریہ خدا کو پسند آ گیا اس نے اپنی قدرت کاملہ سے فاطمہ کی ہنڈیا جنت کے کھانوں سے بھر دی آپ ہنڈیا لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضور نے صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا تمام صحابہ سیر ہو گئے لیکن ہنڈیا جوں کی توں رہی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا تھا جنت سے اللہ نے ہمارے لئے بھیجا تھا صحابہ نے خدا کی حمد وثناء کی اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

دعوت کے بعد سیدہ خلوت میں جا کر پھر رونے لگیں آپ نے رو رو کر خدا سے عرض کی میرے معبود تو جانتا ہے کہ میرے پاس مال نہیں کہ غلام خرید کر آزاد کروں جیسے عثمان نے کیا تھا تیرے فضل وکرم سے امید کرتی ہوں کہ تو اپنے محبوب کے ہر قدم کے عوض امت مصطفٰے کے گناہگاروں کو جہنم سے آزاد فرمادے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مناجات کے بعد حضرت جبریل امین علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گناہگار مرد ایک ہزار گناہگار عورتیں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی جہنم سے آزاد کئے جائیں گے۔ (جامع المعجزات ۳۵۷)

حدیث نمبر ۱۰:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز محشر عرش کے پردے کی اوٹ سے ایک منادی ندا کرے گا۔
اے اہل محشر اپنے سروں کو جھکا لو، نگاہیں نیچی کر لو حتیٰ کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پل صراط سے گزر جائیں چنانچہ آپ ستر ہزار حوروں کے ساتھ بجلی کی طرح گزر جائیں گی۔ (الصواعق المحرقہ ۱۹۰)

حدیث نمبر ۱۱:

ایک مرتبہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر فروخت کرنے نکلے تا کہ اس سے گھر کے نان ونفقہ کا انتظام کیا جائے آپ نے اس چادر کو چھ درہم میں فروخت کیا ایک سائل آیا آپ نے وہ درہم اس کو عطا فرما دیئے حضرت جبریل امین علیہ السلام ایک دیہاتی کی شکل میں آئے اور آپ کے پاس ایک اونٹنی ہے جبریل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی یہ اونٹنی خرید لو آپ نے فرمایا میرے پاس تو اس کی قیمت نہیں فرمایا ادھار خرید لو آپ نے ادھار لے لی ایک سو درہم میں پھر راستے میں میکائیل سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا اے علی کیا یہ اونٹنی فروخت کرو گے فرمایا ہاں میں نے یہ اونٹنی سو درہم میں خریدی ہے میکائیل نے کہا میں آپ کو ساٹھ درہم نفع دیتا ہوں آپ نے فروخت کر دی پھر جبریل سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا تم نے اونٹنی فروخت کر دی ہے میرا قرض واپس کر دو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سو درہم دے دیئے اور ساٹھ درہم کے ساتھ واپس آ گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ درہم کہاں سے آئے کہا میں نے چھ درہم کے ساتھ اللہ کے ساتھ تجارت کی اللہ نے مجھے ساٹھ درہم عطا فرما دیئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا اونٹنی فروخت کرنے والا جبریل تھا اور اونٹنی خریدنے والا میکائیل تھا اور وہ اونٹنی وہ تھی جس پر قیامت کے دن فاطمہ سوار ہوگی۔ (الحاوی للفتاوی ۲/۳۴)

کیا شان ہے بنت رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہی وجہ ہے کہ شاعر

مشرق علامہ اقبال مرحوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے رطب اللسان ہیں۔

رشتہ آئین حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفٰے است
ورنہ گرد تربتش گردیدے
سجدہ ہا برخاک اوپاشیدے
مزرع تسلیم راہ حاصل بتول
مادراں را اسوۂ کامل بتول

گھریلو زندگی

حدیث نمبرا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا پانی بھرتے بھرتے میرے سینے میں درد ہونے لگ گیا ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے قیدی تمہارے باپ نبی کریم کے پاس بھیج دیئے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا چکی پیتے پیتے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر گھریلو کام کاج کے لئے کوئی نوکر مانگ لاؤ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کا سبب پوچھا عرض کی سلام کرنے حاضر ہوئی اور مزید کچھ نہ کہا واپس آ گئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا بنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں نے کچھ عرض نہیں کیا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مشکلات گوش گزار کیں آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں تمہیں نوکر نہیں دے

سکتا جبکہ اہل صفہ بھوک میں مبتلا ہیں میں انہیں کیا کھلاؤں ان غلاموں کو فروخت کر کے اہل صفہ کی کفالت کروں گا۔ میاں بیوی گھر تشریف لائے تو حضور ﷺ بھی ان کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ دونوں نے ایک چادر اوڑھ رکھی ہے حضور ﷺ کو آتا دیکھ کر استقبال کے لئے دونوں کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا جو کچھ تم مانگتے ہو اس سے بہتر چیز تمہیں عطا نہ کر دوں عرض کی کیوں نہیں فرمایا تم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمدللہ دس مرتبہ اللہ اکبر کا ورد کیا کرو اور رات سوتے وقت سبحان اللہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے حضور ﷺ نے یہ وظیفہ بتایا اس میں کبھی ناغہ نہ ہوا۔ (مدارج النبوت ۲/۴۶۱)

حدیث نمبر ۲:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارے پاس کوئی بچھونا تک نہیں سوائے ایک مینڈھے کی کھال کے جس پر ہم رات کو سوتے ہیں اور دن کو اسی میں اپنے اونٹ کو چارہ ڈالتے ہیں آپ نے فرمایا بیٹی صبر کرو موسیٰ بن عمران نے اپنے بیوی کے ساتھ دس سال اسی طرح گزارے تھے کہ ان کے واسطے کوئی بچھونا نہ تھا سوائے ایک چھوٹی سی چادر کے۔ (زرقانی شریف)

حدیث نمبر ۳:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ صبح کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا دروازہ پر پہنچ کر آپ نے فرمایا بیٹی السلام علیکم ایک شخص میرے ساتھ

ہے ہم اندر آ جائیں سیدہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے جسم پر سوائے ایک پرانی کملی کے اور کوئی کپڑا نہیں اور اس سے سارا بدن نہیں چھپتا آپ نے اپنی پرانی چادر ان کی طرف پھینک دی جس سے انہوں نے اپنا بدن چھپایا پھر آپ اندر تشریف لے گئے فرمایا بیٹی کیا حال ہے عرض کی ابا جان کل سے کچھ نہیں کھایا فاقہ سے ہوں بھوک نے بہت تنگ کیا ہے یہ سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا بیٹی تین دن سے میں نے کچھ نہیں کھایا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کے نزدیک تجھ سے زیادہ مکرم ہوں اگر میں اس سے سوال کروں تو وہ مجھے ضرور کھلائے لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے کر خود فقر و فاقہ کیا ہے پھر آپ نے اپنا دست مبارک سیدہ کے کندھے پر رکھ کر فرمایا بیٹی تم خوش رہو کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور تیرا نکاح میں نے اس سے کیا ہے جو دنیا اور آخرت میں سردار ہیں اپنے شوہر کے ساتھ قناعت اختیار کرو۔ (نزہۃ المجالس ۲/۱۷۵)

تقابلی جائزہ

نمبر۱:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَامَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

جب زکریا ان کے پاس ان کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بیشک اللہ جسے چاہے بغیر حساب دیتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسم پھل

آتا تھا اور یہ پھل حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے لئے جنت سے آتا تھا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی جنتی پھل آیا چنانچہ علامہ رھاوی نے لکھا ہے۔

ایک روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی اباجان تین روز سے میں نے حسنین اور علی رضی اللہ عنہ نے کچھ کھایا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔

اے رب محمد فاطمہ بنت محمد کے لئے وہی کچھ بھیج جو مریم بنت عمران کے لئے بھیجا کرتا تھا اس دعا کے بعد آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کمرے میں چلی جاؤ اور حالت رکوع میں خدا کی حمد بیان کرو پھر دیکھنا کیا نظر آتا ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کمرے میں تشریف لے گئیں بعد میں حضرت علی حسنین رضی اللہ عنہ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کمرے میں داخل ہوئے کیا دیکھا کہ ایک فرشتہ انواع واقسام کے پھل سے بھرپور طباق لئے کھڑا ہے جس سے کستوری کی خوشبو پھیل رہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ وہ سات روز تک اس سے کھاتے رہے لیکن اس میں کوئی کمی نہ ہوئی ایک دن حسن گھر سے باہر نکلے ان کے ہاتھ میں جنت کا پھل تھا ایک یہودی عورت اس کی خوشبو سونگھ کر کہنے لگی کہ اہلبیت والے میں سخت بھوکی ہوں یہ پھل مجھے دے دو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وہ پھل اس یہودی عورت کو دے دیا اس یہودی عورت کا پھل کو ہاتھ لگانا تھا کہ سارا پھل غائب ہو گیا اس پر حضور نے فرمایا قسم ہے اللہ کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے اگر تم اسے چھپائے رکھتے تو زندگی بھر کھاتے رہتے۔ (جامع المعجزات ۱۲۳)

نمبر۲:

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے ساتھ اللہ کے فرشتوں نے کلام کیا ہے چنانچہ خدا

تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَامَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ۔

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے چن لیا ہے اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔

اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وہ ہیں کہ آپ سے ملک الموت نے کلام کیا ہے چنانچہ شیخ محقق نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن آیا تو اللہ تعالیٰ نے عزرائیل سے فرمایا زمین پر میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور بغیر اجازت ان کے ہاں داخل نہ ہونا اور بے اجازت ان کی روح قبض نہ کرنا بس ملک الموت ایک اعرابی کی صورت میں حضور کے دروازے پر آیا اور کہا السلام علیکم اہل البیت مجھے اجازت دو کہ میں تم پر خدا کی رحمت نازل کروں اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے تشریف فرما تھیں انہوں نے جواب دیا کہ پیغمبر کی طبیعت ناساز ہے لہٰذا اس وقت ملاقات نہیں ہوسکتی ملک الموت نے دوبارہ اجازت طلب کی وہی جواب سنا تیسری مرتبہ اجازت طلب کی اور اس مرتبہ بلند آواز سے اجازت طلب کی اس آواز سے گھر کا ہر فرد لرزہ براندام ہوگیا اسی اثنا میں حضور کو ذرا ہوش آیا اور آپ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہورہا ہے ساری صورت حال آپ کے سامنے بیان کردی گئی آپ نے فرمایا فاطمہ جانتی ہو یہ کون ہے یہ لذات وشہوات کو قطع کرنے والا جماعتوں کو جدا کرنے والا عورتوں کو بیوہ کرنے والا اور بچوں کو یتیم کرنے والا ملک الموت ہے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ سنا تو گریہ وزاری شروع کردی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی روؤ نہیں تمہارے رونے سے

عرش اٹھانے والے فرشتے بھی رو رہے ہیں پھر اپنے ہاتھوں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اشک شوئی فرمائی اور آپ کو بشارت دی کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تو آ کر مجھ سے ملے گی اور تو جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ پھر فرمایا فاطمہ اپنے فرزندوں کو بلاؤ آپ نے حسنین کریمین کو آپ کی بارگاہ میں پیش کیا انہوں نے جب اپنے نانا کو شدید درد وکرب میں مبتلا دیکھا تو رونا شروع کر دیا اور ان کے رونے سے گھر کا ہر فرد رونے لگا۔

(طبرانی کبیر ۳/۶۲، مدارج النبوت ۲/۵۵۳)

جد محبوب پیارے وچھڑن کون رووے مڑ تھوڑا
سب روگاں دا روگ محمد جس دا نام وچھوڑا

نمبر ۳:

حضرت مریم رضی اللہ عنہا وہ ہیں کہ ان سے حضرت جبریل علیہ السلام نے کلام کیا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے۔

فَاَرْسَلْنَا اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا۔

تو اس کی طرف ہم نے روح امین کو بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

اس وقت حضرت مریم غسل خانے میں تھیں غسل کر کے کپڑے پہن چکی تھیں آپ نے ایک غیر محرم کو دیکھ کر کہا اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں تو جبریل نے کہا:

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا۔

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے میں ایک ستھرا بیٹا دوں

اگر حضرت مریم کے ساتھ جبریل نے کلام کیا ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

کے ساتھ بھی جبریل علیہ السلام نے کلام کیا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور امام حسین بیمار ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ساتھ لے کر بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے ایک صحابہ نے حضرت علی سے کہا تمہارے فرزند بیمار ہیں تم اللہ کے لئے کوئی نذر مانو چنانچہ تین تین روزے حضرت علی حضرت فاطمہ اور انکی کنیز فضہ نے اپنے اوپر مقرر کئے دونوں شہزادے اللہ کے فضل سے صحتیاب ہو گئے تینوں نے روزے رکھے جس دن روزہ رکھا اس دن گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا آپ شمعون یہودی کے پاس گئے اور بارہ سیر جو بطور قرض لائے سیدہ نے اس میں سے چار سیر جو چکی میں پیسے اور گھر کے پانچ آدمیوں کے حساب سے شام کو روٹیاں پکائیں اور افطاری کے وقت لاکر سامنے رکھیں ابھی لقمہ لے کر منہ میں نہ ڈالا تھا کہ دروازے پر آکر ایک فقیر نے سوال کیا سلامتی ہو تم پر اے اہل بیت رسول ایک مسکین مسلمان تمہارے دروازے پر آیا ہے اور اس کے گھر میں پانچ آدمی بھوکے ہیں ان کو کھلاؤ اللہ تمہیں جنت کے خوانوں پر کھلائے گا یہ سن کر ان مقدس حضرات نے وہ روٹیاں اس مسکین کے حوالے کر دیں اور خود پانی پی کر سو رہے دوسرے روز پھر روزہ رکھا اسی طرح چار سیر جو پیس کر شام کو روٹیاں تیار کیں افطار کے وقت ایک یتیم آ گیا وہ روٹیاں اس کو دے دیں اور پانی پی کر تیرے روز کا روزہ رکھ لیا تیسرے دن ایک قیدی آ گیا یہ روٹیاں اس کو دے دیں چوتھے روز صبح کو اٹھے تو شدت بھوک اور ضعف سے ہلنے کی طاقت نہ تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حسنین کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے اس وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی یہ حالت دیکھی تو بے قرار ہو گئے اور رونے لگے آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اس

وقت جبریل ان کی شان میں قرآن لے کر آئے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۔

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو۔

شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں مسکین یتیم اور اسیر کی شکل بنا کر آنے والا جبریک تھا جو اہلبیت کا امتحان لینے آتا رہا معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ کا دروازہ وہ ہے جس دروازے پر جبریل بھی مسکین بن کر آتے ہیں۔

(۲/۳۸۱عزیزی)

علامہ اقبال نے تقابلی جائزے کے طور پر یہ اشعار لکھے ہیں:

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز

از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نورچشم رحمۃ للعالمین

آں امام اولین وآخرین

بانوئے آں تاجدار ھل اتٰی

مرتضٰی مشکل کشا شیر خدا

مادر آں مرکز پر کار عشق

مادر آں قافلہ سالار عشق

وفات

حدیث نمبرا:

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج آپ کے پاس جمع تھیں اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں انہیں دیکھ کر

آپ نے مرحبا کہا اور فرمایا اے میری بیٹی مرحبا پھر انہیں اپنے دائیں جانب بٹھایا اور ان سے سرگوشی کی جسے سن کر وہ رونے لگیں جب آپ نے ان کی بے قراری دیکھی تو دوبارہ سرگوشی کی جس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں جب رسول خدا اٹھے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول پاک نے آپ سے کیا فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں آپ کا راز فاش کیوں کروں جب آپ کا وصال ہو گیا میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا میرا آپ پر جو حق ہے اس کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں مجھے بتائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا کہا تھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں اب بتا دیتی ہوں پہلی بار جب آپ نے سرگوشی کی تو یہ خبر دی کہ جبریل ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن کا دور کرتے تھے اس مرتبہ انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے گمان یہی ہے کہ اب میرا وقت آ گیا ہے تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارا اچھا پیش رو ہوں اس بات پر میں رونے لگی پھر جب آپ نے میری بے قراری دیکھی تو دوبارہ سرگوشی فرمائی اور فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس بات پر ہنس پڑی۔ (مسلم شریف ۲/۲۹۰)

حدیث نمبر۲:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت ہوا تو آپ نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا میں اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ میرا جنازہ کھلا لے جایا جائے جس طرح کہ عام طور پر میت پر صرف ایک چادر ڈال دی جاتی ہے حضرت اسماء نے کہا اے رسول کی صاحبزادی میں نے حبشہ کے علاقہ میں یہ طریقہ دیکھا ہے جنازہ کی چارپائی پر درخت کی شاخیں لگا کر ان پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے بے حد پسند کیا اور وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہو جائے تو علی اور تم مجھے غسل دینا چنانچہ ایسے ہی کیا گیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جن کے جنازے کو پردہ لگایا گیا۔ (اسد الغابہ ۵/۵۲۴)

حدیث نمبر ۳:

طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدہ نے اپنی وفات کے دن بہت اچھی طرح غسل کیا نئے کپڑے پہنے پھر فرمایا میری چارپائی کو صحن کے درمیان رکھ دو آپ اس پر قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں اور فرمایا ابھی تھوڑی دیر کے بعد میری روح پرواز کرنے والی ہے میں نے غسل کر لیا ہے اب کوئی میرے جسم کو ننگا نہ کرے۔
(طبقات ابن سعد ۸/۲۸)

حدیث نمبر ۴:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مرض وفات میں مبتلا ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے فاطمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ علی آپ کے دیدار کے لئے بیقرار ہے خاتون جنت نے کہا میری وصیت بھی یاد رکھئے گا میرا وصال ہو جائے تو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنا کر مجھے خود دفن فرمائیں غریب اور یتیم کو دیکھیں تو میری یتیمی اور غربت یاد کر لیجئے گا میری موت کے بعد آہ وفغان نہ ہونے پائے حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کا خیال رکھئے گا آپ وصیت فرما رہی تھیں کہ ایک دم بولیں ابا جان تشریف لے آئے ہیں آسمان سے فرشتے آ رہے ہیں اور عزرائیل بھی آ چکے ہیں پھر سیدہ نے کہا جب مجھے دفن کرنے لگیں تو فلاں جگہ حریر کا ٹکڑا ہے اسے میرے کفن میں رکھ دیجئے گا لیکن اسے کھول کر پڑھنا نہیں حضرت علی نے سن کر کہا اے فاطمہ تجھے حرمت رسول کا واسطہ بتاؤ کہ حریر میں کیا ہے سیدہ

نے فرمایا جب میرے نکاح کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا تھا تو میں نے کہا تھا کہ نکاح پر تو میں رضامند ہوں لیکن مہر پر نہیں اسی وقت جبریل نے آ کر کہا تھا اللہ نے امت عاصی کی مغفرت فاطمہ کا مہر مقرر کر دیا ہے حریر میں یہی لکھا ہے۔

(جامع المعجزات ۲۴۹)

فضائل حسنین کریمین

حدیث نمبر ۱:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء علیہم السلام کا قیامت کے دن حشر سواریوں پر ہوگا حضرت صالح علیہ السلام اپنی اونٹنی پر سوار ہوں گے اور میں براق پر سوار ہوں گا اور امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہم جنتی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے۔

(طبرانی کبیر ۳/۴۳، مجمع الزوائد ۱۰/۳۳۳، طبرانی صغیر ۲/۱۲۶، المستدرک ۳/۱۵۲)

حدیث نمبر ۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے سنا آپ نے فرمایا امامین کریمین حسنین رضی اللہ عنہم کے بارے میں۔

مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ

جس نے حسن اور حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔ (طبرانی کبیر ۳/۴۸)

حدیث نمبر ۳:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امامین

حسنین رضی اللہ عنہم کے بارے میں جوان سے محبت کرتا ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے اللہ محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے اللہ اسے جناتِ نعیم میں داخل فرمائے گا جو ان دونوں سے عداوت کرتا ہے اس سے میں عداوت رکھتا ہوں اور جس سے میں دشمنی رکھتا ہوں اس سے خدا دشمنی رکھتا ہے اور جس سے خدا دشمنی رکھتا ہے خدا اسے عذاب جہنم میں گرفتار کرے گا اور اس کے لئے ہمیشہ عذاب ہوگا۔

(طبرانی کبیر ۳/۵۰، مجمع الزوائد ۹/۱۸۱)

حدیث نمبر ۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے جب نبی کریم سجدہ کرتے تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر سوار ہو جاتے اور جب آپ اٹھنے لگتے تو دونوں کو آہستہ سے زمین پر بٹھا دیتے پھر جب سجدہ کرتے تو یہ دونوں پھر پشت پر بیٹھ جاتے جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے دونوں کو اپنی رانوں پر بٹھا لیا میں نے عرض کی یارسول اللہ میں ان دونوں کو لے جاؤں فرمایا نہیں ایک روشنی ظاہر ہوئی آپ نے دونوں سے فرمایا اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ وہ دونوں اس روشنی میں چلتے گئے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ (طبرانی کبیر ۳/۵۱، المستدرک ۳/۱۶۷، بزار ۲/۲۴۶)

حدیث نمبر ۵:

حضرت عمران بن سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ مِنْ اَسْمَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَمْ يَكُوْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں زمانہ جاہلیت میں یہ نام کسی کے

نہ تھے۔(اسد الغابہ ۲/۱۸)

اللہ تعالیٰ نے یہ نام چھپائے ہوئے تھے یہاں تک کہ نبی کریم نے اپنے دونوں شہزادوں کے نام حسن اور حسین رکھے۔(تاریخ الخلفاء ۱۸۸)

حدیث نمبر ۶:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

كَانَ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ تَعْوِيْذَانِ فِيْهِمَا زَغَبٌ مِنْ زَغَبِ جَنَاحِ جِبْرِيْلَ۔(خصائص کبریٰ ۲/۲۶۵)

حسنین کریمین نے تعویذ پہن رکھے تھے جن میں جبریل کے شہپر میں سے ایک چھوٹا سا پر تھا۔

حدیث نمبر ۷:

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ امام حسن اور امام حسین جب کعبہ کا طواف کرنے نکلتے تو لوگوں کا اژدھام ہوجاتا اور آپ کے گرد جمع ہوجاتے اور خطرہ پیدا ہوجاتا کہ بھیڑ کی وجہ سے کہیں آپ کچلے نہ جائیں۔(۸/۳۷ البدایہ النھایہ)

حدیث نمبر ۸:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم دونوں شہزادوں کی ولادت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے کانوں میں اذان کہی ہے۔(۳/۳۱ طبرانی کبیر)

حدیث نمبر ۹:

ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم نے ایک بوڑھے آدمی کو دریائے فرات پر وضو کرتے دیکھا اس شخص

نے نہ تو وضو اچھی طرح کیا اور نہ ہی نماز صحیح ادا کی بلکہ جلدی جلدی اختصار سے کام لے کر فارغ ہو گیا حسنین کریمین نے یہ منظر دیکھا تو بڑی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے کہا بڑے میاں ہم نوجوان ہیں جبکہ آپ عمر رسیدہ اور تجربہ کار ہیں آپ کو وضو اور نماز مسائل کا بہتر علم ہوگا ہم آپ کو وضو کر کے اور نماز پڑھ کر دکھاتے ہیں اگر ہمارے طریقہ میں کوئی کوتاہی یا غلطی ہو تو اصلاح کر دیں حسنین کریمین نے اپنے نانا کے طریقے کے مطابق وضو کر کے نماز ادا کی بوڑھے دیہاتی نے دیکھا تو اسے اپنی کوتاہی کا احساس ہوا چنانچہ اس نے توبہ کی اور آئندہ درست نماز پڑھنے لگا۔ (۳۹/۱ مناقب لکردری)

حدیث نمبر ۱۰:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اہل الجنۃ جنت میں قیام پزیر ہو جائیں گے تو جنت خدا کی بارگاہ میں عرض کریگی الٰہی تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے اپنے دو رکنوں میں مزین کریگا خدا فرمائیگا کیا میں نے تجھے حسن اور حسین سے زینت نہیں دی اس پر جنت دلہن کی طرح ناز کرے گی۔ (۲/۲۳۸ تاریخ بغداد) (۲۲۵/۱ طبرانی اوسط)

فضائل امام حسن رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱:

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ایک صاحب نے دیکھ کر کہا

نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَاغُلَامُ اے لڑکے تمہاری سواری کتنی اچھی ہے

نبی کریم نے فرمایا وَنِعْمَ الرَّاکِبُ هُوَ سوار بھی تو بہترین ہے۔
(۲/۲۱۹ ترمذی شریف)

حدیث نمبر ۲:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح بڑے حاضر جواب تھے ایک مرتبہ آپ نے بہت خوبصورت لباس زیب تن فرمایا تھا اور آپ حسین بھی بہت تھے ایک شکستہ حال یہودی نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا ایک بات تو بتائیں آپ کے جدامجد کا فرمان ہے۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ۔

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

مگر یہاں معاملہ اس کی برعکس نظر آرہا ہے آپ مومن ہیں اور میں کافر ہوں دینا میرے لئے قید خانہ اور آپ کے لئے جنت ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اللہ نے میرے لئے جنت میں جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں اگر تو ان کو دیکھ لے تو یقین کرلے کہ ان نعمتوں کی نسبت میں اب قید خانے میں ہوں اسی اگر تو عذاب دیکھ لے جو اللہ نے تیرے لئے مقدر فرمایا ہے تو موجود حالت کو جنت سمجھنے لگے گا۔ (۱۲۰ نورالابصار)

حدیث نمبر ۳:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ بھیجا کرتے تھے ایک مرتبہ کچھ تاخیر ہوگی آپ نے یاد دہانی کے لئے خط لکھنا چاہا مگر پھر رک گئے رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے پوچھا حسن کیا حال

ہے آپ نے تنگ دستی کی شکایت کی حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اپنے جیسی مخلوق سے مدد مانگنے کے لئے خط تحریر کرنے کا ارادہ کیا تمہیں بارگاہ الٰہی سے مانگنا چاہئے تھا آپ نے فرمایا یہ دعا:

اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِيْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِيْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَيْهِ رَغْبَتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْئَلَتِيْ وَلَمْ يَجْرِ عَلٰى لِسَانِيْ مِمَّا اَعْطَيْتَ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مِنَ الْيَقِيْنِ فَخَصِّنِيْ بِهٖ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ ورد شروع کیا ابھی ہفتہ ہی گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ کی بجائے پندرہ لاکھ درہم بھجوائے آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا وہ کریم دعا کرنے والوں کو مایوس نہیں کرتا۔ خواب میں پھر حضور ﷺ کی زیارت ہوئی پوچھا کیا حال ہے عرض کی اچھا ہے آپ نے فرمایا بیٹا جو شخص اپنے خالق سے مانگتا ہے اور مخلوق سے امید نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اس پر ایسا ہی فضل فرماتا ہے۔ (۱۴۷ تاریخ الخلفاء)

نوٹ:

جو شخص اس دعا کو روزانہ تہجد کے بعد پڑھے گا خدا تعالیٰ اپنے فضل کرم سے اپنے خزانہ غیب سے اسکی امداد فرمائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ

حدیث نمبرا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں نے ان کانوں سے سنا اور ان آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا انہوں نے اپنے دونوں قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر رکھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر چڑھو وہ چڑھتے گئے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر رکھ دیئے پھر فرمایا نیچے اترو وہ اترے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چوما اور پھر دعا مانگی الہٰی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

(طبرانی کبیر ۳/۴۹)(۹/۱۷۶ مجمع الزوائد)(ابن ابی شیبہ ۱۲/۱۰۱)(۲/۳۵ حلیۃ الاولیاء)

حدیث نمبر۲:

شداد بن الھاد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور امام حسین کو اٹھائے ہوئے تھے رسول خدا نے امام حسین کو اپنے دائیں پاؤں کے قریب بٹھا کر نماز پڑھانی شروع کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبا سجدہ کیا میرے باپ کہتے ہیں میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہیں اور امام حسین آپکی پشت پر بیٹھے ہوئے ہیں میں پھر سجدے میں چلا گیا جب نماز ختم ہوئی تو لوگوں نے حضور سے پوچھا کیا کسی بات کا حکم ہوا تھا یا وحی کا نزول ہو رہا تھا آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے کوئی بات نہ تھی بلکہ میری پشت پر حسین بٹھا تھا میرا بیٹا میں نے جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا

میں نے چاہا کہ وہ جی بھر کر اپنی مرضی پوری کر لے (۲۶۳/۲ سنن کبریٰ)

حدیث نمبر ۳:

حضرت امام حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور پیکر حسن و جمال تھے اندھیرے میں بیٹھے ہوتے تو آپکی جبین اقدس اور رخساروں سے روشنی نکلتی تھی جس سے قرب وجوار جگمگا اٹھتے تھے۔ (۸۳۰۴ شواہد النبوت)

حدیث نمبر ۴:

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں زانو پر حضرت حسین کو اور بائیں زانو پر اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو بٹھائے ہوئے تھے حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ دونوں کو یک جا آپ کے پاس رہنے نہیں دیگا ایک کو اپنے پاس بلالے گا آپ کو اختیار ہے جسے چاہیں رکھ لیں آپ نے فرمایا اگر حسین رخصت ہوں تو ان کے فراق میں میرے علاوہ علی اور فاطمہ کو بھی دکھ ہوگا جبکہ ابراہیم کی وفات کا رنج زیادہ تر مجھے ہوگا لہٰذا میں اپنے غم کو ترجیح دیتا ہون اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم کا وصال ہوگیا پھر جب کبھی حسین آپ کی پاس آتے تو آپ انہیں مرحبا کہتے ان کو پیشانی پر بوسہ دیتے اور فرماتے میں نے حسین پر اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کردیا ہے۔

(۳۰۴ شواہد النبوت)

حدیث نمبر ۵:

ایک دن حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کشتی لڑنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے حسن پکڑلو حسین کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بڑے کو کہہ رہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لے

حضور علیہ السلام نے فرمایا جبریل بھی تو حسین ۔۔ کہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو۔
(۳۰۴ شواہد النبوت)

حدیث نمبر ۶:

ایک مرتبہ دونوں بھائی حج کے لئے جا رہے تھے راستے میں ایک بڑھیا نے مہمان نوازی کی طویل عرصہ کے بعد وہ بڑھیا انتہائی فقر وغربت کے عالم میں مدینہ منورہ آئی ایک گلی سے گزر رہی تھی امام حسن نے پہچان لیا اور ایک ہزار بکری اور ایک ہزار درہم عنایت فرمائے اور اپنے غلام کے ساتھ امام حسین کے پاس بھیج دیا آپ نے بھی اس بڑھیا کو پہچان لیا اور اپنے بھائی جان کی طرح ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار درہم عطا کیے۔

یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا
کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا

فلسفہ شہادت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

یا اللہ تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما ان لوگوں کے راستہ کی جن پر تو نے انعام کیا۔

شہادت حسین علیہ السلام تاریخ اسلام کا ایک ایسا زرین اور رنگین ورق ہے جس کے جمال رنگین کی چمک دمک دنیائے اسلام کو ہمیشہ روشن اور تابناک رکھے گی اس میں شک نہیں کہ ہر صاحب کمال کی خوبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے معرض وجود میں آئی مگر اس بارے میں شہادت امام حسین کو ایک ایسی خصوصیت حاصل ہے جو دوسری جگہ نہیں پائی جاتی۔

جس کا مختصر بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کونین کی نعمتوں کو چار نعمتوں میں جمع فرما دیا ہے ہم نماز میں دعا مانگتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

یا اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔

اور جن پر اللہ انعام کیا وہ یہ ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا اور وہ ہیں نبی

صدیق شہید اور صالحین معلوم ہوا ہر وہ چیز جو نعمت کہلانے کی مستحق ہے اس کا تعلق یا نبوت سے ہوگا یا صدیقیت سے یا شہادت سے اور یا صالحیت سے ہوگا جو چیز ان سے الگ ہو وہ اگرچہ بظاہر نعمت نظر آئے لیکن درحقیقت نعمت نہیں رسول خدا ان نعمتوں کے حصول کا ذریعہ اس وقت قرار دیا سکتے ہیں جبکہ ہر نعمت حضور کے دامن رحمت میں موجود ہوا گر کوئی نعمت حضور کے دامن میں نہ ہوتو وہ کسی صورت میں کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی نبوت صدیقیت قطبیت غوثیت اور ولایت جن کو مل رہی ہے یا ملے گی ان کو حضور کے وسیلے سے ملے گی اور انبیاء سابقین سے لے کر قیامت تک جن کو ان میں سے کوئی بھی منصب ملا ہے یا ملے گا وہ سب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے لیکن شہادت بظاہر حضور کو نہیں ملی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اے محبوب تیرا اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا کوئی آپ کو شہید کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا اگر کوئی آپ کو قتل کرنے میں کامیاب ہوجاتا تو خدا کا وعدہ جھوٹا ہوجاتا اور جس کا وعدہ جھوٹا ہوجائے وہ خدا نہیں ہوسکتا اور جو خدا ہوگا اس کا وعدہ جھوٹا نہ ہوگا لہٰذا حضور کا شہید ہونا محال ہے یہی وجہ ہے کہ جن کافروں نے آپ کو جانی نقصان پہنچانا چاہا وہ کامیاب نہ ہوسکے مثال کے طور پر غزوہ غطفان کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا کہ اس غزوہ میں دعثور بن حارث نے اپنی قوم کو جمع کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہا حضور چار سو صحابہ کا لشکر لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکلے جب مقام ذی امر پہنچے وہ دیہاتی لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے اور کثرت سے بارش ہوئی حضور اپنی حاجت کے لئے وہاں سے دور چلے گئے بارش کی وجہ سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے مقام ذی امر کا صحرا آپ کے اور آپ کے صحابہ کے درمیان حائل ہوگیا آپ نے اپنے کپڑے اتار کر ایک درخت پر ڈال دیئے تاکہ خشک ہو جائیں دعثور آپ کو

اکیلا پاکر تلوار لے کر آپ کی طرف آیا آپ درخت کے سایے میں لیٹے ہوئے تھے اس نے تلوار میان سے نکالی اور کہا مجھ سے تمہیں کون بچائے گا آپ نے فرمایا اللہ بچائے گا اس وقت جبریل نے اپنا پر دعشور کے سینے پر مارا اور اس کو پیچھے دھکیل دیا اس کی تلوار گر پڑی رسول خدا نے اس تلوار کو پکڑ لیا اور دعشور سے کہا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں بچا سکتا اور وہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ (خصائص کبریٰ ۱/۵۶۱)

حافظ ابونعیم نے لکھا ہے کہ جب کوئی دشمن نبی کریم کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور نبی پاک کے درمیان پانچ پردے حائل کر دیتا ہے اور وہ پانچ حجابات یہ ہیں، خدا فرماتا ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ .... پہلا حجاب

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں وہ ٹھوڑی تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا...... دوسرا حجاب

اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی۔

وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا...... تیسرا حجاب

اور ان کے پیچھے ایک دیوار۔

فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ...... چوتھا حجاب

انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۔

پانچواں حجاب:

اور جب تو نے قرآن پڑھا تو ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے درمیان ایک پوشیدہ حجاب کر دیا جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کو کوئی شہید کر نہیں سکتا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ شہیدوں کو شہادت کیسے ملی اور شہداء کو یہ نعمت کیسے دستیاب ہوئی دراصل شہادت حسنین کریمین اس شبہ کا حل اور اس سوال کا جواب ہے شہادت کے لئے خلوص نیت کا ہونا ضروری مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے کہ ایک دشمن دکھائی دیا جس کے آگے اس کا گدھا تھ اور اس پر اس کا سامان تھا نبی کریم نے فرمایا کون اس سے لڑے گا ایک آدمی نے کہا میں وہ چلا اور عرض کی اگر میں نے اسے قتل کر دیا تو گدھا اور اس پر جو سامان ہے وہ میرا ہوگا آپ نے فرمایا ہاں تیرا ہوگا وہ گیا اور اس نے لڑائی کی لڑتے ہوئے قتل ہو گیا لوگوں نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کو شہادت کی نعمت سے سرفراز کیا فرمایا نہیں وہ گدھے اور سامان کے لئے لڑا ہے یعنی شہادت کی نیت نہ دی اس لئے شہید نہیں ہوا۔

(سنن سعید بن منصور ۲/۱۴۲)

معلوم ہوا کہ شہادت کے لئے خلوص نیت کا ہونا ضروری ہے اور یہ خلوص نیت ہمارے نبی کریم میں موجود تھا چنانچہ بخاری شریف میں حدیث ہے سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلَ

قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری یہ تمنا ہے کہ میں

اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

جس آدمی کے دل میں خدا کی راہ میں شہید ہونے کی تمنا نہ ہو وہ اگر میدان کارزار میں کافروں کے ہاتھ سے مارا بھی جائے تو خدا کے نزدیک وہ شہید نہیں اگرچہ لوگوں کی نظر میں وہ شہید ہوگا اور جس کے دل میں کلمۃ اللہ کو بلند کرتے ہوئے خدا کی راہ میں شہید اور مقتول ہونے کی محبت اور خواہش ہے وہ اللہ کے نزدیک شہید ہے اگرچہ وہ بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے کیونکہ حدیث میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ۔

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ شہادت کی دو اقسام ہیں۔ شہادت جہری اور شہادت سری

شہادت جہری کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے آلہ جارحہ سے زخمی ہونا۔ جسم کا کوئی حصہ الگ ہونا۔ خون کا بہنا اور راہ خدا میں مقتول ہو کر جاں بحق ہونا۔

شہادت جہری کی ظاہری صورت بھی ہمارے نبی کریم میں ثابت ہے اور وہ اس طرح کہ جنگ احد میں جسم مبارک زخمی ہوا اور جسم اقدس سے خون بھی جاری ہوا اور جسم مبارک کا ایک نورانی جزو بھی علیحدہ ہوا لیکن ایسا جزو کہ جس کے الگ ہونے سے ذات مقدسہ میں کوئی عیب نہیں آیا ظاہر ہے اگر ناک کان آنکھ ہاتھ پاؤں وغیرہ کٹ جائے تو جسم میں عیب آجاتا ہے حضور کا نام ہے محمد ﷺ جس کا معنی ہے بہت تعریف کیا ہوا یعنی بے عیب کیونکہ عیب کی مذمت کی جاتی ہے اس لئے مشیت ایزدی کا تقاضا یہ ہوا کہ آپ کے جسم کا ایسا جزو الگ ہو جس

سے کوئی عیب پیدا نہ ہو چنانچہ جنگ احد میں آپ کے دانت کا ایک کنارہ الگ ہوا جس کی کی وجہ سے آپ کی نوری شعاعیں اور بھی تیز ہو گئیں جیسے سچے موتی کا ایک کنارہ گر جائے تو اس جگہ کی چمک اور زیادہ ہو جاتی ہے اسی طرح نبی کریم کے دندان مبارک جس کی چمک سے ظلمت سب میں اجالا ہو جاتا تھا ایک کنارہ گر جانے سے بجائے عیب دار ہونے کے اور زیادہ چمکدار ہو گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ دندان مبارک جڑ سے اکھڑ گیا یہ غلط ہے صحیح یہ ہے دندان مبارک جڑ سے نہیں ٹوٹا علاوہ ازیں دانت کا جڑ سے الگ ہونا حسن وخوبی کے خلاف تھا اس لئے محمدیت کا تقاضا یہ تھا کہ صرف کنارا گر جائے اور دندان مبارک اپنی جگہ بدستور قائم رہے۔

غرضیکہ شہادت جہری کے چار اجزاء میں تین پائے گئے جسم کا زخمی ہونا جسم سے خون نکلنا جزو لطیف بدن سے جدا ہونا اب اگر چوتھا جزو جسم سے روح کا پرواز کرنا بھی پایا جاتا تو خدا کا وعدہ جھوٹا ہو جاتا خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ تیرا اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا اور وعدہ الٰہی کا غلط ہونا محال ہے لہٰذا اللہ نے اپنے حبیب کو چوتھے جزو سے بچا لیا اور چار میں سے تین جزو آپ کو عطا فرما دیئے بنا بریں اگر یوں کہہ دیا جائے لِلْاَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ اکثر اجزاء کے لئے کل اجزا کا حکم ہے لہٰذا حکماً حضور کی ذات میں تمام اجزاء پائے گئے ان اجزاء کا پایا جانا شہادت جہری کی صورت کا پایا جانا قرار پایا۔

شہادت سری یہ ہے کہ دشمن زہر کھلا دے پانی میں ڈوب کر آگ میں جل کر یا عمارت کے نیچے دب کر موت واقع ہو جائے مقتول فی سبیل اللہ ہونے کی محبت وخواہش شہادت جہری اور شہادت سری دونوں کو شامل ہے اسلئے شہادت کی دونوں قسموں کا وجود نبی کریم کی ذات میں ثابت ہے۔

شہادت سری کی ظاہر صورت:

شہادت سری کی ظاہری صورت یہ ہے کہ نبی کریم خیبر کے مقام پر تشریف لے گئے وہاں زینب نامی ایک یہودی عورت نے بکری کا گوشت پکا کر اس میں مہلک زہر ملا دیا اور حضور کی بارگاہ میں پیش کر کے عرض کی میں نے منت مانی تھی کہ جب آپ ہمارے علاقے میں تشریف لائیں گے تو میں بکری کے گوشت سے آپ کی ضیافت کروں گی لہٰذا یہ بکری کا گوشت حاضر ہے تناول فرمائیں آپ نے ایک لقمہ لیا تو بکری کے شانے سے آواز آئی یارسول اللہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے آپ تناول نہ فرمائیں حضور نے پھر اس سے نہ کھایا ایک صحابی زہر آلود شانہ کھانے کی وجہ سے اسی وقت شہید ہو گئے اس میں شک نہیں کہ آپ نے زہر آلود لقمہ کھایا اور اس کا اثر جسم میں آیا بلکہ اس کا اثر ہمیشہ باقی رہا لیکن اسکے کھانے سے وفات نہیں ہوئی اس لئے کہ خدا نے آپ سے وعدہ کیا ہے

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور تیرا اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔

لہٰذا حضور زندہ وسلامت رہے لیکن اس زہر آلود لقمہ سے اللہ کی حکمت پوری ہوگئی کہ آپ میں شہادت سری کی ظاہری صورت پیدا ہوگئی۔

اعتراض:

خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو علم مَاكَانَ وَمَا يَكُوْنَ عطا فرمایا ہے لہٰذا آپ کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اس بکری کے گوشت میں زہر ملا ہوا ہے لیکن زہر کا علم نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا نے آپ کو علم غیب عطا نہیں فرمایا اور اگر علم کے باوجود کھایا ہے تو یہ خودکشی کے مترادف ہے اور خودکشی حرام ہے اور نبی کا دامن حرام سے پاک ہوتا ہے۔

الجواب:

حضور کو اس بات کا علم تھا کہ اس بکری کے گوشت میں زہر ملا ہوا ہے لیکن اس علم کی طرف توجہ نہ تھی اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ علم ہوتا ہے لیکن اس علم کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے اس کی ایک مثال قرآن سے اور ایک مثال حدیث سے دی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن کی مثال:

جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام دونوں جنت میں تھے تو خدا نے ان دونوں پر ایک پابندی لگا دی اور وہ یہ کہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

اس آیت کی رو سے حضرت آدم علیہ السلام کو علم تھا کہ اس درخت کے قریب نہیں جانا لیکن اس کے باوجود اس درخت کے قریب گئے اور اس کا پھل آپ نے توڑ کر کھایا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ خدا نے آپکی توجہ علم سے ہٹا کر اپنے حسن و جمال کی طرف مبذول کر لی تا کہ اس شجر ممنوعہ کا پھل توڑ کر کھالیں اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ہمیشہ جنت میں رہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تھا۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں اور جنت میں ہمیشگی سے خدا کا وعدہ جھوٹا ہو جاتا اور خدا کا وعدہ جھوٹا ہونا محال ہے لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام کی توجہ علم سے ہٹا لی گی تا کہ اس درت کا پھل کھا کر جنت سے نکل کر زمین پر آ جائیں تا کہ خدا کا وعدہ سچا

ہو جائے۔

حدیث کی مثال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا جب غزوہ خیبر سے واپس ہوئے تو رات کو سفر کیا جب رات کے آخری حصے میں آپ کو اونگھ آنے لگی تو آپ آرام کے لئے اترے اور بلال سے فرمایا تم ہماری حفاظت کرو جب صبح ہو جائے تو جگا دینا بلال نوافل پڑھنے میں مصروف ہوئے اور جتنی نماز ممکن تھی پڑھی، اور رسول خدا اور اصحاب سو گئے جب فجر کا وقت قریب آ گیا تو بلال نے اپنی سواری کا سہارا لیا اور مشرق کی جانب منہ کر لیا تاکہ روشنی نمودار ہو جائے تو حضور کو جگا دیں لیکن بلال کی آنکھوں میں نیند بھر گئی اور وہ اونٹ سے کمر لگائے سو گئے پس نہ تو بلال کی آنکھ کھلی اور نہ حضور اور صحابہ میں کسی کی آنکھ کھلی یہاں تک کہ دھوپ کی حرارت پہنچی اور سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی آپ نے گھبرا کر فرمایا اے بلال کیا ہو گیا عرض کی یا رسول اللہ نیند غالب آ گئی آپ نے فرمایا یہاں سے جلدی نکل چلو چنانچہ وہاں سے اونٹوں کو تھوڑی دور آگے لے گئے پھر وضو کیا بلال نے اذان کہی پھر حضور نے نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھا چکے تو فرمایا جو شخص بھول جائے نماز کو اس کو چاہیے جب یاد آ جائے تو اس وقت پڑھ لے کیونکہ خدا نے فرمایا واقم الصلوٰۃ لذکری میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

(مشکوٰۃ ۱/۱۴۸)

امام مالک نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز قضا کرنے کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے سامنے بلال کے سو جانے کی وجہ بیان فرمائی کہ بلال نماز کے اندر مصروف تھا اس وقت شیطان

اس کے پاس آیا اور انہیں سلا دیا اور پھر ان کو تھپکیاں دیتا رہا جیسے کہ بچے کے سلانے کے لئے تھپکیاں دی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ گہری نیند سو گئے پھر نبی کریم نے بلال کو بلالیا تا کہ وہ اپنی زبانی اپنا عذر بیان کریں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ بیان کیا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس معجزہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ (موطا امام مالک)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طلوع فجر کا علم تھا اسکی دلیل یہ ہے کہ آپ شیطان کا آنا اس کا بلال کو سلانا تھپکیاں دینا یہ سب ملاحظہ فرما رہے تھے لہٰذا فجر کا وقت آپ پر مخفی نہیں رہ سکتا لیکن اللہ نے آپ کی توجہ ادھر سے ہٹالی اور اپنے حسن و جمال کی طرف مبذول کر دی اور اس میں حکمت یہ تھی کہ نماز قضا ہو جائے تو حضور اپنے صحابہ کو تعلیم دیں کہ قضا نماز اس طرح پڑھی جاتی اگر حضور کی نماز قضا نہ ہوتی تو امت کی قضا نمازوں کی کسی کے دامن میں پناہ ملتی۔

پس ثابت ہوا کہ بعض اوقات علم ہوتا ہے لیکن علم کی طرف توجہ نہیں ہوتی حضور کو علم تھا اس بکری کے گوشت میں زہر ملا ہوا ہے لیکن اس طرف سے خدا نے حضور کی توجہ کو ہٹالیا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ زہر آلود لقمہ کھالیں اور آپ کی ذات میں شہادت سری کا وصف پیدا ہو جائے اور آپ میں شہادت سری کی ظاہری صورت پائی جائے اگر آپ کی توجہ علم کی طرف رہتی آپ وہ لقمہ نہ کھاتے تو شہادت سری کا وصف نہ پیدا ہوتا اور یہ کمی باقی رہ جاتی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کے کسی وصف میں کوئی کمی رہ جائے۔

امامین حسنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے

یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ خراسان میں رہتے تھے اور وہاں کے لوگوں سے بیان کرتے تھے کہ حضرات حسنین کریمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں اس واقعہ کو اتنی شہرت ہوئی کہ عراق میں حجاج کو معلوم ہوا تو اس نے خراسان کے گورنر قتیبہ بن مسلم کو لکھا کہ میرے پاس یحییٰ بن یعمر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے بھیج دو جب وہ آئے تو حجاج نے ان سے کہا اگر تم اپنے دعویٰ کی مضبوط دلیل نہ دو گے تو میں تمہارا سر اُڑا دونگا اس پر یحییٰ نے سورہ انعام ساتویں پارے کی یہ آیت پیش کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ...... وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَالِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى۔

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو انکی قوم پر عطا فرمائی......

اور اسکی (ابراہیم) کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کاروں کو اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ۔

اور کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کتنی پشتوں بعد پیدا ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کہا ہے اور حضرات حسنین تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پیدا ہوئے اور آپکی گود میں پلے وہ کیوں نہ حضرت کی اولاد ہونگے اس پر حجاج بولا تم نے ایسی دلیل دی ہے جس سے تمہاری جاں بخشی ہوگئی بخدا میں نے یہ آیت تو پڑھی مگر مطلب نہ سمجھا...... سبحان اللہ کیا عجیب

وغریب اور نادر استدلال ہے خدا تعالیٰ یحیٰ بن یعمر رضی اللہ عنہ کی قبر پر نزول رحمت فرمائے آمین۔ (تاریخ ابن خلکان ۲/۲۲۷)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ماں کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں نہ کو باپ کی وجہ سے تو ثابت ہوا کہ نواسہ کو بھی بیٹا کہا جاتا ہے لہٰذا امامین کریمین نواسے ہونے کی وجہ سے حضور کے بیٹے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور انکے آنے کی غرض وغایت آپ سے مناظرہ کرنا تھا صحابہ فرماتے ہیں کہ ایسی شان وشوکت والی جماعت ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی انہوں نے آتے ہی بیت المقدس کی طرف منہ کے اپنی نماز شروع کردی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھ لینے دو جب وہ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا ایمان لے آؤ وہ کہنے لگے ہم تو آپ سے پہلے ایمان لاچکے ہیں آپ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو تمہیں ایمان لانے سے چند باتیں روکتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کو بیٹا مانتے ہو خنزیر کھاتے ہو وہ بولے وہ تو واقعی خدا کے بیٹے ہیں ورنہ بتاؤ ان کا باپ کون ہے آپ نے فرمایا اگر یہی دلیل ان کے ابن اللہ ہونے کی ہے تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں تمہیں بدرجہ اولیٰ یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ وہ تو ماں اور باپ کے بغیر پیدا ہوئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو پھر بھی والدہ ہیں باوجود اس کے کہ ان کے پاس کوئی معقول جواب نہ تھا محض ہٹ دھرمی سے جھگڑنے لگے تو آپ نے ان کو دعوت مباہلہ دی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا

وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔

میرے حبیب ان سے فرما دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اپنی جانیں اور تمہاری جانیں مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی آپ نے مہلت دے دی وہ تنہائی میں جمع ہوئے اور بنونضیر اور بنوقریظہ کو بھی بلایا جب مشورہ شروع ہوا تو ان دونوں قبیلوں کے یہودیوں نے کہا عیسائیو ان کو تم پہچان چکے ہو محمد ﷺ سچے رسول ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے اگر اپنا دین قائم رکھنا ہے تو مباہلہ نہ کرو اور اپنے گھروں کو لوٹ چلو یہ وہی نبی ہیں جنکی خبر تورات میں آئی ہے یہ مشورہ ہونے کے بعد مقررہ وقت پر شاندار لباس پہن کر اپنے بڑے پادریوں کو ساتھ لے کر آئے ادھر نبی کریم ﷺ اس شان سے نکلے کہ بائیں طرف گود میں امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور دائیں طرف آپ کا ہاتھ پکڑے امام حسن ہیں حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں آپ کے پیچھے ہیں رسول خدا ﷺ نے ان سے فرمایا جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا پھر آپ نے خدا کی بارگاہ میں دعا مانگی اللھم ھؤلآء اھل بیتی یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں عیسائیوں کے سب سے بڑے پادری نے جب یہ حسین بے نظیر منظر دیکھا تو پکارا اے عیسائیو!

اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْهًا لَوْسَاَلُوا اللّٰهَ اَنْ یُّزِیْلَ جَبَلًا مِنْ مَّكَانِهٖ لَاَزَالَهٗ بِهَا فَلَاتُبَاهِلُوْا فَتَهْلِكُوْا وَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ نَصْرَانِیٌّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔

میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹانے کے لئے کہیں تو اللہ انکی دعا سے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیگا ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ

ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔

آخر کار انہوں نے کہا ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے جزیہ دینے پر صلح کرتے ہیں ہر سال آپ کو دو ہزار جوڑے ۳۳ اونٹ اور ۳۴ گھوڑے دیا کریں گے حضور نے قبول فرما لیا اور فرمایا قسم ہے رب کی نجران والوں پر عذاب قریب آ گیا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندر اور خنزیر بن جاتے اور ان کا جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران کے پرندے درندے نیست و نابود ہو جاتے بلکہ ایک سال کے اندر روئے زمین کے عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

(۲/۴۶۴ تفسیر کبیر) (۱/۲۴۲ تفسیر خازن)

شیعہ اعتراض کرتے ہیں کہ مباہلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب ثلاثہ کو ساتھ نہیں لیا معلوم ہوا کہ یہ تینوں صدیق اکبر فاروق اعظم اور عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مخلص مومن نہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ حضرات مومن نہ تھے تو انکی گواہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیسے ہو گیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میرے جانب سے جا کر ابوبکر عمر عثمان عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن ابی وقاص طلحہ زبیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور چند انصار کو بلا لاؤ حضرت انس ان تمام حضرات کو بلا لائے جب یہ سب حضرات حاضر خدمت ہو کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کسی کام سے گھر سے باہر تشریف لے گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا اور اسی دوران آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کر دوں پس تم لوگ اس چیز کے گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کر دیا اور مہر

چار سو مثقال چاندی مقرر ہوا پھر کھجوروں کا تھال منگا کر سب کے سامنے رکھ دیا فرمایا اس کو لوٹ لو اور آپس میں جھپٹ کر کھالو ہم جھپٹ چھین کر کھانے لگے اسی اثنا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آ گئے حضور ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کے ساتھ چار سو مثقال چاندی کے عوض تیرا نکاح کر دوں اگر تم اس چیز پر راضی ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں راضی ہوں اور مجھے منظور ہے۔ (۲/۲۴۱ الریاض النضرۃ)

اگر یہ حضرات مومن نہ تھے تو انکی گواہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح کیسے درست ہوگیا چونکہ مومن کے نکاح کے گواہ بھی مومن ہوا کرتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ متذکرہ تمام صحابہ مومن تھے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آیت مباہلہ اس امر پر ولالت کرتی ہے کہ حضرات حسنین رسول اللہ ﷺ کے بیٹے تھے کیونکہ آپ نے وعدہ فرمایا کہ اپنے بیٹوں کو مباہلہ کے لئے بلائیں گے پھر آپ نے حسنین کو بلایا سو واجب ہوا کہ یہ دونوں حضور ﷺ کے بیٹے ہوں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کی متذکرہ دو آیات سے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے بیٹے ہونا ثابت ہوگیا اب ذرا احادیث کی طرف آیئے تو متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ حسنین کریمین حضور نبی کریم ﷺ کے بیٹے ہیں احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

امامین کریمین رضی اللہ عنہم، حضور ﷺ کے بیٹے ہیں

حدیث نمبر ۱:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں ایک ضرورت سے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اندر سے اس حال میں آئے کہ آپ ایک چیز کے اندر لپیٹے ہوئے تھے جس سے میں ناواقف تھا کہ وہ کیا چیز ہے جب میں آپ سے اپنی ضرورت کو عرض کر چکا اور اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو میں نے پوچھا حضور یہ آپ کیا چیز لئے ہوئے ہیں آپ نے اس چیز کو کھولا تو وہ حسن اور حسین تھے جن کو آپ نے دونوں پہلوؤں پر اٹھا رکھا تھا آپ نے فرمایا۔

هٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ (۳/۲۷۵ مشکوٰۃ)

حدیث نمبر ۲:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے اچانک امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم آ گئے جو اس وقت سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے اور چلتے تھے اور گر پڑتے یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے اور دونوں بچوں کو گود میں اٹھایا اور پھر دونوں کو سامنے بٹھا دیا اور فرمایا خدا تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ تمہارے مال اور اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں میں نے دونوں بچوں کو دیکھا ہے کہ چلتے ہیں اور گر پڑتے ہیں مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات قطع کر دی اور دونوں کو اٹھا لیا۔

(۳/۲۷۶ مشکوٰۃ)

حدیث نمبر ۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اہل بیت میں آپ کو کون شخص سب سے زیادہ پیارا ہے آپ نے فرمایا

حسن اور حسین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے۔

اُدْعِی لِیْ اِبْنَیَّ فَیَشُمُّھُمَا وَیَضُمُّھُمَا اِلَیْہِ۔

میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ پھر آپ دونوں کو سونگھتے اور اپنے گلے سے لگاتے۔ (۳/۲۷۶ مشکوٰۃ)

حدیث نمبر ۴:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا۔

اَیْنَ ابْنَایَ یَعْنِیْ حَسَناً وَحُسَیْناً میرے دونوں بیٹے حسن اور حسین کہاں ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا آج ہم نے صبح اس حال میں کی کہ ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا حضرت علیؑ نے کہا میں ان دونوں کو لے جاتا ہوں مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ دونوں رو کر تمہیں تنگ نہ کریں اور تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں وہ فلاں یہودی کے پاس گئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ دونوں درخت خرما کی جڑ میں جمع شدہ پانی سے کھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے کچھ کھجوریں ہیں آپ نے فرمایا اے علی دھوپ زیادہ ہونے سے پہلے میرے بیٹوں کو گھر لے چلو انہوں نے عرض کی آج ہم نے صبح اس حال میں کی ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف رکھیں میں فاطمہ کے لئے کچھ کھجوریں اکٹھی کرلوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت علی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کچھ کھجوریں فراہم کرلیں ان کو ایک کپڑے میں باندھ لیا پھر ایک بچے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لیا اور دوسرے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور گھر واپس آ گئے۔ (۴/۲۱۰ الترغیب والترہیب)

حدیث نمبر۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مرض میں انکی وفات ہوئی اس میں مروان آپ کے پاس آیا مروان نے کہا کیا وجہ ہے تم حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے بڑی محبت کرتے ہو آپ نے جواب دیا کہ ایک سفر میں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے رونے کی آواز سنی اور وہ دونوں اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ماشان ابنی میرے دونوں بیٹوں کا کیا حال ہے انہوں نے کہا ان کو پیاس لگی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ دیکھا اس میں پانی نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے پاس پانی ہے لیکن کہیں سے بھی پانی دستیاب نہ ہوا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ان دونوں میں سے ایک بچہ مجھے دے دو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردے میں سے ایک بچہ آپ کو دے دیا اور میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بازوؤں کی سفیدی دیکھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو سینے سے لگا کر اپنی زبان ان کے منہ میں ڈالدی زبان چوسنے پر بچے کو سکون آ گیا اور رونا بند کر دیا دوسرا بچہ رو رہا تھا آپ نے فرمایا یہ بچہ بھی مجھے دے دو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دے دیا اس نے بھی آپکی زبان چوسی اور رونا موقوف کر دیا۔

(۳/۵۰ طبرانی کبیر)

حدیث نمبر۶:

حضرت براءٔ بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا آئیں اور عرض کی یا رسول

اللہ ﷺ حسن اور حسین گم ہوگئے ہیں اور اس وقت دن کافی چڑھ چکا تھا رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔

قُوْمُوْا فَاطْلُبُوْا اِبْنَیَّ اٹھو میرے دونوں بیٹوں کو تلاش کرو ہر شخص تلاش کے لئے نکلا اور میں نبی کریم کے ساتھ ہولیا یہاں تک حضور نبی کریم ﷺ ایک پہاڑ کے قریب آئے دیکھا کہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے ہیں اور ایک سانپ اپنی دم پر کھڑا ہے اور اس کے منہ سے آگ نکل رہی ہے اس کے قریب آپ آئے اس نے کچھ کلام کیا پھر وہ ایک سوراخ میں داخل ہوگیا پھر نبی کریم ﷺ نے دونوں کو کندھوں پر بٹھالیا میں نے کہا اے شہزادو تمہاری سواری کتنی اچھی ہے فرمایا سوار بھی تو اچھے ہیں اور انکا باپ ان دونوں سے اچھا ہے۔ (۲/۳۴۳ کشف الغمہ)

حدیث نمبر ۷:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اِبْنَایَ امام حسن اور امام حسین دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اس نے خدا کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے ان دونون سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا اللہ اسے جہنم میں داخل کریگا۔ (۳/۱۶۶ المستدرک)

امام حسن رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں:

حدیث نمبر ۸:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر اس حال میں دیکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے اور آپ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرماتے اور فرماتے جاتے:

اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔ (۳/۲۷۱ مشکوٰۃ)

امام حسین رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں:

حدیث نمبر ۹:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز آپ نیند سے بیدار ہوئے اور کہنے لگے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ خدا کی قسم حسین قتل کر دیے گئے لوگوں نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا کیسے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپ کے ہاتھ میں خون سے بھری ایک شیشی ہے آپ فرما رہے ہیں اے ابن عباس کیا تجھے معلوم نہیں کہ میری امت نے میرے بعد کیا کام کیا ہے میرے بیٹے حسین کو قتل کر دیا ہے یہ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لیجا رہا ہوں۔ اس خواب کے چوبیس روز بعد خبر آئی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ (باب منامات احیاء العلوم)

حدیث نمبر ۱۰:

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج بہت برا خراب دیکھا ہے آپ نے پوچھا وہ کیا انہوں نے کہا وہ بہت سخت ناگوار ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے انہوں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسدا اقدس کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آ گیا ہے آپ نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو تیری گود میں رکھا جائیگا چنانچہ حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت حسین پیدا ہوئے اور میری گود میں رکھے گئے جیسا کہ حضور نے فرمایا تھا پھر میں ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی اور حسین کو آپکی گود میں دیدیا پھر میں دوسری طرف دیکھنے لگی اچانک میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے عرض کی اے خدا کے رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا بات ہے آپ نے فرمایا ابھی ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے۔

فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ اِبْنِیْ هٰذَا انہوں خبر دی کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کردیگی میں نے عرض کیا اس بیٹے کو آپ نے فرمایا ہاں اور میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی لائے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ (۳/۲۷۹ مشکوٰۃ)

اب سنئے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پانچ مرتبہ دی گئی۔

پہلی مرتبہ:

جیسے کہ حدیث نمبر ۱۰ میں بیان ہوا ہے کہ ولادت کے وقت آپکی

شہادت کی خبر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو دی۔

دوسری مرتبہ:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر چار ماہ کی ہوئی تو اس وقت بھی آپ کی شہادت کی خبر دی گئی چنانچہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس ہوئے تو آپ کا گزر ایک ریگستان سے ہوا آپ نے وہاں کے رہنے والوں سے اسکا نام پوچھا انہوں نے کہا اس کا نام کربلا ہے یہ سنتے ہی شیرِ خدا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے احباب نے رونے کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا ایک پرانی یاد آ گئی ہے ایک دفعہ میں نے نبی کریم ﷺ کو روتے دیکھا دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا اے علی مجھے ابھی ابھی جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میرے وصال کے بعد میرے حسین کو بھوکا اور پیاسا میدان کربلا میں شہید کر دیا جائیگا آج جب میں نے اس خونی زمین کو دیکھا تو بے ساختہ رونے لگا۔

(۲/۳۰۰ تہذیب التہذیب) (۱۹۳-الصواعق محرقہ)

تیسری مرتبہ:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے زندگی کے تین سال گزار لئے تو اس وقت بھی آپکی شہادت کی خبر دی گئی چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بارش کے فرشتے نے خدا سے اجازت لی میری زیارت کے لئے اور اس دن حضرت ام سلمہ کی باری کا دن تھا حضور نے فرمایا ام سلمہ دروازے پر بیٹھ جاؤ کوئی اندر نہ آئے وہ بیٹھ گئیں اتنے میں حسین آئے اور وہ اندر آ گئے اور حضور اس کو چومنے لگے فرشتے نے پوچھا آپ اس سے محبت کرتے ہیں فرمایا ہاں اس نے کہا: اِنَّ اُمَّتَکَ سَتَقْتُلُہٗ وَاِنْ شِئْتَ اُرِیْکَ الْمَکَانَ

الَّذِیْ یُقْتَلُ بِہٖ۔

بے شک آپکی امت اس کو شہید کردیگی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں جہاں یہ قتل ہونگے اس نے وہ جگہ دکھا دی اور وہاں کی مٹی بھی لا دی۔ (۱۹۲ صواعق محرقہ)

چوتھی مرتبہ:

جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے چوتھے سال میں قدم رکھا تو اس وقت بھی آپکی شہادت کی خبر دی گئی چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے آپ کے واسطے کھانا تیار کیا ام ایمن نے ہمیں تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر کیا آپ نے کھانا کھا کر دودھ پیا میں نے آپ کے ہاتھ مبارک دھلوائے آپ نے چہرے پر ہاتھ پھیرے اور دعا کی اور سجدے میں چلے گئے اور رونا شروع کردیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کر سکے اتنے میں حسین آپکی پشت پر گر کر رونے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا رونا دیکھ کر اپنا رونا بھول گئے اور انکی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے حسین میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تم کیوں رو رہے ہو انہوں نے کہا آپ رو رہے ہیں اس لئے میں بھی رونے لگا فرمایا میں اس لئے رویا کہ جبریل نے مجھے خبر دی کہ میری امت تمہیں غربت اور کربت میں شہید کردیگی یہ خبر سن کر میں نے دعا مانگی کہ دنیا میں یہ مصیبت ان پر ہونی ہے تو ہو جائے مگر آخرت بہتر ہو۔

(۱۵۸ جذب القلوب)

پانچویں مرتبہ:

جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو ایک دن عید کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حسن اور حسین عید کے لئے نئے جوڑوں کا مطالبہ کر رہے ہیں اتنے میں جبریل آئے اور امامین کے لئے دو سفید جوڑے سلے ہوئے لائے لیکن شہزادوں نے کہا ہمیں رنگین کپڑے چاہئیں جبریل نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے میں پانی منگوایئے جب پانی آیا آپ نے امام حسن سے پوچھا کون سا رنگ چاہئے کہا سبز جبریل نے پانی ڈالا تو جوڑا سبز ہو گیا وہ امام حسن کو دے دیا پھر دوسرا جوڑا لیا اس پر پانی ڈالا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی مرضی کے مطابق سرخ ہو گیا وہ امام حسین کو دے دیا دنوں شہزادے خوش ہو گئے پھر نبی کریم نے دیکھا کہ جبریل رو رہے ہیں آپ نے وجہ دریافت کی عرض کی ان دونوں کے پسندیدہ رنگوں سے مجھے ان کا انجام یاد آ گیا ہے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا جائے گا اور شہادت پا جائیں گے اور ان کی رنگت سبز ہو جائے گی۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے خشک حلق پر خنجر پھیرا جائے گا اور وہ خون سے رنگین ہو جائیں گے۔

(عناصر الشہادتین ۱۱۹)

شہادت محمدی کا ظہور تام:

شہادت محمدی کا ظہور تام مندرجہ ذیل تین اوصاف کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

(ا) مظہر اتم شہادت ایسا شخص ہونا چاہئے جو جسمانیت میں رسول خدا کے ساتھ کمال قرب رکھتا ہو کیونکہ شہادت کا تعلق جسم سے ہے اور وہ حسنین حضرات ہیں جو نبی کریم کے بیٹے ہیں جیسے کہ گذشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرد ہیں لہٰذا جو حضرات آپ کی شہادت کا مظہر اتم ہیں وہ بھی مرد ہونے چاہئیں اور وہ دونوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ شہادت سری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم ہیں کیونکہ آپ کی وفات زہر سے واقع ہوئی ہے چنانچہ امام عبدالرزاق نے لکھا ہے کہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جس مرض میں وفات پائی اس میں آپ بار بار جائے ضرورت میں جاتے تھے ایک مرتبہ آپ کو وہاں کافی دیر لگی پھر آپ نے واپس آ کر فرمایا میں نے اس وقت اپنے جگر کے ٹکڑوں کو باہر نکلتے دیکھا ہے اور بلاشبہ میں کئی مرتبہ زہر دیا گیا ہوں مگر اس جیسا سخت زہر پہلے ہرگز نہیں دیا گیا۔ (مصنف عبدالرزاق ۱۱/۴۵۲)

امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے آپ کو زہر دیا:

اس کے لئے تحقیق انیق پیش کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر۱: قتادہ بن دعامۃ سدوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

سمت ابنة الا شعث بن قيس الحسن بن علي وكانت تحته ورشيت عن ذالك مالا۔ اشث بن قیس کی بیٹی (جعدہ) نے حسن بن علی کو زہر دیا اور وہ آپ کی زوجہ تھی اور اس کو زہر دینے پر مال کی رشوت دی گئی۔

(المستدرک ۳/۱۷۶)

نمبر۲: امام حافظ ابن عبدالبر نے حضرت قتادہ وابوبکر بن حفص سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔سم الحسن بن علي سمته امرأته بنت الا شعث بن قيس۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو انکی بیوی (جندہ) بنت اشعث بن قیس نے زہر دیا۔

(الاستیعاب ۱/۳۷۵)

نمبر۳: امام المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی نے ام موسیٰ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں ان جعدة بنت الا شعث بن قيس سقت الحسن السم۔

بیشک جعدہ بنت اشعث بن قیس نے حضرت حسن کو زہر پلایا تھا اس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی آپ کے نیچے ایک طشت رکھا جاتا اور دوسرا اٹھالیا جاتا اسی طرح چالیس روز تک ہوا۔ (تہذیب التہذیب ۳۰۰)

نمبر ۴: علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔

وفی ھٰذہ السنۃ توفی الحسن بن علی سمتہ زوجتہ جندہ بنت الا شعث بن قیس۔

اور اسی سال ۴۹ھ میں حضرت حسن بن علی نے وفات پائی ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے ان کو زہر دیا۔ (اسد الغابہ ۲/۱۱۵)

نمبر ۵: علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ:

امام حسن رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب یہ تھا کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کو یزید نے پیغام بھیجا تھا کہ اگر تو حسن کو زہر دے کر ہلاک کر دے تو میں تجھے ایک لاکھ درہم دوں گا اور تجھ سے نکاح بھی کرلوں گا تو اس نے آپ کو زہر دے دیا چنانچہ آپ چالیس روز بیمار رہے جب آپ کی وفات ہوئی تو اس نے یزید کو ایفائے عہد کے لئے کہا یزید نے اس سے کہا بے شک ہم نے تمہیں حسن کے لئے پسند نہیں کیا تو اپنے لئے کیسے پسند کریں اور حضرت حسن زہر سے شہید ہوئے۔ (الصواعق المحرقہ ۱۴۸)

نمبر ۶: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

توفی الحسن رضی اللہ عنہ بالمدینۃ مسموما سمتہ زوجتہ جعدہ بنت اشعث۔

امام حسن کی وفات مدینہ میں ہوئی آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے آپ کو زہر دیا۔ (تاریخ الخلفاء ۱۴۷)

نمبر۷: حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ کے درمیان صلح ہونے کے بعد امام حسن کوفہ سے مدینہ آ گئے اور وہاں دس سال مقیم رہے پھر آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے آپ کو زہر پلا دیا۔ (نور الابصار ۱۳۶)

نمبر۸: مشہور یہی ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے یزید بن معاویہ کے کہنے سے آپ کو زہر دیا۔ از مولانا جامی (شواہد النبوت ۳۰۲)

نمبر۹: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

وسبب موته ان زوجته جنده بنت الا شعث سمته باغوائے یزید بن معاویه ۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب یہ ہوا کہ ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے یزید کے بہکانے سے ان کو زہر دے دیا۔

(سر الشہادتین ۱۰، ابن عساکر ۲۲۹/۴)

نمبر۱۰: علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے۔

ان جندہ بنت الاشعث سقت الحسن السم۔

جعدہ بنت اشعث نے حضرت حسن کو زہر پلایا۔ (البدایہ والنہایہ ۴۳/۸)

نمبر۱۱: علامہ غلام رسول سعیدی نے لکھا ہے کہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب یہ تھا کہ ان کی بیوی جعدہ بنت الاشعث بن قیس نے ان کو زہر پلا دیا تھا وہ اس زہر کے اثر سے چالیس روز بیمار رہے اور پھر فوت ہو گئے۔ (شرح صحیح مسلم ۹۸۲/۶)

نمبر۱۲: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر محترم مولانا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

اس خبیث (یزید) کا پہلا حملہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پر چلا جعدہ زوجہ امام عالی

مقام کو بہکایا کہ اگر تو زہر دے کر امام کا کام تمام کر دے گی تو میں تجھ سے نکاح کر لوں گا وہ شقیہ بادشاہ کی بیگم بننے کے لالچ میں شاہان جنت کا ساتھ چھوڑ کر سلطنت عقبیٰ سے منہ موڑ کر جہنم کی راہ پر ہولی کئی بار زہر دیا کچھ اثر نہ ہوا پھر تو جی کھول کر جہنم کے انگارے اپنے پیٹ میں بھرے اور امام جنت کو سخت زہر دیا یہاں تک کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے کو اعضائے باطنی پارہ پارہ ہوکر نکلنے لگے۔(آئینہ قیامت ٦)

حضرت العلام مولانا احمد رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا حسن رضا کی کتاب ''آئینہ قیامت'' کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ

حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب ''آئینہ قیامت'' میں صحیح روایات ہیں۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت ۲/۱۲۲)

نمبر۱۳: اور مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا نے لکھا ہے کہ آئینہ قیامت حضرت عمی جناب استاذ من مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن رحمۃ اللہ علیہ میں بھی یہی لکھا ہے (زہر جعدہ بنت اشعث نے دیا) یہ کتاب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی دیکھی اور مجالس میں کتنی ہی بار سنی ہوئی ہے۔(الفتاوی المصطفویہ ۴۶۳)

معلوم ہوا کہ آئینہ قیامت میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ درست ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت کی رائے بھی یہی ہے کہ جعدہ بنت اشعث نے امام حسن کو زہر دیا ہے نیز اعلیٰ حضرت کی عادت یہ تھی کہ ان کے سامنے اگر کوئی غلط بات کرتا تو آپ فوراً روک دیتے جب آئینہ قیامت آپ نے کئی مرتبہ سنی تو یقیناً یہ عبارت بھی آپ نے کئی بار سنی ہوگی کہ جعدہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا اگر یہ روایت غلط ہوتی آپ فوراً روک دیتے بلکہ اس عبادت کو کتاب سے نکالنے کا حکم دیتے لیکن ایسا نہیں ہوا جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک یہ بات امر مسلمہ ہے

کہ جعدہ بنت اشعث ہی نے امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا ہے جس سے آپ کی وفات ہوئی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر مولانا محمد مصطفیٰ رضا مفتی اعظم ہند نے لکھا ہے۔

کان سبب موته ان زوجته جعده بنت الاشعث بن قیس الکندی دس الیها یزید ان تسمه ویتزوجها وبزل مائة الف درهم ففعلت فمرض اربعین یوما۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب یہ ہوا کہ ان کی بیوی جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی نے یزید کے ورغلانے سے ان کو زہر دیا اس بنا پر کہ اس نے اس کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ اس کے ساتھ شادی کرلے گا اور ایک لاکھ درہم دے گا۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ توفی الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنه بالمدینة مسموما سمة زوجة جعده بنت الاشعث

امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں وفات پائی انکی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے ان کو زہر دیا اور آگے لکھا سبب موته ان زوجة جعده بنت الاشعث سمته باغوائے یزید بن معاویہ ان کی موت کا سبب یہ ہوا کہ انکی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے یزید کے بہکانے سے ان کو زہر دیا (۶۲۴ الفتاوی المصطفویہ)

رہا امام حسین رضی اللہ عنہ کا امام حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا اور انکا قاتل کا نام نہ بتانا تو اس کے متعلق مفتی اعظم فرماتے ہیں کہ:

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے استفسار کہ کس نے آپ کو زہر دیا اس کے کچھ منافی نہیں شہرت اور استفاضہ کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے اسی وقت شہرت ہوجانا ضروری نہیں خصوصاً ایسا معاملہ جس کے اخفا کی شدید

کوشش کی جائے ہوسکتا ہے کہ امام حسین کو اسکی اطلاع نہ ہو پھر ہوئی ہو یا یہ کہ حضرت کو اطلاع ہوگئی ہو مگر مزید اطمینان کے لئے دریافت فرماتے ہوں یا یہ کہ یہ استفسار محض دریافت منشا کے لئے ہو کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا اس میں کیا منشا ہے معاملہ سخت نازک تھا۔ (۴۶۰ الفتاوی المصفویہ)

حضرت صدر الافاضل کی عبارت کے بارے میں مفتی اعظم فرماتے ہیں۔

سوانح کربلا میں جو یہ لکھا ہے کہ یہ روایت غیر معتبر ہے اپنا عندیہ لکھا ہے اور یہ لکھا کہ اسکی بنا پر امام کے قتل کا الزام جعدہ کے سر نہیں لگا سکتے یہ بھی اپنا عندیہ ہے۔ (۴۶۲ الفتاوی المطفویہ)

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو کچھ مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اپنی کتاب سوانح کربلا میں لکھا ہے وہ انکا اپنا نظریہ ہے تحقیق نہیں تحقیق کے لئے ادلہ اربعہ کو بنیاد بنایا جاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن وحدیث اور علمائے متقدمین کی آراء بیان کی جاتیں لیکن ایسا نہیں کیا گیا کوئی ذی عقل عالم دین سوانح کربلا کی عبارت کو تحقیق کا نام نہیں دے سکتا۔

اب تک احقر العباد محمد صدیق ملتانی نے جو کچھ لکھا ہے وہ حدیث کی کتاب المستدرک کے حوالے کے علاوہ جید علمائے کرام کی تحقیق انیق پیش کی ہے علامہ ابن حجر عسقلانی علامہ ابن عبدالبر علامہ ابن الاثیر علامہ ابن حجر مکی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی امام جلال دین سیوطی علامہ عبدالرحمٰن جامی مولانا حسن رضا اور مفتی اعظم ہند یہ وہ علماء ہیں کہ انکا علمی پایہ مولانا صدر الافاضل سے کہیں زیادہ ہے امام سیوطی کو ستر سے زیادہ مرتبہ جاگتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے دو لاکھ احادیث کے حافظ ہیں نیز اعلیٰحضرت کا بھی یہی مسلک ہے اب اتنے مشاہیر علمائے کے مقابلے میں صرف ایک عالم کے ذاتی نظریے کو کیسے ترجیح دی

جائے وہ نام نہاد رضوی جو صدر الافاضل کے ہمنوا ہیں ان کو اپنی ذاتی علمی استعداد پر بھی غور کرنا چاہیے کہ وہ علم سے اتنے ہی دور ہیں جتنا زمین سے آسمان دور ہے کیا یہ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا اور مفتی اعظم کی تحقیق کا انکار کر کے رضوی کہلا سکتے یا تو رضوی کہلانا چھوڑ دیں یا پھر رضویت کے گھر کی بات مان لیں اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ امام حسن کو زہر اسکی بیوی جعدہ نے دیا ہے وہ اہلبیت کا گستاخ (یہ ایک جاہل پیر کے جاہل مریدوں کا قول ہے) وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ جنکی عبارات پیش ہوئی ہیں کہ ان کے بارے میں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب اہلبیت کے گستاخ ہیں کیا اعلیٰ حضرت مولانا حسن مفتی اعظم ہند حضرات گستاخ اہلبیت تھے ہرگز نہیں یہ نفوس قدسیہ تو رسول خدا اور اہلبیت کی محبت کا پیکر تھے ان کا مسلک برحق ہے اور عوام اہلسنت کو انکی تحقیق پر مکمل اعتماد کرنا چاہیے لیکن یتیم الفہم پیر اور اجہل الجہلاء مریدوں کو کون سمجھائے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت جہری کا مظہر اتم ہیں کہ میدان کربلا میں آپ یزیدیوں کے سامنے کوہ گراں بن کر ڈٹ گئے بہادری اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ بڑے بڑے سورماؤں کے چھکے چھڑا دیئے بہت سے لوگوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد دشمنوں کے نرغے میں آ گئے۔ اب چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہونی شروع ہوئی تلواروں اور نیزوں کی بوچھاڑ ہوئی آپ گھوڑے سے نیچے گر پڑے آپ کیا گرے گویا چودھویں رات کا چاند غروب ہو گیا کسی شاعر نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے فرماتے ہیں۔

ڈوبا شفق میں جب مہ تابان مصطفیٰ
یعنی حسین ابن علی جان مصطفیٰ
بادخزان تھی اور گلستان مصطفیٰ

جب گر پڑا زمیں پر وہ جانانِ مصطفیٰ
خو مصطفیٰ نے فرش سے اٹھالیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگالیا

خوں سے بھرا ہوا جو بدن کا لباس تھا
حور وملک کا دیکھ کے جسے دل اداس تھا
پر شاہ کربلا کو نہ مطلق ہراس تھا جب گر پڑے زمیں پہ تو کوئی نہ پاس تھا
خود مصطفیٰ نے فرش زمیں سے اٹھالیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگالیا
آیا جو وقت ظہر تو سجدہ ادا لیا
تن پر جو دیکھے زخم تو شکر خدا کیا
طے آپ نے تمام مقام رضا کیا
دشمن نے جب کہ سر کو بدن سے جدا کیا
خود مصطفیٰ نے فرش زمیں سے اٹھالیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگالیا

۵۵ سال ۴ مہینے اور ۵ دن کی عمر میں آپ کے خشک حلق آبدار خنجر چلا کر آپ کو شہید کر دیا گیا۔

اس پورے بیان کو یوں سمجھ لیں کہ ایک درخت کی دو شاخیں ہیں اور دونوں کو پھل لگے ہوئے ہیں ہر عقل مند یہی کہے گا کہ پھل اگر چہ شاخوں کو لگے ہوئے ہیں مگر یہ شاخوں کے نہیں بلکہ درخت کے پھل ہیں بس یوں سمجھئے کہ شجر محمدی کی دو شاخیں ہیں ایک حضرت حسن اور دوسری حسین امام حسن کی شاخ کو

شہادت سری کا پھل لگ گیا اور امام حسن کی شاخ کو شہادت جہری کا پھل لگ گیا پھل اگرچہ شاخوں میں لگا ہوا ہے لیکن درحقیقت درخت کا پھل ہے شہادت حسنین بظاہر امام حسن اور امام حسین میں پائی جاتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ شہادت محمدی ہے جس کا ظہور حسنین کریمین میں ہوا۔

مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں۔

اَلْحَسَنُ اَشْبَہَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَابَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّأْسِ وَالْحُسَیْنِ اَشْبَہَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاکَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذَالِکَ۔

امام حسن سینے سے لے کر سر تک رسول خدا کے مشابہ ہیں اور امام حسین جسم کے زیریں حصہ سے بہت مشابہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس حدیث کا ترجمہ یوں فرمایا:

ایک سینے تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا
صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط تو ام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

خط توام یہ ہے کہ پرانے زمانے میں شاہی خاندان کی عورتیں جب اپنے سے کم حیثیت کے آدمی کی محبت میں گرفتار ہو جاتیں تو اس کے ساتھ پیغام وسلام کا سلسلہ اس طرح جاری کرتیں کہ ایک کاغذ لے کر اس کو درمیان سے دوہرا کر لیتیں اور اس طرح خط لکھتیں کہ ایک لفظ ایک حصے پر اور دوسرا لفظ ایک حصہ پر اپنے محبوب کو روانہ کر دیتیں جب وہاں سے پیغام آتا کہ تمہارا آدھا خط مجھے مل گیا ہے یہ دوسرا حصہ روانہ کر دیتیں جب وہ دوسرا حصہ پہنچتا تو محبوب دونوں

حصوں کو ملا کر پڑھتا تو خط کا مضمون مکمل سمجھ میں آ جاتا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں جس طرح دونوں حصوں کو ملایا جائے تو مکمل خط بن جاتا ہے اسی طرح دونوں شہزادوں امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ کھڑا کیا جائے تو مکمل تصویر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتی ہے جس طرح دونوں شہزادوں کو ملایا جائے تو تصویر مصطفیٰ بن جاتی ہے اسی طرح دونوں شہزادوں کی شہادتوں کو جمع کیا جائے تو شہادت مصطفیٰ بن جاتی ہے۔

اب تک تقریر سے از روئے قرآن و حدیث ثابت ہوا کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں اور اسکی وجوہات یہ ہیں۔

وجہ اول:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَجَعَلَ ذُرِّیَّتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ: خدا نے ہر نبی کی اولاد اسکی صلب میں رکھی ہے اور میرے اولاد علی کی پشت میں رکھی ہے۔

وجہ دوم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مثل موسیٰ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام لاولد تھے انکی اولاد بھی خدا نے ان کے بھائی حضرت ہارون کی پشت میں رکھی خدا فرماتا ہے۔ وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ و آل ھارون اس میں آل موسیٰ و آل ہارون کے تبرکات تھے۔

وجہ سوم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بمصداق آیہ مباہلہ نفس رسول قرار پائے لہٰذا انکی اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد قرار پائی۔

وجہ چہارم:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے اسحاق اور اسماعیل حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے آخری حجت لڑکی کی اولاد قرار پائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی لڑکی مریم سے پیدا ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں بھی ایسا ہی ہوا کہ آخری حجت کی اولاد قرار پائی اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔